تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

اور

ان کی سوانح حیات، علمی کمالات
دینی خدمات کا تحقیقی جائزہ،

مشہور عربی تصنیفات کا تعارف اور ان پر مختصر و جامع تبصرہ، نیز گوناگوں علوم میں ان کی تالیفات کی مختلف اور مکمل فہرست

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی
فاضل دارالعلوم دیوبند؛ پی ایچ ڈی

ناشر
ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غضنفر
مؤسس و مدیر
الرحیم اکیڈمی
اے ۷/۷ عظیم نگر پوسٹ آفس لیاقت آباد

تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

فاضل دارالعلوم دیوبند، پی ایچ ڈی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غضنفر

مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

اے ۶/۲، عظیم تحریر پوسٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۷۵۹۰۰

بسم الله الرحمن الرحيم

فتبارك الله احسن الخالقين والحمد لله رب العلمين

كتبه الفقير الى رحمة ربه الكريم محمد عبد الرحيم عفا الله عنه العلي العظيم

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۸۴۹ - ۹۱۱ھ ـــ ۱۴۴۵ - ۱۵۰۵ء)

اور

ان کی سوانح حیات، علمی کمالات
دینی خدمات کا تحقیقی جائزہ،

مشہور عربی تصنیفات کا تعارف اور ان پر
مختصر و جامع تبصرہ، نیز گوناگوں علوم میں ان کی
تالیفات کی مختلف اور مکمل فہرستیں

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غضنفر

مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

اے ۷/۲، اعظم نگر پوسٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۷۵۹۰۰

نام کتاب : تذکرہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ
نام مصنف : مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہ
ناشر : ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر
مؤسس و مدیر الرحیم اکیڈمی A 7/7
اعظم نگر لیاقت آباد کراچی 75900
تاریخ اشاعت : ۱۴ شوال المعظم ۱۴۲۱ھ
تعداد : ۱۰۰۰
قیمت : Rs:220/=
ٹیلیفون نمبر : 4913916

ملنے کے پتے

مکتبہ اسلامی، مکتبہ قاسمیہ، مکتبۃ الحبیب، درخواستی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
عباسی کتب خانہ، مکتبہ اسحاقیہ، جونا مارکیٹ کراچی
مکتبہ نعمانیہ، مکتبہ اسلامیہ، برمی کالونی لانڈھی کراچی
مکتبہ سید احمد شہید، مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار لاہور۔
امداداللہ اکیڈمی، مکتبہ اصلاح و تبلیغ مارکیٹ حیدرآباد سندھ
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، مکتبہ اسلامیہ، مکتبہ حقانیہ کوئٹہ بلوچستان

فہرست ابواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مادہ تاریخ وفات
[illegible]
۹۱۱ھ

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک بین الاقوامی علمی شہرت کی مالک شخصیت کی دینی، فکری، علمی و تحقیقی خدمات کا تذکرہ ہے جس نے متداول و مشہور اسلامی علوم وفنون میں اپنی تالیفات کا نادر و بیش بہا ذخیرہ اہل علم کے لئے یادگار چھوڑا جو بایں ہمہ وسعت و ترقی علوم وفنون، آج بھی ہر عالم و محقق کی رہنمائی کرتا ہے۔

یہ مبالغہ نہ ہوگا کہ نویں صدی ہجری کے بعد سات علوم ۱- تفسیر ۲-حدیث ۳-فقہ ۴-نحو ۵-معانی ۶-بیان ۷-بدیع، جن میں سیوطیؒ کو اجتہاد کا دعویٰ تھا کسی زبان میں ایسی کوئی کتاب نہیں مل سکے گی جس میں علامہ موصوف کی کسی کتاب کا حوالہ موجود نہ ہو۔ علامہ موصوف کی شخصیت افادۂ علمی، وسعت نظر، کثرت معلومات، کثرت تالیفات اور اختصار علم میں مثالی شخصیت کی حیثیت اختیار کر گئی تھی، چنانچہ مذکورہ بالا صفات کی جامع شخصیت کو آخری دور میں ''سیوطی دوراں'' کے لقب سے یاد کیا جانے لگا تھا، علامہ مغرب حافظ محمد بن عبدالسلام ناصری المتوفی ۱۲۲۹ھ نے اپنے استاد، صاحب تاج العروس حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم الزبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ کو ''رحلۃ الحجازیہ'' میں ''ھو سیوطی زمانہ'' (وہ اپنے زمانہ کا سیوطی تھا) کے الفاظ سے یاد کیا ہے (۱)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی مفصل سوانح حیات ''کتاب التحدث بنعمۃ اللہ''میں قلمبند کی تھی۔ جسے مستشرقہ مریم سارتن (E M, SARTAIN) نے "JALALUKKIN AL SYUTI-BIOGRAHY AND BACKGROUND" کے

---

(۱) عبدالحی الکتانی، فہرس الفہارس والاثبات و معجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات تحقیق احسان عباس، ط ۲، بیروت، دارالتراث الاسلامی، ۱۴۰۲=۱۹۸۱ء، ج۱ص ۵۳۰-

نام سے اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور اس پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ یہ کتاب ۱۹۷۵ء میں کیمبرج یونیورسٹی پریس سے دو جلدوں میں شائع کی گئی تھی۔ پہلی جلد "کتاب التحدث بنعمۃ اللہ" کے عربی متن پر اور دوسری جلد انگریزی میں موصوفہ کی تشریحی تحقیقات پر مشتمل ہے۔

موصوف کے دو نامور شاگرد شمس الدین محمد بن علی بن احمد الداودی المالکی المتوفی ۹۵۰ھ نے سیوطیؒ کے حالات میں ایک ضخیم کتاب لکھی تھی اس لئے الداودی نے سیوطیؒ کا تذکرہ طبقات المفسرین میں نہیں کیا۔ دوسرے شاگرد شیخ عبدالقادر بن احمد الشاذلی المالکی المتوفی ۹۴۵ھ نے "بهجة العابدين بترجمة جلال الدين" لکھا تھا۔ یہ دونوں تذکرے شائع نہیں ہوئے' ان کے علاوہ اس زمانے میں بھی موصوف کے حالات میں چھوٹی موٹی کتابیں جیسے عبدالوہاب حمودہ کی "صفحات من تاريخ مصر فی عصر السيوطی" مصر' ۱۳۱۲ھ عربی میں شائع کی گئی ہیں۔ لیکن وہ تحقیقی اور جامع نہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے اپنے اور اپنے آباء واجداد کے مختصر حالات "حسن المحاضرہ" میں قلمبند کئے ہیں' یہی تذکرہ نگاروں کا بنیادی مآخذ ہیں' سیوطی کی تالیفات پڑھکر کسی نے تحقیقی کتاب مرتب کی ہو ایسی کتاب میرے علم میں نہیں' یہی وجہ ہے کہ علامۂ موصوف کے حالات اختصار سے ملتے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی سب سے بڑی خوبی جو انہیں اپنے ہمعصروں میں ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی کتابوں سے عقید تمند وبد عقیدہ ومخالف' مصنف' مدرس' محقق اہل علم وارباب قلم کو ان کی چھوٹی بڑی ہر کتاب

سے کم وبیش اعتناء رہا ہے۔

علامہ سیوطی کی زندگی میں ان کے بر ملا علمی دعووں اور نامور معاصرین کی شدید مخالفت کے باوجود نہ ان کے علمی مرتبہ اور شہرت میں کمی آئی' نہ ان کی تالیفات کی قبولیت میں کوئی فرق پڑا' بلکہ علمی معرکہ آرائی سے ان کی علمی وسعت نظر کا چرچا ہوا' ان کی تالیفات جیسے پہلے نقل کی جاتی' کرائی جاتی' پڑھی جاتی' پڑھائی جاتی اور دوسرے اسلامی ملکوں میں پہنچائی جاتی تھیں اس کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ ورق دو ورق کی کتاب بھی (جیسے ربیع النسرین فیمن عاش من الصحابة مائة وعشرین وغیرہ ہیں) اہل علم کے لئے حرز جاں بنتی رہی اور اب بھی وہ تحقیق کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں' ان کا پانچ سو سالہ جشن منایا جاتا ہے اور یوں ان کے علمی کارناموں پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے' اسلامی جامعات میں ان کے مختلف علمی کارناموں پر ڈاکٹریٹ کرلیا جاتا ہے' نامور محققین ان کی کتابوں پر تحقیق کرتے ہیں' یہ سب ان کی علم سے محبت و شغف' حسن نیت' خلوص وللہیت اور خلق خدا کو علوم نبوت سے بہرہ ور کرنے کی انتھک کوشش اور لگن کا صلہ ہے جو انہیں اس دنیا میں مل رہا ہے۔

یہ کہنا بجا ہے علامہ سیوطیؒ کو علمی استحضار' کثرت تالیفات و حسن قبول میں جیسی سر فرازی حاصل ہے ان کے ہمعصروں میں کسی کو نصیب نہیں۔

ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل عظيم.

اردو زبان میں ایسی جامع شخصیت پر تحقیقی انداز میں بہت کم لکھا گیا ہے' یہی وجہ ہے کہ جلال الدین سیوطیؒ پر اردو میں کوئی مختصر و جامع تذکرہ موجود نہیں

'میں نے موصوف کی علمی زندگی اور تحقیقی خدمات پر تحقیقی مقالات لکھے تھے جو آج سے چوالیس برس پہلے ہندوستان کے مشہور مؤقر علمی رسالہ "معارف" اعظم گڈھ' شمارہ ۲-۶ جلد ۹۵' فروری-جون ۱۹۶۵ء اور شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے ماہنامہ "الرحیم" شمارہ نمبر ۹-۱۰ جلد ۲' رمضان' شوال ۱۳۸۴ھ' شمارہ ۱۰' جلد ۳- محرم ۱۳۸۵ھ میں شائع کئے گئے اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گئے تھے' بعض علمی شخصیات نے میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے اور انہیں ظاہری وباطنی کمالات سے سرفراز کرے) کو اس کی اشاعت پر توجہ دلائی وہ اسے شائع کرنے لگے' میں نے عرض کیا کہ اس حالت میں اسے شائع کرنا مناسب نہیں' مجھے اس پر نظر ثانی کرنے کی مہلت دیجئے' وہ آمادہ ہوگئے' چھٹیوں میں ان مقالات کو لیکر جامعہ بایرو کانو (BAYERO UNIVERSITY KANO) نائیجیریا آگیا' اپنی مصروفیات کی وجہ سے فوری طور پر نظر ثانی نہ کرسکا مگر انکا تقاضا ہوتا رہا آخر وقت نکال کر دیکھنا شروع کیا اور مراجع سے مراجعت کی تو یوں سمجھئے کہ علامہ موصوف کو پھر سے پڑھا اور لکھا' کہیں ترمیم کہیں اضافہ کیا' خاص طور پر ان کی مشہور تصانیف کا تعارف کرایا ان پر تبصرے لکھے' ان کی تالیفات کی موضوعی اور ابوابی فہرستیں بڑھائیں اور اس طرح کئی ابواب کا اضافہ ہوا' اس لئے کہ ان کی شہرت کی بنیادی وجہ ان کی تالیفات کی جامعیت' قبولیت وشہرت ہے' یہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا روحانی فیض ہے کہ مختلف مصروفیات کے باوجود گاہ بگاہ یہ کام بھی ہوتا رہا اور کسی نہ کسی طرح بحمد اللہ اس میں گوناگون معلومات کا اضافہ ہوتا گیا۔

عصر حاضر کے محققین نے ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر لکھا، ضرورت اس امر کی تھی کہ ان کے مختصر حالات تحقیقی انداز میں قلمبند کئے جاتے، ان کے علمی کارناموں کا فی الجملہ تعارف کرایا جاتا، ان کی تصانیف پر قدرے روشنی ڈالی جاتی، تاکہ اہل علم اور عام پڑھے لکھے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے، مجھے امید ہے کہ اردو ادب میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی زندگی کے حالات اور ان کے دینی و علمی کارناموں کے سلسلہ میں یہ کوشش انشاء اللہ مفید ثابت ہوگی۔

اس کتاب میں جو خامیاں رہ گئی ہیں ان کا واحد سبب میری کوتاہیاں ہیں اور جو خوبیاں پائی جاتی ہیں وہ علامہ سیوطیؒ کی حسنات کا فیضان ہیں، اپنی کوتاہی اور مصروفیات کے باوجود یہ کتاب سات ابواب میں مکمل ہوئی، اس کی تکمیل واشاعت میں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہا ہے ورنہ میں کیا ہوں، مجھ سے کیا ہو سکتا ہے۔ اس دور کے ثقافتی اور سیاسی حالات اور علامہ موصوف کے اساتذہ اور تلامذہ کے تذکرہ کی کمی کو انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں پورا کیا جائے گا۔

میں اس کتاب کو جے پور (راجستان ہندوستان) کے خادم قرآن وخوشنویس میرے تایا حافظ عبدالکریم صاحب سوداگر المتوفی ۱۱ شعبان ۱۳۶۵ھ، ۲ جولائی ۱۹۴۶ء کے نام معنون کرتا ہوں، جن کی زبان تلاوت قرآن سے تر رہتی تھی۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (الاحقاف)

اے میرے پروردگار مجھے اس بات پر ہمیشہ قائم رکھ کہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہوں' جو تو نے مجھ کو اور میرے والدین کو عطا کی اور اس پر کہ میں نیک کام کرتا رہوں کہ تو خوش ہو' اور میری اولاد میں بھی' میرے لئے صالحیت پیدا کر' میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔

فالحمد لله اولا وآخرا وبه تتم الصالحات

محمد عبدالحلیم چشتی
خادم قسم التخصص فی علم الحدیث النبوی الشریف
جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
C-23 جامعہ نگر۔ جامعہ کراچی
۱۹ رجب ۱۴۲۰ھ۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۹ء

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

باب اول

حسب و نسب، تعلیم و تربیت

متاخرین علمائے اسلام میں علامہ سیوطیؒ کو اپنی علمی خدمات کی بناء پر جو شہرت اور قبولیت حاصل رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں- وہ نہایت باکمال ائمہ فن میں سے تھے فطرت کی طرف سے ان کی ذات میں بہت سی خصوصیات اور خوبیاں ودیعت کی گئی تھیں درس و تدریس، تصنیف و تالیف، افتاء و قضاء، رشد و ہدایت، تقوی و طہارت میں انہیں کمال حاصل تھا، علامہ موصوف نامور مصنف، بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ، ادیب، شاعر، مورخ اور لغوی ہی نہ تھے، بلکہ اس عصر کے مجدد بھی تھے، علامہ موصوف کے دو نامور شاگرد شیخ عبدالقادر بن محمد شاذلی مصری المتوفی ۹۳۵ھ اور شیخ محمد بن علی داودی مصری المتوفی ۹۴۵ھ نے ان کی مستقل سوانح عمریاں لکھی تھیں، جو زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئیں بعد کے تذکرہ نگاروں نے ان کے حالات سے پورا اعتناء نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ تذکرہ کی کتابوں میں ان کے حالات نہایت اختصار سے ملتے ہیں- ہم نے اس مقالہ میں نہایت تفحص و تلاش کے بعد جو حالات و واقعات جمع کئے ہیں وہ ہدیہ ناظر ہیں-

نام ونسب

عبدالرحمٰن نام، ابوالفضل(۱) کنیت، جلال الدین لقب اور ابن الکتب (۲) عرف ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے: عبدالرحمٰن بن کمال الدین (۳) ابی بکر بن محمد بن

---

(۱) مورخ نجم الدین محمد غزی شافعی المتوفی ۱۰۶۱ھ نے الکواکب السائرہ فی اعیان المائۃ العاشر، طبع بیروت جلد ۱ ص ۲۲۶ میں تصریح کی ہے کہ موصوف ایک مرتبہ اپنے استاد قاضی القضاۃ شیخ عزالدین احمد بن ابراہیم کنانی حنبلی المتوفی ۸۷۶ھ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے ان سے پوچھا کہ کنیت کیا ہے موصوف نے عرض کی کچھ نہیں۔ شیخ کنانی نے فرمایا تمہاری کنیت ابوالفضل ہے، اور اپنے قلم سے یہ کنیت لکھی، پھر یہی کنیت مشہور ہو گئی۔

(۲) اس عرف کی وجہ بھی نہایت عجیب ہے، مشہور تذکرہ نگار شیخ محی الدین عبدالقادر حیدروی المتوفی ۱۰۳۸ھ النور السافر عن اخبار القرن العاشر، طبع بغداد ۱۳۵۳ھ ص ۵۴ میں رقم طراز ہیں۔

علامہ سیوطی کے والد شیخ کمال الدین نے ایک موقعہ پر اپنی بیوی سے کسی کتاب کو اٹھا کر لانے کے لئے کہا، وہ کتاب لینے کے لئے گئیں، اتنے میں دردزہ شروع ہوا اور ان کی ولادت ہو گئی، اس لئے ابن الکتب عرف ہو گیا، مصنفین اسلام میں غالباً علامہ سیوطی ہی اس عرف میں منفرد و مشہور ہیں۔

(۳) شیخ کمال الدین المتوفی ۸۵۵ھ شیخ الاسلام، فقیہ، شمس الدین محمد قایاتی المتوفی ۸۵۰ھ، حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کے تلمیذ، بلند پایہ ادیب، سحر طراز خطیب، نامور مدرس، مصنف اور اسیوط کے مشہور قاضی تھے، ان کے اثر ورسوخ کا یہ حال تھا کہ جب ۸۴۵ھ میں مستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان المتوفی ۸۵۴ھ سریر آرائے خلافت ہوا تو اس کی بیعت کا محضر نامہ موصوف نے مرتب کیا تھا، خلیفہ نے ان کو اپنا امام صلوٰۃ بھی مقرر کر دیا تھا۔ علامہ سیوطی کے خاندان میں علم کی خدمت ان ہی کے حصہ میں آئی تھی، موصوف کے حالات کے لئے دیکھو۔ (۱) الضوء اللامع ج ۱۱ ص ۷۲، ۷۳ (۲) التبر المسبوک فی ذیل السلوک (جاری ہے)

سابق الدین بن فخر الدین بن عثمان بن ناظر ابن محمد بن سیف الدین خضر بن فخر الدین ابی الصلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن ہمام(۱)، الخضیری (۲)، الاسیوطی الشافعی(۳)

(بقیہ گزشتہ صفحہ) طبع بولاق مصر ۱۸۹۶ھ ص ۳۵۶، ۳۵۷ (۳) بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ ص ۲۰۶ (۴) حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ طبع مصر ۱۲۹۹ھ ج ۱ ص ۲۵۱، ۲۵۲ (۵) نظم العقیان فی اعیان الاعیان، طبع نیویارک ۱۹۲۷ء ص ۹۵، ۹۶ (۶) شذرات الذہب ج ۷ ص ۲۸۴، ۲۸۵

(حاشیہ صفحہ ہذا)(۱) شیخ ہمام الدین کا شمار وقت کے نامور صوفیہ میں تھا، علامہ سیوطی کا بیان ہے

اماجد الاعلیٰ ہمام الدین فکان من اهل الحقیقۃ ومن مشایخ الطریق و سیاتی ذکرہ فی قسم الصوفیۃ

میرے جد اعلیٰ ہمام الدین کا شمار مشائخ طریقت اور اہل حقیقت میں تھا، ان کا تذکرہ صوفیہ کے باب میں آئے گا۔

لیکن حسن المحاضرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "ذکر من کان بمصر من الصلحاء والزهاد والصوفیۃ" میں علامہ سیوطی سے ان کا تذکرہ رہ گیا ہے، ان کے علاوہ خاندان کے دوسرے افراد حکومت کے بڑے بڑے مناصب پر ممتاز ہوئے اور بعض نے تجارت بھی کی گویا اس خاندان میں درویشی، امارت، تجارت اور علم سب جمع تھے۔

(۲) خضیر یہ بغداد میں ایک محلہ کا نام ہے خضیری اس طرف نسبت ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خاندان بغداد سے آکر مصر میں آباد ہوا تھا، علامہ سیوطیؒ نے حسن المحاضرہ میں بصراحت لکھا ہے کہ ان کے جد اعلیٰ عجمی تھے، مورخ سخاویؒ اور عیدروسیؒ نے علامہ سیوطیؒ کی والدہ کو بھی ترکی کنیز بتایا ہے جس سے ان کے عجمی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔(جاری ہے)

ولادت و تعلیم و تربیت

علامہ سیوطی یکم رجب مطابق ۳ اکتوبر ۸۴۹ھ بمطابق ۱۴۴۵ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے' نازو نعمت میں پلے بڑھے' ان کے والد خلیفۂ وقت کے امام

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) (۳) سیوط اور اسیوط مصر میں نیل کے غربی جانب ایک نہایت قدیم بارونق اور زرخیز شہر ہے' سید مرتضی بلگرامی کا بیان ہے۔

قلت · أما المشهور على الألسنة العامة من أهلها سيوط كصبور – و على الألسنة الخاصة اسيوط بالفتح و على الاخير اقتصر ياقوت في معجمه – قلت وقد دخلتها و شاهدت من عجائبها و هي في سفح الحبل الغربي المشتمل على اسرار و غرائب الف فيها الكتب ولهذه المدينته تاريخ حافل في مجلدين الفه الحافظ جلال الدين عبدالرحمن خاتمة المتاخرين في سائر الفنون (تاج العروس ماده س'و'ط)

میں کہتا ہوں' عوام اہل سیوط کی زبان پر سیوط بروزن صبور مشہور ہے اور خواص کی زبان پر اسیوط بالفتح ہے' یاقوت نے معجم البلدان میں موخر الذکر بیان پر اکتفاء کیا ہے' میں یہاں دو مرتبہ گیا ہوں اور میں نے عجیب و غریب امور کا مشاہدہ کیا ہے یہ مغرب کی جانب دامن کوہ میں واقع ہے یہاں عجائب و غرائب دیکھنے میں آتے ہیں اس کے حالات میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں' خاتمۃ المتاخرین فی سائر الفنون حافظ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر اسیوطی نے اس شہر کی دو جلدوں میں نہایت جامع تاریخ لکھی ہے۔

سید مرتضی بلگرامی ثم الزبیدی نے اس کتاب کا نام نہیں لکھا علامہ سیوطی نے خاص اسیوط کے حالات میں جو کتاب لکھی ہے اس کا نام مضبوط فی اخبار اسیوط ہے

(کتاب التحدث بنعمۃ اللہ ص ۱۲-۱۶)

صلوٰۃ تھے ' اس لئے ان کا نشوو نما قصر شاہی میں ہوا تھا۔

علامہ سیوطی کا بیان ہے :

اما نحن فلم تنشاء الا فی بیته و فضله (۱)

ہم قصر شاہی میں شاہ وقت کے سایہ شفقت میں پلے بڑھے ۔

ابھی وہ پانچ برس کے تھے اور قرآن مجید سورہ تحریم تک پڑھا تھا کہ پدر بزرگوار شیخ کمال الدین کا انتقال ہو گیا شیخ موصوف کو فرزند دلپسند کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال تھا اس لئے انہوں نے انتقال سے پیشتر اپنے دیرینہ دوست شیخ شہاب الدین ابن الطباخ اور محقق ابن ہمام کو ان کی تعلیم وتربیت اور نگرانی کی وصیت کی تھی ' چنانچہ خورد ونوش کی کفالت اور نگرانی کا کام شیخ ابن الطباخ نے انجام دیا اور محقق ابن ہمام نے کم وبیش چھ برس تک ان کی تعلیم وتربیت کی جانب خاص توجہ کی ' ان کو جامع شیخونیہ میں داخل کرایا (۲) جہاں کے اساتذہ نے ان کو محنت ومحبت سے پڑھایا۔

---

(۱) ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء طبع قاہرہ ۱۹۵۲ء ص ۵۱۲

(۲) محقق ابن ہمامؒ کو شیخ ابو بکر کمال الدین نے قدیم تعلقات کی بناء پر ان کے فرزند علامہ سیوطی سے بڑی محبت تھی وہ ان کو پیار کرتے تھے اور شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے ۔ حافظ سید انور شاہ کشمیری المتوفی ۱۳۵۲ھ فیض الباری ج ۴ ص ۴۳۱ میں فرماتے ہیں ۔ **کان الشیخ کمال الدین ابو السیوطی اوصی الشیخ ابن الهمام ان ینظر فی امر ابنه و یتعاهده بعده فکان السیوطی فی حجره و کان الشیخ یمسح رأسه** علامہ سیوطیؒ کے والد ماجد شیخ کمال الدین نے شیخ ابن ہمام کو اس کی وصیت کی تھی کہ وہ ان کے بعد سیوطی کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتے رہیں گے ' اس لئے علامہ سیوطی کی (جاری ہے)

علامہ سیوطیؒ کا حافظہ نہایت قوی تھا' انہوں نے آٹھ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا' پھر العمدہ' المنہاج اور الفیہ ابن مالک وغیرہ کو یاد کیا' اور وقت کے نامور فرضی (ماہر علم میراث) شیخ شہاب الدین شار مساحی المتوفی ۸۶۵ھ سے علم فرائض کی تحصیل کی شیخ علم الدین بلقینی المتوفی ۸۶۸ھ سے فقہ پڑھی' علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

لازمته فی الفقه الی ان مات (۱)

موصوف کی وفات تک فقہ میں ان سے استفادہ کرتا رہا

شیخ شرف الدین یحییٰ مناوی المتوفی ۸۷۱ھ سے منہاج کا کچھ حصہ پڑھا اور شرح البہجۃ کے چند سبق کا سماع کیا' تفسیر بیضاوی بھی ان ہی سے پڑھی' شیخ تقی الدین ابو العباس احمد شمنی المتوفی ۸۷۲ھ سے حدیث اور عربیت کی تعلیم پائی' چنانچہ ان کا بیان ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) (علمی) تربیت ابن ہمام کی آغوش میں ہوئی وہ پیار سے ان کے سر پر ہاتھ بھی پھیرتے تھے۔

علامہ سیوطی کو بھی شیخ موصوف سے خاص تعلق تھا بغیۃ الوعاۃ (طبع مصر ۱۳۲۶ھ ص ۱۷) میں ان کے وصی ہونے کا خاص طور پر تذکرہ کیا ہے' ان کے الفاظ ہیں)

کان احد الاوصیاء علیّ موصوف میرے نگرانوں میں سے تھے

(حاشیہ صفحہ ہذا) (۱) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۹

سمعت علیه قطعة كبيرة من المطول ومن التوضيح لابن هشام قرأة تحقيق و سمعت وقرأت عليه في الحديث عدة اجزاء(۱)

میں نے مطول کے بڑے حصہ کا ان سے سماع کیا اور ابن ہشام کی توضیح بڑی تحقیق سے پڑھی اور حدیث میں متعدد اجزاء کا ان سے سماع کیا اور پڑھا-

شیخ محی الدین محمد بن سلیمان کافیجی المتوفی ۹۷۸ھ سے معانی وبیان' اصول و تفسیر کی تکمیل کی اور شیخ عبدالقادر بن ابی القاسم انصاری مالکی المتوفی ۸۸۰ھ سے حدیث پڑھی' علامہ موصوف لکھتے ہیں-

قرأت عليه جزء الامالي لابن عفان (۲)

میں نے موصوف سے امالی حافظ ابن عفان (المتوفی ۲۲۰ھ) کے چند اجزاء پڑھے

محقق دیار مصر شیخ سیف الدین محمد بکتمری المتوفی ۸۸۱ھ سے کشاف' توضیح' تلخیص' المفتاح اور رسالہ عضدیہ وغیرہ پڑھا ہے' جن نامور محدثین سے موصوف کو روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے ان کی تعداد ڈیڑھ سو سے کم نہیں' جن میں شیخ صلاح الدین محمد ابی عمرو المتوفی ۸۰۷ھ کے آخری شاگرد شیخ ابن مقبل حلبی المتوفی ۸۷۰ھ جیسے نامور مسند وقت بھی ہیں' چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں سند عالی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس دور میں ایسی عالی سندیں جن میں رسول اللہ ﷺ تک دس واسطے ہوں بہت ہی کم پائی جاتی ہیں' اور بطور مثال جو روایت نقل کی ہے وہ شیخ محمد بن مقبل کی سند سے کی ہے جس کے

---

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاۃ ص ۱۶۴

(۲) ایضاً کتاب مذکور ص ۳۱۰

الفاظ یہ ہیں۔

لم يقع لنا بذالك الا احاديث قليلة جد ا فى معجم الطبرانى الصغير اخبرنى مسند الدنيا ابو عبدالله محمد بن مقبل الحلبى اجازة مكاتبة منها فى رجب سنة ثما نمائة و تسعة و ستين عن محمد بن ابراهيم ابن ابى عمر المقدسى وهو آخر من حدث عنه با لاجازة الخ (۱)

(اس قسم کی چند) عالی اسناد حدیثیں ہمیں صرف معجم صغیر طبرانی میں ملی ہیں جن

---

(۱) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی مطبع خیریہ مصر ۱۳۰۷ھ ص ۱۸۴۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علامہ مقبلی ان خوش نصیب محدثین میں سے ہیں جن کو برہان الدین حلبی کی حسب خواہش شیخ صلاح الدین ابن ابی عمر نے ایسے وقت میں روایت حدیث کی اجازت دی تھی جب یہ کل سال بھر کے تھے کیونکہ ان کا سال ولادت ۷۹۹ھ اور محدث صلاح بن ابی عمرو کا سال وفات ۸۰۰ھ ہے مورخ محمد بن عبدالرحمن سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ الضوء اللامع ج ۱۰ ص ۵۳ میں رقم طراز ہیں۔

اجازله فى استدعأ البرهان الحلبى سة و ثما نون نفسامنهم صلاح بن ابى عمرو

موصوف کو برہان الدین حلبی کی استدعا پر چھیاسی مسندیں سے اجازت ملی تھی جن میں سے صلاح بن ابی عمر بھی تھے۔

علامہ سیوطیؒ نے شیخ محمد بن مقبلؒ حلبی کی سند سے ایک روایت بغیۃ الوعاۃ ص ۱۷۲ میں بھی نقل کی ہے ان کے حالات ملاحظہ ہوں الضوء اللامع ج ۱۲ ص ۵۳۔ فہرس الفہارس والاثبات طبع فاس ۱۳۴۶ھ ج ۲ ص ۴۱۳۔ نیز فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ ازراقم السطور طبع کراچی ۱۹۶۴ء ص ۴۷۶و ۴۷۸

کو میں مسند دینا ابو عبد اللہ محمد بن مقبل حلبی کی سند سے جو مجھ کو موصوف نے ۸۶۹ھ میں مکاتبۃً (تحریری) دی تھی روایت کرتا ہوں شیخ محمد حلبی شیخ محمد بن ابراہیم بن ابی عمر مقدسی سے اجازۃً آخری راوی ہیں۔

طبقات شیوخ

علامہ سیوطی کو جن شیوخ حدیث سے روایت حدیث کی اجازت حاصل تھی وہ ان کے تلمیذ شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ کے بیان کے مطابق حسب ذیل چار طبقوں میں منقسم ہیں۔

پہلا طبقہ وہ ہے جو فخر الدین ابوالحسن بن علی مقدسی المعروف بابن البخاری المتوفی ۶۹۰ھ حافظ شرف الدین عبدالمومن بن خلق دمیاطی المتوفی ۷۰۸ھ امام محمد بنت الوزراء المعروف بوزیرہ المتوفی ۷۱۶ھ شہاب الدین احمد بن ابی طالب المعروف حجار المتوفی ۷۳۰ھ مسند شام شیخ سلیمان بن حمزہ مقدسی المتوفی ۷۱۵ھ اور زین الدین ابو نصر ابراہیم بن عبدالرحمٰن المعروف بابن الشیرازی المتوفی ۷۱۴ھ جیسے بلند پایہ محدثین کے شاگردوں پر مشتمل ہے جن سے موصوف کو روایت حدیث کی سعادت حاصل ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو سراج الدین بلقینی المتوفی ۸۰۵ھ اور حافظ ابو الفضل عراقی جیسے حفاظ و محدثین سے روایت کرتا ہے اور ان سے علامہ سیوطی کو حدیث روایت کرنے کا فخر حاصل ہے علو اسناد میں یہ طبقہ پہلے طبقہ سے فروتر ہے۔

تیسرا طبقہ شرف الدین ابو طاہر محمد بن عزالدین المعروف بابن الکویک المتوفی ۸۲۱ھ وغیرہ کے تلامذہ پر مشتمل ہے یہ طبقہ مرتبہ میں دوسرے طبقہ سے کمتر ہے۔

چوتھا طبقہ وہ ہے جو شیخ ابوزرعہ ابن زین الدین عراقی اور ابن الجزری جیسے حفاظ و محدثین سے روایت کرتا ہے ان کی تعداد زیادہ ہے لیکن ان کی سند سے

سیوطی نے صرف املاء یا تخریج و تالیف میں کوئی روایت نہیں کی ہے-(۱)

علامہ سیوطی کے زمانہ تک مسلم خواتین میں علوم اسلامیہ کا چرچا تھا' اس دور کی جن باکمال محدثہ خواتین سے علامہ سیوطی کو روایت و سماع حدیث کا شرف حاصل ہے اُن کے نام یہ ہیں-

(۱) خدیجہ بنت عبدالرحمٰن بن علی عقیلی (وفات ۸۷۶ھ) (۲)

(۲) آسیہ بنت جاءاللہ بن صالح طبری' (وفات ۸۷۳ھ) (۳)

(۳) صفیہ بنت یاقوت مکیہ (وفات ۸۷۲ھ) (۴)

(۴) رقیہ بنت عبدالقوی بن محمد جائی (وفات ۸۷۴ھ) (۵)

(۵) ام حبیبہ زینب بنت احمد بن محمد بن موسیٰ سویکی (وفات ۸۰۶ھ) (۶)

(۶) کمالیہ بنت احمد بن ناصر مکی (وفات بعد ۸۶۵ھ) علامہ سیوطی نے ان کی (۷) سند سے ایک روایت بغیۃ الوعاۃ کے باب المنتقی من احادیث النحاۃ میں نقل کی ہے-

(۷) ام الفضل ہاجر بنت الشرف مقدسی (۸) (وفات ۸۷۴ھ) علامہ سیوطیؒ نے ۸۷۰ھ میں ان سے حدیث کا سماع کیا' ان کی سند سے تدریب الراوی طبع مصر

---

(۱) ملاحظہ ہو فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۴

(۲) موصوفہ کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو الضوء اللامع ج ۱۲ ص ۲۸ کتاب التحدث بنعمۃ اللہ ص ۴۳-۷۰

(۳) ایضاً کتاب مذکور ج ۱۲ ص ۴

(۴) ایضاً ج ۱۲ ص ۷۱ و ۷۲

(۵) ایضاً ج ۱۲ ص ۳۴

(۶) ایضاً ج ۱۲ ص ۴۰

(۷) ایضاً ج ۱۲ ص ۱۱۹

(۸) موصوفہ کے حالات کیلئے ملاحظہ ہو الضوء اللامع ج ۱۲ ص ۱۳۲

ص ۷۸ اور بغیۃ الوعاۃ باب المنتقیٰ من احادیث النحاۃ میں کئی حدیثیں نقل کی ہیں۔

(۸) خدیجہ بنت علی بن الملقن (وفات ۸۷۳ھ)(۱) بغیۃ الوعاۃ کے باب المنتقیٰ میں کئی روایتیں ان کی سند سے بھی منقول ہیں۔

(۹) صالحہ بنت علی بن الملقن (وفات ۸۷۰ھ)(۲)

(۱۰) سارہ بنت محمد بالسی (وفات ۸۶۹ھ)(۳)

(۱۱) ام ہانی بنت ابی الحسن ہوریني (وفات ۸۷۱ھ)(۴) بغیۃ الوعاۃ کے باب المنتقیٰ میں ان کی سند سے متعدد روایتیں مذکور ہیں۔

(۱۲) کمالیہ بنت محمد بن مرجانی (وفات ۸۸۰ھ)(۵)

مذکورۂ بالا محدثات کے علاوہ چند اور محدثۂ عصر سے بھی علامہ سیوطی نے باب المنتقیٰ من احادیث النحاۃ میں کئی روایتیں نقل کی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) نشوان بنت عبداللہ عسقلانی (وفات ۸۸۰ھ)(۶)

(۲) امۃ الخالق بنت عبداللطیف عقبی قاہری (۷)

(۳) امۃ العزیز بنت محمد انبابی (۸)

(۴) فاطمہ بنت علی البالسی (وفات ۸۶۹ھ)(۹)

---

(۱) ایضاً ص ۲۹

(۲) ایضاً ص ۷۰

(۳) ایضاً ص ۷۳

(۴) ایضاً ص ۸۷

(۵) ایضاً ص ۱۲۱

(۶) ایضاً ص ۱۳۰

(۷) ایضاً ص ۹

(۸) ایضاً ص ۱۰

(۹) ایضاً ص ۹۶

علامہ سیوطی کو جن بہت سے شیوخ سے روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے، ان کو موصوف نے معجم الشیوخ میں نام بنام گنایا ہے۔ اور لکھا ہے

ولم اکثر من سماع الروایۃ لا شتغالی بما ھو اھمّ وھو قرأۃ الدرایۃ

میں نے حدیث کا زیادہ سماع اس لئے نہیں کیا کہ میں حدیث کو سمجھ کر پڑھنے میں مصروف تھا جو اس سے زیادہ اہم کام تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے تلمذ کی نوعیت

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے علامہ سیوطیؒ کا تلمذ علماء کا خاص موضوع بحث رہا ہے کیونکہ شیخ ابن حجر عسقلانی کا انتقال ۸۵۲ھ میں ہوا تھا اور علامہ سیوطی کی ولادت ۸۴۹ھ میں ہوئی تھی (جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے) اس حساب سے حافظ ابن حجر عسقلانی کی وفات کے وقت ان کی عمر تین سال کی قرار پاتی ہے، اس عمر میں کوئی کیا پڑھ سکتا ہے، اس بناء پر حافظ ابن حجر سے ان کے تلمذ میں علماء کا اختلاف ہے، اس اخیر دور میں نواب صدیق حسن قنوجی اور مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی میں اس موضوع پر بڑی بحث رہی ہے، اول الذکر تلمذ کے قائل اور موخر الذکر اس کے منکر تھے۔(۱)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ سے ان کے تلمذ کے بارے میں کلام کی گنجائش

---

(۱) ملاحظہ ہو تذکرۃ الراشد برد تبصرۃ الناقد، مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی، مطبع انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ ص ۳۰۴۔

ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس درس میں ان کی حاضری متحقق وثابت ہے مؤرخ نجم الدین غزیؒ فرماتے ہیں۔

"ایک مرتبہ شیخ کمال الدینؒ اپنے فرزند جلال الدینؒ کو شیخ ابن حجرؒ کی مجلس درس میں لے گئے' یہ بڑی بابرکت' پر کیف اور بارونق مجلس تھی اس لئے اس کا نقشہ علامہ سیوطیؒ کے ذہن میں مرتسم ہوگیا' اور جب کبھی علامہ موصوف کو وہ مجلس یاد آتی تو یہی خیال ہوتا کہ ہو نہ ہو یہ ابن حجر عسقلانی کی مجلس درس کا واقعہ ہوگا چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے اس واقعہ کا ذکر اپنے والد کے ایک شاگرد شیخ شمس الدین محمد مناویؒ المتوفی ۹۰۸ھ سے کیا' شیخ مناویؒ اس وقت علامہ سیوطیؒ کو سواری میں اپنے آگے بٹھائے ہوئے تھے' انہوں نے سن کر کہا یہ قصہ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس درس کا ہے" (۱)

مذکورہ بالا واقعہ ابن حجر عسقلانی کی مجلس درس میں شرکت کی نہایت واضح دلیل ہے مگر اس قسم کی شرکت محدثین کے یہاں چنداں قابل اعتبار نہیں' غالباً اس وجہ سے علامہ سیوطی نے اجازت عامہ کے اعتبار سے جو اہل عصر کے ساتھ خاص ہوتی ہے خود کو ابن حجر عسقلانی کے زمرۂ تلامذہ میں شمار کیا ہے (۲) نیز

---

(۱) ملاحظہ ہو الکواکب السائرہ طبع بیروت ج ا ص ۲۲۷

(۲) اس عمومی اجازت کے تحت علامہ سیوطی نے شیخ بدر الدین عینی المتوفی ۸۵۵ھ سے بھی بغیۃ الوعاۃ کے باب المتقی من احادیث النحاۃ میں بلاواسطہ روایت نقل کی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیوطیؒ ان کے بلاواسطہ شاگرد تھے چنانچہ فرماتے ہیں۔ انبانی العلامۃ بدر الدین محمود بن احمد العینی فی عمیم اجازتہ الخ۔

ان کے والد شیخ کمال الدین کی اپنے استاد حافظ ابن حجر کے یہاں آمد ورفت بھی تھی اس لئے خصوصی اجازت کا بھی احتمال ہے' موصوف ذیل طبقات الحفاظ میں رقم طراز ہیں۔

ولی منه اجازة عامة ولا استبعد ان یکون منه اجازة خاصة فان والدی کان یتردد الیه (۱)

اور مجھے بھی ان سے اجازت عامہ کے تحت روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے۔اور میں بعید نہیں سمجھتا جو اجازت خاصہ بھی ہو کیونکہ میرے والد ماجد کی ان کے یہاں آمد ورفت تھی (انہوں نے خصوصی اجازت روایت لی ہو)

اجازت عامہ کی حیثیت

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنے وقت کے جلیل القدر مسند اور نامور حافظ حدیث تھے اس لئے ان سے اجازت عامہ بھی باعث فخر اور موجب برکت ہے ورنہ اجازت عامہ محدثین کے یہاں زیادہ اہمیت نہیں رکھتی علامہ سیوطی نظم العقیان فی اعیان الاعیان میں شیخ شار مساحی المتوفی ۸۶۵ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

والاجازة العامة لا یعمل بها الیوم (۲)

اس زمانہ میں اجازت عامہ قابل عمل نہیں

---

(۱) ملاحظہ ہو ذیل طبقات الحفاظ للذہبی از علامہ سیوطی طبع دمشق ۱۳۴۷ھ ص ۳۸۱

(۲) ملاحظہ ہو نظم العقیان ص ۴۴

علامہ موصوف نے اپنی تالیفات میں ابن حجر عسقلانی کی سند سے بلا واسطہ صرف دو روایتیں نقل کی ہیں ایک مسلسل بالحفاظ ہے اور دوسری ابن ہشام کی مشہور تالیف مغنی اللبیب کے سلسلہ میں ہے جیسا کہ زاد المسیر فی فہرس الصغیر میں مذکور ہے(۱)

علامہ سیوطی کا حسن المحاضرہ میں اپنے شیوخ کے تذکرہ میں حافظ ابن حجر کا ذکر نہ کرنا اور نظم العقیان میں ان کا مبسوط تذکرہ کرنے کے باوجود ان سے تلمذ کی طرف اشارہ نہ کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اجازت عامہ ان کی نظر میں بھی اہم نہیں ہے۔

حافظ سخاوی سے استفادہ

حافظ سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کے ارشد تلامذہ میں ہیں، وہ عمر میں علامہ سیوطی سے بڑے اور ہمہ صفت موصوف تھے علامہ موصوف ان کے یہاں اکثر آتے جاتے رہتے تھے، بقول حافظ سخاوی گاہ بگاہ حافظ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی المتوفی ۸۷۹ھ اور حافظ برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی شافعی المتوفی ۸۸۵ھ کی مجلس میں بھی جاتے تھے اہل علم کی مجلس میں مسائل علمیہ پر گفتگو ہوتی ہے جس سے اہل علم کے جوہر کھلتے ہیں اور

---

(۱) ملاحظہ ہو زاد المسیر بحوالہ التنبیہ والایقاظ لما فی ذیول تذکرۃ الحفاظ از شیخ احمد رافع حسینی قاسمی طبع دمشق ۱۳۴۸ھ ص ۱۶۵

ایک کو دوسرے سے افادہ واستفادہ کا موقعہ ملتا ہے' بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہی علمی مجلسوں میں علامہ موصوف نے ان سے کچھ استفادہ کیا ہوگا اور اسی قسم کی علمی مجلسوں میں گفتگو سے حافظ سخاوی ان کے علم وفضل کے قائل ہوئے اور علامہ سیوطی ان کے فضل وکمال کے معترف ہوئے اور ان کی تعریف میں قصیدے تک لکھے- ان کی اس حق پسندی کا حافظ سخاوی کو بھی اعتراف ہے چنانچہ علامہ سیوطی کے والد شیخ ابوبکر سیوطی کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں-

وهو والد الفاضل جلال الدين عبدالرحمن احد من اكثر من التردد علي و مدحنى نظما و نثراً نفع الله به (۱)

(یہ ابوبکر) فاضل جلال الدین عبدالرحمٰن کے والد ہیں' جلال الدین ان لوگوں میں سے ہیں جن کی میرے پاس بہت آمد ورفت رہی ہے انہوں نے نظم ونثر میں میری تعریف کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے علوم سے نفع پہنچائے-

اسی استفادہ کو تلمذ سمجھا گیا' حالانکہ اس قسم کے علمی استفادہ کو تلمذ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کی حقیقت اہل علم معاصرین کے باہمی افادہ و استفادہ سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی' اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نہ کسی تذکرہ نگار نے علامہ سیوطی کو حافظ سخاوی کے زمرۂ تلامذہ میں شمار کیا ہے اور نہ خود علامہ موصوف نے ان کا اپنے شیوخ میں کہیں ذکر کیا ہے' البتہ بغیۃ الوعاۃ میں ایک موقعہ پر حافظ سخاوی کے لئے صاحبنا کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے بظاہر تلمذ کا گمان ہوتا ہے حافظ سید عبدالحئی کتانی' فہرس الفہارس والاثبات میں لکھتے ہیں-

---

(۱) ملاحظہ ہو التبر المسبوک' طبع بولاق مصر ۱۸۹۶ھ ص ۳۵ نیز الضوء اللامع ج ۳ ص ۶۶

ولم یاخذ عن السخاوی ولا عده من شیوخه هو ولا من وقفت علی کلامه من اصحابه بل رأیته نقل عنه مرة فی بغیة الوعاة فقال رأیت بخط صاحبنا المحدث شمس الدین السخاوی (نظر ص ۳۱۳ منها فعده من مشیخته) (۱)

نہ سیوطی نے سخاوی سے علوم کی تحصیل کی اور نہ علامہ سیوطی نے ان کو اپنے شیوخ میں شمار کیا اور نہ ان کے شاگردوں نے جن سے میں واقف ہوں ان کو سیوطی کے شیوخ میں ذکر کیا ہے 'بغیۃ الوعاۃ میں ایک جگہ میں نے سیوطی کے قلم سے یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ میں نے ہمارے صاحب (شیخ) محدث شمس الدین سخاوی کے قلم سے (ایسا) لکھا ہوا دیکھا ہے' ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص ۳۱۳' اس موقعہ پر سیوطی نے ان کو اپنے شیوخ میں سے شمار کیا ہے۔

حافظ عبدالحئی کتانی کا صرف "صاحبنا" کے لفظ سے حافظ سخاویؒ کو علامہ سیوطی کا شیخ قرار دینا زیادہ قرین قیاس نہیں کیونکہ عربی محاورہ میں صاحبنا کا لفظ جس طرح استاد کے لئے بولا جاتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق شاگرد' ہم درس' خواجہ تاش اور رفیق پر بھی ہوتا ہے ہمارے خیال میں یہاں اخیر معنی زیادہ موزوں اور قرین قیاس ہیں کیونکہ حافظ سخاوی کو نہ علامہ سیوطی نے اپنے شیوخ میں ذکر کیا ہے اور نہ ان کے تلامذہ نے کسی کتاب میں موصوف کو ان کا شاگرد بیان کیا ہے اس کے برعکس بغیۃ الوعاۃ میں مذکورہ بالا اقتباس سے پیشتر علامہ سیوطی نے

(۱) ملاحظہ ہو فہرس الفہارس م والاثبات طبع فاس ج ۲ ص ۳۵۵

اپنے استاد شیخ احمد بن محمد شمنی حنفی المتوفی ۸۷۲ھ کے تذکرہ میں حافظ سخاوی کے لئے صاحبنا کا لفظ استعمال کیا ہے' اس پر سید عبدالحئی کتانی کی نظر نہیں ہے' اس میں بھی اخیر معنی زیادہ موزوں معلوم ہوتے ہیں' علامہ موصوف کے الفاظ ہیں-

خرج له صاحبنا الشيخ شمس الدين السخاوى مشيخته حدث بها(۱)

ہمارے صاحب (رفیق) شیخ شمس الدین سخاویؒ نے موصوف کا ایک مشیخہ (فہرست شیوخ) مرتب کیا اور اس کو روایت بیان کیا ہے-

سیوطی اپنے اساتذہ کی نظر میں

علامہ سیوطی. اپنی محنت' ذکاوت اور کثرت مطالعہ کی وجہ سے اپنے اساتذہ و شیوخ کی نظروں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے' وہ ان کی صلاحیت و استعداد کو دیکھ کر ان کو درس و تدریس کی اجازت دیتے' ان کی تالیفات پر تقریظیں لکھ کر ان کا دل بڑھاتے' ان کی محنت کا اعتراف کرتے تھے' چنانچہ فقیہ شیخ علم الدین بلقینی المتوفی ۸۶۸ھ نے علامہ موصوف کی سب سے پہلی تالیف شرح الاستعاذہ والبسملہ پر تقریظ لکھی' جیسا کہ علامہ کا بیان ہے-

قد الفت شرح الاستعاذة والبسلمة ووقفت عليه شيخنا علم الدين البلقيني فكتب عليه تقريظا(۲)

---

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاۃ ص ۱۶۳

(۲) ملاحظہ ہو حسن المحاضرہ ج ا ص ۱۸۹

میں نے اعوذباللہ وبسم اللہ کی شرح لکھی، ہمارے شیخ علم الدین بلقینی نے اس کو دیکھا تو اس پر تقریظ لکھی۔

علامہ سیوطی شیخ تقی الدین شمنی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

شیخنا الامام العلامه تقی الدین الشمنی الحنفی - کتب لی تقریظا علی شرح الفیة ابن مالك و علی الجمع الجوامع فی العربیة تالیفی و شهدلی غیر مرة بالتقدم فی العلوم بلسانه و بنانه (۱)

ہمارے شیخ امام علامہ تقی الدین شمنی حنفی نے میری تالیف شرح الفیہ ابن مالک اور جمع الجوامع پر جو علم نحو میں ہیں تقریظ لکھی اور بارہا علوم میں میری قابلیت اور برتری کی زبان و قلم سے تعریف کی ہے۔

شیخ محی الدین کافیجی کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں۔

کتب لی اجازة عظیمة (۲)

انہوں نے میرے لئے نہایت شاندار اجازت نامہ لکھا تھا۔

اور شیخ عبد القادر انصاری مالکیؒ کے تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

کتب علی شرحی الذی علی الالفیة تقریظاً بلیغاً (۳)

انہوں نے میری شرح الفیہ پر نہایت فصیح و بلیغ تقریظ لکھی تھی۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ سیوطی کو اپنے اساتذہ سے

---

(۱) ایضاح البغیۃ الوعاۃ ص ۲۶۴

(۲) ملاحظہ ہو حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۹

(۳) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاۃ ص ۳۱۰

اور ان کو اپنے ہونہار اور لائق شاگرد سے خاص تعلق تھا' علامہ کافیجی' علامہ سیوطی کے والد شیخ ابوبکر کے دوستوں میں سے تھے اس تعلق سے علامہ موصوف سے بھی بڑی محبت کرتے تھے اور یہ بھی ان کو باپ کی جگہ سمجھتے تھے' علامہ کافیجی علوم و فنون کے بحر ناپیدا کنار تھے' علامہ سیوطی باایں ہمہ وسعت نظر اور کثرت مطالعہ ان کے علم و فضل کے بہت قائل تھے چنانچہ تحصیل علوم کے بعد بھی شیخ کافیجی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے اکتساب فیض کرتے تھے استفادہ علمی کا یہ سلسلہ کم و بیش چودہ برس تک قائم رہا' علامہ کافیجی کی وسعت نظر اور علامہ سیوطی کے ذوق طلب اور علم سے شغف کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے' موصوف کا بیان ہے-

لزمته اربع عشرة سنة فما جئته من مرة الاو سمعت منه من التحقيقات والعجائب مالم اسمعه قبل ذلك قال لي يوماً اعرب زيد قائم فقلت قد صرنا في مقام الصغار و نسأل عن هذا فقال لي في زيد قائم مائة و ثلاثة عشر بحثا فقلت لا اقوم من هذا المجلس حتى استفيدها فاخرج تذكرته فكتبتها منها وما كنت اعدّ الشيخ الا والدا بعد والدي لكثرة ماله علي من الشفقة والا فادة و كان يذكر ان بينه و بين والدي صداقة تامة (۱)

---

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاۃ ص ۴۸ اور البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع از محمد علی شوکانی طبع قاہرہ ۱۳۴۸ھ ج ۲ ص ۱۲۷ و ۳۷ علامہ سیوطی نے یہ معرکۃ الآرا بحث کتاب الاشباہ والنظائر جلد چہارم کے آخر میں نقل کی ہے جو حیدرآباد دکن سے شائع ہو گئی ہے-

میں چودہ برس ان کے ساتھ رہا جب کبھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا عجیب و غریب تحقیقات سننے میں آتیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھیں ایک روز انہوں نے مجھ سے فرمایا زیدٌ قائمٌ کے وجوہ اعراب بیان کرو میں نے عرض کی۔ ہم چھوٹے ہیں ہم سے اس کے متعلق پوچھا جاتا ہے انہوں نے فرمایا زید قائم میں ایک سو تیرہ نکتیں ہیں، میں نے عرض کیا میں جب تک ان کو معلوم نہ کرلوں گا اس جگہ سے نہیں اٹھوں گا تب انہوں نے اپنی یادداشت (نوٹ بک) نکالی اور میں نے ان نکتوں کو نقل کرلیا ان کی غیر معمولی شفقت و فیضان علمی کے باعث میں ان کو اپنے باپ کی جگہ سمجھتا تھا وہ فرماتے تھے ان میں اور میرے والد میں گہری دوستی تھی۔

لیکن اس احترام و عقیدت کے باوجود اگر علامہ سیوطی کو ان کی تالیفات میں کہیں کوئی غلطی نظر آجاتی تو بلا تکلف ان سے عرض کردیتے تھے۔

چنانچہ معاذ بن مسلم الہراء المتوفی ۱۸۷ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

قلت من هنا لمحت ان اول من وضع التصريف معاذ هذا وقد وقع في شرح القواعد لشيخنا الكافيجي اول من وضعه معاذ بن جبل وهو خطاء بلا شك وقد سألته عنه فلم يجبني بشئ (۱)

یہاں سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ علم صرف کا مدون اول معاذ بن مسلم ہے ہمارے شیخ علامہ کافیجی نے شرح القواعد میں لکھا ہے کہ اس کے واضع اول حضرت معاذ بن جبلؓ ہیں جو یقیناً غلط ہے، میں نے اس کے متعلق ان سے سوال بھی کیا مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

---

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاۃ ص ۲۹۳

علامہ شمنی کی محبت وشفقت بھی ان پر کچھ کم نہ تھی، فرماتے ہیں۔

لم یزل اطال اللہ عمرہ یودنی و یحبنی و یعظمنی ویثنی علی کثیرا(۱)

اللہ تعالیٰ شیخ کی عمر دراز کرے وہ مجھ پر مہربان ہیں مجھ سے محبت کرتے ہیں، میری عزت اور میری تعریف کرتے ہیں۔

علامہ سیوطی نے ان سے جس طرح افادہ کیا ہے اس کے متعلق ان کا بیان پڑھنے کے لائق ہے، فرماتے ہیں۔

لزمت فی الحدیث والعربیۃ شیخنا الامام العلامۃ تقی الدین . فواظبتہ اربع سنین . ولم انفک عن الشیخ الی ان مات(۲)

میں نے عربیت اور حدیث کی تحصیل اپنے شیخ امام و علامہ تقی الدین سے کی۔ میں چار برس تک ان کے ساتھ اس طرح رہا ہوں کہ ان کے انتقال کے وقت تک ان سے جدا نہیں ہوا۔

علامہ شمنی بھی علامہ سیوطی کی قدر کرتے اور ان کی رائے پر اعتماد کرتے تھے، اس کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے، موصوف کا بیان ہے۔

"ایک مرتبہ میں نے اپنے استاد علامہ تقی الدین شمنی حنفی کی کتاب شرح الشفا کا مطالعہ کیا تو اس میں حدیث ابن الحمراء کو جو اسراء کے متعلق ہے ابن ماجہ کے حوالہ سے منقول پایا، مجھے اس کی سند درکار تھی

---

(۱) بغیۃ الوعاۃ ص ۱۶۵

(۲) حسن المحاضرہ ج ا ص ۱۸۹

میں نے اس کو ابن ماجہ میں تلاش کیا مگر نہ ملی پھر ابن ماجہ کو پورا پڑھا مگر حدیث نظر نہ آئی میں نے اس کو اپنی نظر کی غلطی سمجھا اور اس کو پھر پڑھا، مگر پھر نہ ملی آخر وہ معجم ابن قانع میں ملی، میں نے شیخ شمنی کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا انہوں نے میرے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے نسخہ سے اسی وقت ابن ماجہ کے الفاظ قلمزد کر دیئے اور حاشیہ میں ابن قانع کا حوالہ دے دیا۔"(۱)

علامہ سیوطی کا بیان ہے کہ اس واقعہ سے شیخ موصوف کی قدر و منزلت میری نظر میں اور بڑھ گئی اور میرا نفس میری نگاہ میں حقیر ہو گیا میں نے شیخ شمنی سے عرض کی کہ آپ اتنی عجلت نہ فرمائیں مراجعت کر لیں انہوں نے فرمایا میں نے ابن ماجہ کے حوالہ میں شیخ برہان الدین حلبی کی تقلید کی تھی(۲)

علامہ سیوطی نے ان کی مدح میں اپنا ایک نہایت عمدہ قصیدہ بغیۃ الوعاۃ میں نقل کیا ہے جو ان کے باہمی تعلقات کا آئینہ دار ہے۔

علامہ سیوطی کے ساتھ شیخ عبدالقادر مکی کی محبت و شفقت کا بھی یہی عالم تھا علامہ سیوطی جب حج کے لئے مکہ معظمہ گئے تو انہی کے یہاں اترے انہوں نے ان کی بڑی خاطر مدارت کی جتنے عرصہ تک مکہ معظمہ میں علامہ سیوطی کا قیام رہا موصوف کے پاس رہے اور کہیں کا رخ نہیں کیا، علامہ موصوف کا بیان ہے

---

(۱) ایضاً واضح رہے کہ یہاں ابن قانع میں تصحیف ہو کر ابن ماجہ بن گیا تھا۔

(۲) بغیۃ الوعاۃ ص ۳۱۰۔

ولم یضفنی فی مکة احد غیره ولم اتر ددفیها الی غیره ولم اجالس بها سواه .

مکہ معظمہ میں ان کے سوا کسی نے میری ضیافت نہیں کی اور نہ میں نے ان کے علاوہ کسی کے یہاں آمد ورفت رکھی اور نہ ان کے سوا کسی کے پاس بیٹھا تھا۔

علامہ سیوطی کی یہ بڑی خوش قسمتی تھی کہ انہیں ابتدا ہی سے ایسے صاحب کمال اور مشفق اساتذہ ملے جن کی تعلیم وتربیت نے ان کے علمی ذوق کو ابھارا' نکھارا' اور علم کو ان کا مشغلہ زندگی بنایا' علامہ موصوف کو اپنی اس خوش بختی پر خود بھی فخر تھا اپنے حاسدوں پر تعریض کرتے ہوئے کتاب الاشباہ والنظائر میں لکھتے ہیں۔

کیف یقاس من نشاء فی حجر العلم مذکان فی مهده ودأب فیه غلاماً و شاباً وکهلا حتی وصل إلی قصده لدخیلٍ أقام سنوات فی لهو ولعب' وقطع او قا تا یحترف فیها و یکتسب' ثم لاحت منه التفاته إلی العلم فنظر فیه وما احکم و قنع منه بتحلة القسم 'ورضی ان یقال عالم و ما اتسم.

لڑکپن ہی سے جو علم کی گود میں پلا ہو اور اس میں لڑکپن 'جوانی اور کہولت' ادھیڑ عمر میں کوشاں رہ کر اپنی مراد کو پہنچا ہو اس کو ایسے نووارد علم پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے جو برسوں کھیل کود میں لگا رہا اور اپنے اوقات عزیز کو پیشہ وحرفت اور روزی کمانے میں صرف کرنے کے بعد اس نے علم کی طرف توجہ کی اس لئے اس میں پختگی نہ آئی اور

قسم کھانے کے لئے اس پر قانع رہا اور محض اس بات پر خوش ہو گیا کہ
اس کو عالم کہا جائے حالانکہ علم کا کوئی اثر اس میں ظاہر نہیں ہوا۔

انا ابن دارة (۱) معروفا بها نسبی ☆ وهل بدارة یا للناس من عار!

میں دارہ کا بیٹا ہوں اس سے میرا نسب مشہور و معروف ہے اور کیا چاند
کے ہالہ میں اے لوگو! کوئی عار و عیب ہے۔

حج اور دعا

علامہ سیوطیؒ نے ۸۶۹ھ میں جب کاروان عمر انیسویں منزل طے کر رہا تھا فریضہ حج ادا کیا اور جس وقت آب زمزم پیا تو یہ دعا کی۔

بار الہا! فقہ میں مجھے سراج الدین بلقینی اور حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا رتبہ عطا فرما!

بارگاہ الٰہی میں ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور ان کا شمار اس دور کے حفاظ حدیث اور بلند پایہ فقہاء میں ہوا تاریخ شاہد ہے کہ ان کی ذات سے مسلمانوں کو ایسا ہی فیض پہنچا ہے جیسا علامہ بلقینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی سے پہنچا تھا' حافظ محمد طولون کا بیان ہے۔

---

(۱) ابن دارہ۔ نام سالم ہے دارہ اس کی ماں کا لقب ہے یہ ہجو گو شاعر تھا اس نے دور جاہلی اور اسلامی دونوں پائے ہیں اس لئے اس کا شمار مخضر مین میں کیا جاتا ہے (دیکھو خزانۃ الادب ولب لباب' لسان العرب تالیف عبد القادر بن عمر البغدادی۔ تحقیق عبد السلام محمد ہارون' مصر' مکتبۃ الخانجی ۱۴۰۶ھ ص ۱۴۵ ج ۳۔

وهو من بورك فی علمه مع شدة الدین.

یہ بزرگ ہیں جن کے علم میں اللہ نے برکت عطا فرمائی، حالانکہ دینی امور میں یہ بڑے متشدد اور سخت تھے۔(۱)

قیام مکہ

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ مکہ معظمہ میں موصوف کا قیام شیخ عبدالقادر مکی کے یہاں رہا، حالانکہ ان کو گود میں کھلانے والے ان کے والد کے نامور شاگرد برہان الدین ابراہیم ابن ظہیرہ المتوفی ۸۹۱ھ مکہ معظمہ کے قاضی تھے، اور ان کو بڑا جاہ و منصب حاصل تھا مگر مصاحبوں نے ان کو خوشامد پسند بنا دیا تھا، وہ سیوطی سے بھی اس کے خواہش مند تھے خوشامد علامہ سیوطی کے مزاج کے خلاف تھی، اسی لئے انہوں نے ان کے یہاں قیام پسند نہیں کیا۔

سلوک و تصوف کی تحصیل اور بیت اللہ میں اجازت و خلافت سے سرفرازی۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے تصوف و سلوک کی تعلیم نامور صوفی شیخ کمال الدین محمد بن محمد مصری شافعی المعروف بابن امام کاملیہ مکہ سے حاصل کی اور انہی کے دست حق پرست سے خرقہ پہنا، اور اس طریقہ سے بھی لوگوں کی اصلاح کی اور انہیں فائدہ پہنچایا اور انہیں اجازت و خرقہ سے سرفراز کیا۔

---

(۱) ملاحظہ ہو مفاکہۃ الخلان فی حوادث الزمان طبع قاہرہ ۱۹۶۲ء

موصوف نے اپنے سلوک کی داستان "لبس خرقۃ التصوف و تلقین الذکر والصحبۃ ص ۳۱-۳۶ میں ان الفاظ میں زیب قرطاس کی ہے۔

لبست الخرقة المباركة من يد الشيخ الإمام العالم الصالح الورع الزاهد كمال الدين محمد بن محمد بن عبدالرحمن المصرى الشافعى الصوفى المعروف بابن امام الكاملية بمكة المشرفه تجاه الكعبة المعظمة فى شوال سنة تسع و تسعين و ثما نمائة باشارته بذلك – واما تلقين الذكر فتلقيت من الشيخ كمال الدين ابن امام الكاملية بالمسجد الحرام–

اخرها : قال الشيخ عبدالقادر المؤذن : نقلته من نسخة الشيخ الصالح الفاضل المفيد المبارك جرا مرد الناصرى الحنفى من الاشرفية التى هى بخط يده' وقرأها على سيدنا و مولانا صاحب السند العالى المشار اليه رحمه الله' و شرفه عليها بخطه الكريم بالاجازة وألبسه الخرقة المباركة و لقّنه الذكر الشريف واذن له أن تلبس و يلقن من شاء ' وكذا تفضّل شيخنا رضى الله عنه على كاتبها الفقير إلى الله تعالى عبد القادر بن محمد بن احمد الشاذلى المالكى المؤذن غفر الله له ولوالديه ولا خوته ولذ ريّته ولمشايخه ولمن له عليهم حق وللمسلمين والبسه الخرقة ولقنه الذكر' ولمن حضر معنا من طلبة الشيخ عبداللطيف العجمى' وكان ذلك فى يوم مبارك عظيم مشهود' وهو يوم الثلاثاء ثالث جمادى الأولىٰ عام تسع و تسعمائة ' والحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفىٰ –

میں نے شیخ امام عالم صالح متقی زاہد کمال الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن مصری شافعی صوفی المعروف بابن امام کاملیہ کے دست مبارک سے کعبۃ اللہ کے سامنے ماہ شوال ۸۹۹ھ میں خرقہ خلافت پہنا اور ذکر کی تلقین بھی شیخ موصوف سے مسجد حرام میں حاصل کی۔

آخر رسالہ میں شیخ عبدالقادر مؤذن کا بیان ہے کہ میں نے یہ بیان شیخ صالح فاضل فیض رساں جار امرد الناصری حنفی کے رسالہ سے جو موصوف نے علامہ جلال الدین سیوطی کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے نسخہ سے نقل کیا ہے اور وہ نسخہ موصوف نے علامہ جلال الدین کو پڑھ کر سنایا اور موصوف کے دست سے مشرف سنایا اجازت تصوف وسلوک حاصل کی علامہ سیوطیؒ کے دست مبارک سے خرقہ پہنا اور انہی سے تلقین ذکر وغیرہ سیکھی اور انہوں نے سالکین راہ کو خلافت و خرقہ سے سرفراز کرنے کی انہیں اجازت دی اور اس طرح اجازت و خلافت سے ممتاز کیا ہمارے شیخ وسند وسیدر حمتہ اللہ علیہ نے کاتب فقیر عبدالقادر بن محمد بن احمد شاذلی مالکی مؤذن کو اللہ تعالیٰ اس کی اس کے والدین کی بھائیوں کی اس کی آل اولاد کی اور اس کے مشائخ کرام کی اور ان کی جن کا اس پر حق ہے اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرمائے آمین۔ شیخ موصوف نے اس حقیر کو خرقہ پہنایا اور ذکر کی تلقین کی اور انہیں بھی جو ہمارے ساتھ حاضر تھے اور اس کے اہل تھے طلبہ میں سے شیخ عبداللطیف عجمی کو اجازت دی یہ دن ایک مبارک عظیم اجتماع کا دن تھا اور یہ منگل کا دن تین جمادی الاولیٰ ۹۰۹ھ کا واقعہ ہے(۱)

---

(۱) رسالہ لبس الخرقہ ص ۳۹-۳۹ ماجد الذهبي' مؤلفات السيوطي المخطوطة في دار الكتب الظاهريه ص ٦٦٤' مجله مجمع اللغته العربيه بلمشق الجزء الرابع' ربيع الآخر ١٤١٤ء المجلد الثامن والستون

باب دوم

درس و تدریس اور خلوت گزینی

ابن ظہیرہ کی مجلس ختم بخاری میں شرکت

انہی ایام میں اتفاق سے شیخ ابن ظہیرہ کے یہاں ختم بخاری کی مجلس منعقد ہوئی، علامہ موصوف بھی اس مبارک مجلس میں تشریف لے گئے شیخ ابن ظہیرہ نے انہیں دیکھ کر انکسار کی فضیلت اور کبر کی مذمت پر تقریر شروع کی، علامہ موصوف سمجھ گئے کہ یہ ان پر تعریض ہے، ابن ظہیرہ نے تقریر میں جو حدیثیں بیان کیں علامہ موصوف نے ان کے متعلق شیخ موصوف سے کچھ سوالات کیے شیخ باایں ہمہ علم و فضل ان کا معقول جواب نہ دے سکے اور اس سلسلہ میں انہیں علامہ موصوف سے استفادہ کا اعتراف کرنا پڑا۔(۱)

اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نوعمری میں علامہ موصوف کو علوم و فنون میں کتنا کمال حاصل ہو گیا تھا۔

درس و تدریس

تحصیل علوم کے بعد شوال ۸۷۰ھ میں علامہ سیوطی نے اس دولت کو وقف عام کرنے کے لئے تدریس کا اور ۸۷۱ھ میں افتاء کا شغل اختیار کیا، ملک کی مشہور درسگاہوں میں تدریس کے اعلیٰ عہدوں پر ممتاز ہوئے رجب ۸۷۱ھ

---

(۱) نظم العقیان فی اعیان الاعیان طبع نیویارک ۱۹۲۷ء ص ۲۰-۲۱

میں جامع شیخونیہ میں مشیخته الحدیث کا منصب ملا - رجب ۸۷۲ھ میں جامع ابن طولون میں مسند درس کو زینت بخشی جس سے ان کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی اور ہزاروں طالبان حدیث ان سے اکتساب فیض کے لئے آنے لگے (۱)

املائے حدیث

قدرت کی طرف سے علامہ سیوطی کو قوت حافظہ غیر معمولی ملا تھا- بے شمار حدیثیں انہیں زبانی یاد تھیں اس کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ ۸۷۲ھ میں موصوف نے مرکز علم قاہرہ میں املاء کو جو قدماء کا طریقہ درس تھا از سر نو زندہ کیا' موصوف نے متقدمین کے دستور کے مطابق نماز جمعہ کے بعد جامع ابن طولون میں املائے حدیث کی مجلس کا آغاز کیا - موصوف پہلے زبانی حدیثیں بیان کرتے تھے پھر ہر حدیث کے مالہ وما علیہ پر سیر حاصل بحث کرتے شاگرد اس کو قلمبند کرتے- اس طرح سے کم وبیش اسی (۸۰) مجلسوں میں املا کرایا' پھر بیہقی کی ایک روایت کے مطابق املاء کا وقت بدل دیا اور نماز عصر کے بعد حدیثیں املاء کرانا شروع کیں' کم وبیش پچاس مجلسوں میں حدیث املاء کرائیں' مجموعی طور پر یہ سلسلہ ڈھائی سال تک قائم رہا- چنانچہ علامہ سیوطیؒ املائے حدیث کی تاریخ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں-

" تخریج املاء میں ہماری عادت یہ ہے کہ ہم موضوع بحث کو ایک کراسہ (کاپی) میں لکھتے ہیں' پھر زبانی لکھاتے ہیں' جب بحث پوری ہو جاتی ہے تو املاء کا ہماری اس اصل سے جو ہم نے لکھی تھی مقابلہ کیا جاتا ہے اور یہ سب سے اچھا طریقہ ہے- ابن صلاح کے بعد سے حافظ ابو الفضل عراقی کے آخر دور تک

---

(۱) کتاب المحدث رحمۃ اللہ' ص ۸۸-۸۹

املاء کا طریقہ ختم ہو گیا تھا عراقی نے ۷۹۶ھ میں اس کا دوبارہ افتتاح کیا اور اپنے سال وفات ۸۰۶ھ تک چار سو دس سے اوپر مجلسوں میں املاء کرایا پھر ان کے فرزند (ولی الدین عراقی) نے زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رکھا اور چھ سو چھبیس سے زیادہ مجلسوں میں املاء کرایا اس کے بعد شیخ الاسلام ابن حجر نے اپنے سال وفات ۸۵۲ھ تک ایک ہزار سے زیادہ مجلسوں میں املاء کرایا، پھر انیس برس تک یہ سلسلہ بند رہا اور ۸۷۲ھ میں، میں نے اس سلسلہ کو پھر شروع کیا اور اسی (۸۰) مجلسوں میں املاء کرایا - اس کے بعد پچاس مجلسیں املاء کرائیں اور صحیحین کی حدیث کے پیش نظر جو حضرت ابو وائلؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صرف جمعرات کے دن لوگوں کو نصیحت کرتے اور وعظ کہتے تھے - اس لئے مناسب یہ سمجھا گیا کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ املاء کی مجلس منعقد کی جائے املاء کرانے والوں میں سے کسی سے وقتِ املاء اور یومِ املاء کی تعیین کے سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں مل سکی مگر اکثر حفاظ حدیث جیسے ابن عساکر، ابن السمعانی اور خطیب جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ املاء کراتے تھے میں نے بھی اس امر میں انہی کا اتباع کیا پھر مجھے ایک حدیث مل گئی جو بروز جمعہ بعد نماز عصر املائے حدیث کے استحباب پر دلالت کرتی ہے یہ حدیث بیہقی نے کتاب شعب الایمان میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جس نے عصر کی نماز پڑھی پھر بیٹھ کر املا کرایا تو یہ آٹھ اولادِ اسماعیل کو آزاد کرانے سے بہتر ہے(۱)

افسوس ہے کہ بعض علماء کی مخالفت کی وجہ سے یہ سلسلہ زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکا اسی سے متاثر ہو کر موصوف نے یہ شعر کہے تھے -

---

(۱) ملاحظہ ہو تدریب الراوی طبع اول مصر ۱۳۰۷ھ ص ۱۷۶-

عاب الا ملاء للحدیث رجال　قد سعوا فی الضلال سعیا حثیثا

بعض لوگوں نے املاء حدیث کو عیب قرار دیا-انہوں نے گمراہی میں بڑی کوشش کی ہے-

انما ینکرا لا مالی قوم　لا یکادون یفقھون حدیثا (۱)

امالی کا انکار وہی قوم کرتی ہے　جو بات کو نہیں سمجھ پاتی ہے-

حافظ العصر سید انور شاہ کشمیری فیض الباری میں فرماتے ہیں :-

ثم انقطعت بعدہ بالکلیہ (۲)

علامہ سیوطی کے بعد امالی کا سلسلہ بالکل ختم ہو گیا

یہ بات صحیح نہیں کہ علامہ سیوطی کے بعد امالی کا سلسلہ بالکلیہ ختم نہیں ہوا' بلکہ ہندوستان کے نامور عالم حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ نے اس سلسلہ کو پھر سے زندہ کیا اور کم و بیش چار سو مجلسوں میں حدیثوں کو املاء کرایا تھا- حافظ عبدالحیٔ کتانی المتوفی ۱۳۸۲ھ فہرس الفہارس والاثبات میں لکھتے ہیں -

بھما ختم الاملاء فاحیاہ المترجم بعد مماتہ او صلت امالیہ

اربع مأۃ مجلس (۳)

---

(۱) ملاحظہ ہو الکواکب السائرج اص ۲۳۰

(۲) ملاحظہ ہو فیض الباری علی صحیح البخاری طبع قاہرہ ج ۲ ص ۳۱۴

(۳) ملاحظہ ہو فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۱۰۴' واضح رہے کہ حافظ سید انور شاہ کشمیری کا طریقہ درس اگرچہ بطریقہ املاء نہیں تھا مگر اس طرح درس دینے میں انہیں دستگاہ کامل حاصل تھی جیسا کہ ان کی درس کی تقریروں سے عیاں ہے' اگر وہ چاہتے تو اس طریقہ درس کو سرزمین ہند میں زندہ کر سکتے تھے' مگر اس طرح استفادہ کرنے والے یہاں کہاں تھے؟

حافظ سخاوی و سیوطی پر املاء حدیث کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا مگر صاحب تذکرہ نے اس طریقہ کو پھر زندہ کیا ان کی امالی کی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے۔

املائے لغت ۔

لغت علامہ سیوطی کا خاص فن تھا اور اس فن میں ان کو امامت کا درجہ حاصل تھا انہوں نے اس فن میں بھی امالی کا سلسلہ جو عرصہ سے مردہ ہو چکا تھا دوبارہ زندہ کرنا چاہا اور املاء کی مجلس بھی منعقد کی مگر طلبہ کی بے رغبتی کو دیکھ کر پہلی ہی مجلس کے بعد اس سلسلہ کو بند کر دیا جو آج تک بند ہے کتاب المزہر میں طریقہ املاء پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ولما شرعت فی املاء الحدیث سنة اثنتین و سبعین و ثما نمائة اردت ان اجددا ملاء اللغة واحییته بعد د ثوره فاملیت مجلسا واحداً فلم اجدله حملة ولا من یرغب فیه فترکته (۱)

جب ۸۷۲ھ میں میں نے املاء حدیث کا سلسلہ شروع کیا تو میں نے چاہا کہ املاء لغت کے طریقہ کی بھی تجدید کروں اور اس کے مردہ ہو جانے کے بعد پھر زندہ کروں چنانچہ میں نے ایک مجلس میں کچھ املاء بھی کرایا مگر اس سے استفادہ کرنے والا نہیں پایا اور اس کا طلبگار اور خواہاں نہیں دیکھا ناچار اس سلسلہ کو ترک کیا۔

افتاء میں احتیاط

علامہ سیوطی کو تفقہ کی دولت سے بھی حصہ وافر ملا تھا اور اس فن میں بھی انہیں بصیرت حاصل تھی، درس وتدریس سے قبل اکیس (۲۱) سال کی عمر میں

---

(۱) ملاحظہ ہو کتاب المزہر، طبع دوم، قاہرہ ج ۲ ص ۳۱۴

۸۷۱ھ سے افتاء کے فرائض انجام دینا شروع کیے مگر احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب تک بزعم خویش اصحاب ترجیح میں رہے، ترجیح نووی سے آگے نہیں نکلے اور جب اجتہاد کا ملکہ راسخ ہو گیا تو بھی فتوے میں شافعی مذہب سے باہر قدم نہیں رکھا، شیخ عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ موصوف سے ناقل ہیں۔

ولما بلغت رتبة الترجيح لم اخرج فى الافتاء عن ترجيح النووى ولما بلغت الى مرتبة الاجتهاد المطلق لم اخرج فى الا فتاء عن مذهب الشافعى -

جب میں مرتبہ ترجیح کو پہنچا تو افتا میں ترجیح نووی سے آگے نہیں نکلا اور جب اجتہاد مطلق کے مرتبہ کو پہنچا تو افتاء میں مذہب شافعی سے باہر نہیں گیا۔

فن افتاء میں ان کی مہارت و وسعت نظر کا اندازہ ان کی کتاب الحاوی للفتاوی سے ہو سکتا ہے جس میں کم و بیش بیاسی رسالے ہیں جن میں فقہ، حدیث، تفسیر، اصول، تصوف، نحو اور اعراب وغیرہ سے متعلق اہم سوالات کا جواب دیا گیا ہے اور کمال یہ ہے کہ اگر سوالات منظوم آئے ہیں تو جوابات بھی نظم میں دیے گئے ہیں۔

بایں ہمہ تبحر علمی فتوے دینے میں احتیاط و خشیت کا ایسا غلبہ رہتا تھا کہ فتویٰ دیتے وقت بارگاہ الٰہی میں حاضری کا منظر ہمیشہ ان کی نگاہ کے سامنے رہتا تھا، نواب صدیق حسن قنوجی، اتحاف النبلاء میں طبقات شعرانی کے حوالہ سے رقم طراز ہیں۔

"واز ہر مسئلہ کہ جواب می گویم موقف خود را روز حساب و عرض آں جواب بر خود یاد می کنم(۱)

(۱) ملاحظہ ہو اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء والمحدثین مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۸ھ ص ۱۹۱۔

ہر وہ مسئلہ جس کا میں جواب لکھتا ہوں قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں کھڑے رہنے اور اس جواب کو اپنے سامنے پیش کئے جاتے کو یاد رکھتا ہوں۔

قاضی القضاۃ کے عہدہ پر انتخاب

سنہ ۹۰۲ھ میں سلطان عبد العزیز نے علامہ سیوطی کو قاضی القضاء کا عہدہ سپرد کیا یوں تو قاضی القضاۃ کا عہدہ ہر حکومت میں تھا لیکن ایک مملکت میں کئی قاضی القضاۃ ہوتے تھے پوری مملکت کے قاضی القضاۃ کا عہدہ تاریخ میں صرف دو شخصیتوں کو ملا دولۃ بنی ایوب میں قاضی تاج الدین ابن الاعز کو ملا اور عباسیہ مصر کے زمانہ میں علامہ سیوطی کو، اس میں قاضی موصوف کے سوا علامہ سیوطی کا کوئی ہمسر نہیں، علامہ موصوف منصف مزاج، انتظام میں سخت گیر تھے اس لئے جب ان کو یہ عہدہ سپرد ہوا تو پورا ملک حرکت میں آگیا اور ان کا اثر اتنا بڑھ گیا کہ خلیفہ کو اپنے مصالح کی بناء پر ان کو اس عہدہ سے معزول کرنا پڑا، ان کے تلمیذ خاص مصر کے نامور مورخ ابن ایاس حنفی المتوفی ۹۳۰ھ کا بیان ہے۔

و فيه من الحوادث، ان الخليفة المتوكل على الله عبدالعزيز عهد للشيخ جلال الدين الا سيوطي بوظيفة لم يسمع بمثلها قط، وهوانه جعله على جميع القضاة قاضياً كبيراً يو لى منهم من يشاء و يعزل منهم من يشاء مطلقاً فى سائر ممالك الا سلام و هذه الوظيفة لم يلقها سوى القاضى تاج الدين ابن بنت الاعز فى دولة بنى ايوب فلما بلغ القضاة ذلك شق عليهم و استخفط عقل الخليفة فى ذالك وقالوا ليس للخليفة مع وجود السلطان حل ولا ربط ولا ولاية ولا عزل ولكن الخليفة استخف بالسلطان لكونه صغيرا فلما قامت الدائرة

والا لسنة على الخليفة رجع عن ذالك وقال ايش انا الشيخ جلال الدين هو الذى حسن لى ذالك وقال لى هذه كانت وظيفة قديمة وكان الخلفاء يولو نها من يختارونه من العلماء ثم اشهد و اعلى الخليفة بالرجوع عن ذالك و بعث اخذ العهد الذى كتبه للشيخ جلال الدين الاسيوطى وكادت ان تكون فتنة كبيرة ذالك ووقعت امور يطول شرحها ثم سكن الحال بعده مدة (۱)

سنہ ۹۰۲ھ کے واقعات میں سے یہ واقعہ بھی ہے کہ خلیفہ متوکل علی اللہ عبدالعزیز نے شیخ جلال الدین سیوطی کو ایک ایسے منصب پر مامور کر دیا جس کے متعلق پہلے سے سنا بھی نہیں گیا تھا اس نے تمام قاضیوں پر ان کو قاضی بنایا اور ان سب کے عزل و نصب کا پورا پورا اختیار ان کو دیا یہ ایک ایسا عہدہ تھا جو دولت بنی ایوب میں سوائے قاضی تاج الدین (۲) ابن الاعز کے کسی کو نہیں ملا تھا جب

---

(۱) ملاحظہ ہو بدائع الزہور فی وقائع الدہور طبع بولاق مصر جزء ۲ ص ۳۰۷

(۲) فقیہ تاج الدین ابو محمد عبدالوہاب بن خلف العلامی الشافعی المعروف بابن بنت الاعز المتوفی ۶۶۵ھ کے مرتبہ و مقام کا اندازہ حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ کے حسب ذیل بیان سے ہو سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

كان دينا عفيفا نزها لاتاخذه فى الله لومة لائم ولا يقبل شفاعة احد و جمع له قضاء الديار المصرية بكما لها والخطابة والحسبة و مشيخة الشيوخ و نظر الاجناش' و تدريس الشافعى' والصلاحية وامامة الجامع وكان بيده خمسة عشرة وظيفة و باشر الوزارة فى بعض الاوقات وكان السلطان يعظمه والوزير ابن حنا يخاف منه كثيراً (البدايه والنهاية ج ۳ ص ۲۴۹)

وہ دیندار' پاکباز اور پرہیزگار تھے اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہیں کرتے اور نہ کسی کی سفارش قبول کرتے تھے پورے دیار مصر کی قضاء' خطابت' احتساب' مشیخۃ الشیوخ' لشکر کی نگرانی' مدرسہ شافعیہ صلاحیہ میں درس و تدریس کی خدمات اور امامت جامع وغیرہ کے سارے منصب ان کو حاصل تھے۔ بیک وقت پندرہ (۱۵) منصب ان کے پاس تھے بعض اوقات وزارت عظمٰی کے فرائض بھی انجام دیئے' بادشاہ بھی ان کی تعظیم کرتا تھا اور وزیر ابن حنا بھی ان سے ڈرتا تھا۔

یہ خبر قاضیوں کو پہنچی تو ان پر بڑی گراں گزری اور انہوں نے اس معاملہ میں خلیفہ کو ناسمجھ ٹھہرایا اور کہا کہ خلیفہ کو اقتدار کے باوجود حل و عقد اور عزل و نصب کا اختیار نہیں رہا، خلیفہ کم عمر ہے اس لئے اس کو اقتدار کی قدر و قیمت معلوم نہیں، جب خلیفہ کے خلاف شورش برپا ہوئی اور زبان طعن دراز ہوئی تو اس کو اپنے فیصلہ سے رجوع کرنا پڑا، خلیفہ نے کہا، میرا اس میں کیا ہے شیخ جلال الدین ہی نے مجھ سے اس عہدہ کی تحسین کی تھی اور کہا تھا کہ یہ قدیم عہدہ ہے علماء میں سے جس کو چاہتے ہیں خلفاء اس عہدہ پر مامور کرتے تھے، پھر لوگوں نے خلیفہ کے اس سے رجوع کرنے کی شہادت دی اور اس عہد نامہ کو جو اس نے شیخ جلال الدین اسیوطی کو لکھ کر دیا تھا واپس منگایا، ورنہ قریب تھا کہ بہت بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا اس سلسلہ میں اور بہت سی باتیں ہوئیں جن کا ذکر موجب طوالت ہے اور ایک مدت کے بعد حالات پر سکون ہوئے۔

خانقاہ بیبرسیہ میں مشیخۃ التصوف کے منصب پر تقرر

۸۹۱ھ میں شیخ جلال الدین بکری کی وفات کے بعد خانقاہ بیبرسیہ میں مشیخۃ التصوف کے منصب پر علامہ سیوطی کا تقرر عمل میں آیا اس خانقاہ میں انہوں نے کم و بیش تیرہ برس صدارت کے فرائض انجام دیئے رجب ۹۰۳ھ میں بعض ناگزیر اسباب کی بناء پر (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) اس خانقاہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور وظیفہ خور صوفیہ کی دارو گیر شروع کی بعض غیر مستحق صوفیہ کا وظیفہ بند کر کے ان کی جگہ دوسروں کا تقرر کیا انہوں نے اس اقدام کو سیوطی کے تخل پر محمول کیا اور اپنے حقوق میں دخل اندازی سمجھا جو سراسر غلط تھا اس لئے کہ تخل اس وقت ہوتا جب علامہ سیوطی ان کی جگہ پر دوسروں کا تقرر نہ

کرتے' انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان کی جگہ پر مستحق طلبہ کا تقرر کیا اور صوفیہ کو ان کا حق غصب کرنے سے روکا' مستحق طلبہ کو ان کا حق دلوایا اور اس جرم میں صوفیہ علامہ کی عزت و آبرو کے درپے ہو گئے اور ان کے جانی دشمن بن گئے' انہوں نے ان کو وضو کے سقاوے میں اٹھا کر پھینک دیا' مورخ ابن ایاس مصری کا بیان ہے۔-

فیه من الحوادث ان الصوفية الذی بالخانقاه البيبرسية ثاروا علی شيخهم جلال الدين الاسيوطی و کادوا ان يقتلوه ثم حملوه اثوابه ورموه فی السقية جوی بسبب ذالك امور يطول شرحها (١)

سنہ ۹۰۳ھ کے واقعات میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ خانقاہ بیبرسیہ میں جو صوفیہ قیام پذیر تھے وہ شیخ جلال الدین سیوطی پر ٹوٹ پڑے اور قریب تھا کہ وہ ان کو قتل کرتے' انہوں نے ان کو کپڑوں سمیت وضو کرنے کے سقاوے میں پھینک دیا اس کی وجہ سے بہت سے واقعات پیش آئے جن کا ذکر موجب طوالت ہے۔-

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے لواقح الانوار القدسیہ میں ان اسباب کی بھی نشاندہی کی ہے جن کی بناء پر علامہ سیوطی کو صوفیہ کا وظیفہ بند کرنا پڑا' اور یہی وہ اسباب تھے جن کی بناء پر خانقاہ بیبرسیہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا پڑا تھا۔ علامہ شعرانی فرماتے ہیں :-

لما تولیٰ الشياخة علی الخانقاه البيبرسية ' فانهم لا يحضرون لا بانفسهم ولا بنائبهم ولهم عبيد و بغال و سراری واموال فقال : شرط الواقف

---

(١) ملاحظہ ہو بدائع الزہور فی وقائع الدہور ج ۲ ص ۳۳۹

ان الخبز والجوامك انما هی للفقراء المحتاجين الذين اجتمعت فيهم شروط الصوفية المذكورة فی رسالة القشيری وغيرها فتجمعوا علی الشيخ و ضربوه و رموه فی الميضاة بثيابه فعزل نفسه و حلف ان لا يسكن مصرما عاش فاتام فی روضة مقياس النيل حتی مات (۱)

علامہ سیوطی جب خانقاہ بیبر سیہ میں مشیخۃ التصوف کے عہدہ پر ممتاز ہوئے تو انہوں نے وظیفہ خور صوفیہ کو نیکی اور خیر خواہی کا حکم دیا کیونکہ نہ وہ خود خانقاہ میں آتے تھے اور نہ ان کے نائب حالانکہ ان کے پاس غلام اور لونڈیاں تھیں اور وہ سواریاں بھی رکھتے تھے ان کے پاس مال و دولت بھی تھا اس لئے سیوطی نے ان سے کہا کہ واقف کی شرط یہ ہے کہ روٹی اور کپڑا صرف حاجت مندوں فقیروں کے لئے ہے، اور اس کے وہی صوفیہ مستحق ہیں جن میں وہ شرطیں پائی جاتی ہیں جو رسالہ قشیریہ وغیرہ میں مذکور ہیں- اس پر ناراض ہوکر سب شیخ سیوطی پر ٹوٹ پڑے اور ان کو کپڑوں سمیت وضو کی جگہ پر اٹھا پھینکا اس کے بعد علامہ نے اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی (۲) اور قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہیں گے مصر میں (خانقاہ بیبر سیہ میں) نہیں رہیں گے چنانچہ مرتے دم تک روضہ مقیاس نیل میں سکونت پذیر رہے-

ان صوفیہ کا جذبہ انتقام اس سے بھی ٹھنڈا نہ ہوا اور وہ برابر ضرر رسانی کے درپے رہے جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے اس گستاخی اور سوء

---

(۱) لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی قاہرہ ۱۹۶۱ء ص ۴۱۷

(۲) یعنی موصوف نے خانقاہ بیبر سیہ میں صرف رہائش ترک کی تھی فرائض منصبی ۹۰۶ھ تک انجام دیتے رہتے ہیں-

ادبی کی معافی مانگی اور آئندہ کے لئے ان افعال سے توبہ کی' علامہ سیوطی نے انہیں معاف کیا' انہوں نے تحصیل علم کے بہانے موصوف سے تعلقات استوار کئے' اس کے بعد کچھ اور لوگ علامۂ موصوف کے درپے آزار ہوئے' اس وقت وہ صوفیہ جو علامہ کی محبت و عقیدت کا دم بھرتے تھے ان کی نصرت و حمایت کو کھڑے ہوگئے علامۂ موصوف ان کے اس جذبۂ ہمدردی سے بہت متاثر ہوئے ان کے بعض عقیدت مندوں نے ان سے عرض کیا کہ آپ ارباب کشف میں ہیں خلیفۂ وقت کے متعلق کوئی ایسی خبر دیجئے کہ وہ لوگ جو ہماری طرح آپ کی بدگوئی اور مخالفت میں مبتلا ہیں اس خبر کی صداقت کو دیکھ کر اپنی حرکتوں سے توبہ کریں' علامہ کچھ دیر سر افگندہ رہ کر فرمانے لگے خلیفۂ وقت جان بلاط کی فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو گردن ماری جائے گی اس کے بعد فلاں حاکم خلیفہ ہوگا ان لوگوں نے عرض کیا یہ پیشین گوئی تحریر فرمائیں تاکہ لوگوں کو انکار کی گنجائش نہ رہے ان کی درخواست پر انہوں نے لکھ دیا انہوں نے یہ تحریر سلطان وقت کے حضور میں لیجا کر پیش کی' ملک جان بلاط نے اس کو پڑھتے ہی علامہ موصوف کی گرفتاری کا حکم دیدیا اس طرح صوفیہ نے علامہ سیوطی کو سخت ترین آزمائش میں ڈالا' لیکن ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اللہ تعالیٰ نے لاج رکھی' ورنہ ان نام نہاد صوفیوں نے اس موقع پر ان کی ہلاکت میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی- ان کی یہ پر فریب داستان بھی شیخ عبدالوہاب شعرانی کی زبانی سنیئے' وہ فرماتے ہیں :-

"جس شخص نے مجھ کو مذکورۂ بالا واقعہ کی خبر دی تھی اسی کا بیان ہے کہ جب ہم ہر طرح علامہ سیوطی کو تکلیف پہنچانے سے عاجز ہوگئے تو تقریباً دس

آدمی ان کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ آپ فرض کیجئے ہم کافر تھے اور اب مسلمان ہوئے ہم نے استخارہ کیا ہے' ہم آپ سے کچھ پڑھنا چاہتے ہیں شاید ہمارے لئے کچھ خیر کا باعث ہو اور ہماری اصلاح ہو جائے ہم ان سے تقریباً ایک سال پڑھتے رہے اور وہ ہم سے احتیاط کرتے رہے ایک سال کے بعد بعض لوگوں نے ان کو اذیت پہنچائی تو ہم ان کی حمایت کو کھڑے ہو گئے اور ہم نے شیخ موصوف سے غیر معمولی محبت و عقیدت کا اظہار کیا اس سے ان کا میلان ہماری طرف ہو گیا ہم نے ان سے عرض کی سیدی! آپ بحمدللہ ارباب کشف میں سے ہیں ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمیں والیان امور کے واقعات میں سے کسی واقعہ کی خبر دیجئے تاکہ وہ صحیح ثابت ہو جائے تو ہم ان کو بتا سکیں جن کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے انکار ہے' اور وہ بھی توبہ کریں جیسے ہم نے توبہ کی ہے' اور یہ ان کے حق میں بہتر ہو گا' شیخ موصوف کچھ دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے سلطان جان بلاط کی اتوار کے دن ۱۷ جمادی الاولیٰ[1] (جمادی الاخری) کو گردن اڑادی جائے گی"

اور اس کے بعد فلاں حاکم بادشاہ بنے گا انہوں نے اس واقعہ کے متعلق علامہ کی تحریر بھی حاصل کی 'اسے سلطان جان بلاط کے حضور میں پیش کی' اور اس خبر کو مصر میں پوری شہرت دی اس سے مملکت میں شور مچ گیا سلطان جان بلاط نے حکم دیا کہ شیخ کو میرے سامنے پیش کیا جائے

---

(۱) واضح رہے کہ یہاں جمادی الاولیٰ کتابت یا طباعت کی غلطی ہے صحیح جمادی الاخری ہے مورخ مصر شیخ محمد ابن ایاس حنفی نے بدائع الزہور ج ۲ ص ۳۸۶ میں بصراحت لکھا ہے کہ ملک عادل طومانبای کا لشکر ۱۱ جمادی الاخری ۹۰۶ میں قاہرہ میں داخل ہوا اور تقریباً سات روز کے محاصرہ کے بعد اس نے وہ قلعہ فتح کیا جس میں ملک جان بلاط پناہ گزین تھا۔ اور اس کو بحالت قید قتل کیا۔

میں انہیں اپنے قتل سے پہلے قتل کروں گا' چنانچہ علامہ سیوطی کی تلاش شروع ہوئی مگر وہ ۲۷ روز تک روپوش رہے یہاں تک کہ سلطان جان بلاط کی گردن ماردی گئی' اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ شیخ موصوف نے فرمایا تھا" (۱)

علامہ کو اس قسم کے دوست نما دشمنوں سے بڑی بڑی تکلیفیں پہنچیں مگر انہوں نے ان سے کبھی انتقام نہیں لیا اور علمائے سلف کی طرح ان تکالیف کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کرتے رہے فرماتے ہیں۔

مجھے علم محبوب بنایا گیا ہے' اس کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر غور کرنا اور اس کے حقائق تک پہنچنا اور دقائق سے آگاہ ہونا اور اسکے اصول کا کھوج لگانا میری طبیعت ثانیہ بن گئی ہے' میرے رونگٹے رونگٹے میں علم رچ بس گیا ہے مجھے کوتاہ نظر اور جاہلوں سے بڑی تکلیف پہنچی ہے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت علمائے سلف میں بھی جاری رہی ہے کہ دنی الطبع اور علم سے بے بہرہ لوگوں سے ان کو بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں - حضرت ابن عباسؓ نے نافع بن ازرق کے ہاتھوں جو

---

(۱) ملاحظہ ہو لواقح الانوار القدسیہ ص ۳۴۰۔ واضح رہے کہ علامہ موصوف نے اور بھی بعض پیش گوئیاں مصر اور اہل مصر کے متعلق اپنی ایک جداگانہ کتاب میں لکھی تھیں جن کی صداقت کا اعتراف اس دور کے نامور مؤرخ ابن ایاس حنفی نے بھی بدائع الزہور (ج ۳ ص ۱۴۷) میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

وقد وقفت على كتاب تاليف الشيخ جلال الدين السيوطيؒ ذكر فيه ان فى هذاالقرن يبدو الخراب فى سنة ثلاث وعشرين وتسعمائة ثم يتزايد الامر الى سنة خمسين وتسعمائة فيقع فيها فساد عظيم حتى يغنى من اهل مصر نحوالنصف وقد ظهر ذلك فى هذه السنة

شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی ایک تالیف میری نظر سے گزری ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اس صدی ہجری میں مصر میں خون خرابہ کا سلسلہ شروع ہوگا اور یہ سلسلہ ۹۲۳ھ سے ۹۵۰ھ تک برابر بڑھتا رہے گا اور ایسی بربادی ہوگی کہ کم وبیش نصف اہل مصر اس میں ہلاک ہو جائیں گے اس کے آثار کا ظہور اسی سال سے ہو گیا ہے۔

تکلیفیں اٹھائی ہیں، ان سے حدیث و تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں نافع بن ازرق کے حضرت ابن عباسؓ سے سوالات بسند متصل ہم نے تین کراسوں میں جمع کیئے ہیں اور اس کا بیشتر حصہ الاتقان فی علوم القرآن میں بھی نقل کیا ہے(۱) اسی وجہ سے علامہ سیوطی فرماتے تھے۔

ماکان کبیر فی عصر قط الا کان له عدومن السفلة اذ الاشراف لم تزل تبتلی بالاطراف (۲)

جس زمانہ میں بھی کوئی صاحب کمال پیدا ہو گیا پست درجہ لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور ہمیشہ شرفاء رذیلوں کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا رہے ہیں(۳)

علامہ کے صبر کا یہ نتیجہ نکلا کہ جن لوگوں نے علامہ کے ساتھ گستاخی کی تھی تاحیات ان کو خوشی میسر نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کو نمونہ عبرت بنایا شیخ عبدالوہاب شعرانی کا بیان ہے۔

"ان میں سے ایک شخص کو جو کہتا تھا کہ میں نے سیوطی کی شانہ پر کھڑاؤں ماری تھی میں نے نہایت ابتر حالت میں دیکھا افلاس کے باوجود زبان کا چٹخارہ اس پر ایسا غالب تھا کہ وہ سر راہ کھڑا رہتا اور جس کے ہاتھ میں مرغی یا بط، مٹھائی یا شہد دیکھتا، مانگتا اور اس کو گھر لیجا کر کھاتا، چھپ جاتا یہاں تک کہ لوگ اس سے عاجز آگئے (۴)

---

(۱) ملاحظہ ہو تعریف الفئة باجوبة الاسئلة المئة (الحاوی ج ۱ ص ۳۰۰) نیز سوالات نافع بن الازرق کے لئے ملاحظہ ہو الاتقان فی علوم القرآن (اردو طبع نور محمد اصح المطابع کراچی ج ۱ ص ۳۵۶ تا ۳۹۷۔

(۲) فہرس الفہارس والاثبات ج ۱ ص ۳۱۲

(۳) واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تصریح کی ہے کہ عہد صحابہ و تابعین ان باتوں سے پاک تھا۔

(۴) ملاحظہ ہو لواقح الانوار القدسیہ ص ۳۱۷

علامہ سیوطی کی پیشین گوئی کے مطابق جب سلطان جان بلاط کے قتل کے بعد اس کے جانشین ملک عادل طومان باسی کے زمانہ میں بھی علامہ کو روپوش رہنا پڑا کیونکہ اس کو علامہ سے دیرینہ عداوت تھی اس نے زمام اقتدار ہاتھ میں آتے ہی ان کو طلب کیا مگر وہ روپوش رہے' جب کوئی سراغ نہ لگا تو اس نے فرائض منصبی سے کوتاہی کو بہانہ بنا کر علامہ موصوف کو مشیخۃ التصوف کے عہدہ سے برطرف کیا' اور خانقاہ بیبر سیہ میں شیخ یٰسین بلبیسی المتوفی ۹۰۹ھ کو ان کی جگہ مامور کیا مورخ ابن ایاس حنفی کا بیان ہے۔

فيه اختفى شيخنا جلال الدين السيوطي وقدطلبه ليفتك به وكان بينهما حظ نفس من حين كان السلطان العادل فى الدوادارية الكبرى و جرى بينهما امورشتى يطول شرحها فلما اختفى قرر السلطان الشيخ يٰس البلبيسى فى مشيخة الخانقاه البيبرسية عوضاً عن الجلال السيوطى بحكم صرفه عنها (۱)

اس سال ۹۰۶ھ میں ہمارے شیخ جلال الدین سیوطی روپوش ہو گئے کیونکہ سلطان وقت نے انہیں طلب کیا تھا تاکہ موقع پا کر انہیں قتل کرائے اور ان دونوں میں اس وقت سے چلی آرہی تھی جب سلطان عادل دوادار یہ کبری کے عہدہ پر مامور تھا ان میں بہت سی ایسی باتیں ہوئیں جن کا ذکر موجب طوالت ہے جب شیخ موصوف روپوش ہو گئے تو سلطان نے انہیں معزول کر کے شیخ یٰسین بلبیسی کا خانقاہ بیبرسیہ کی صدارت کے منصب پر تقرر کر دیا۔

---

(۱) بدائع الزہور فی وقائع الدہور ج ۱ ص ۳۹۱ و ۳۹۲

شاہان ممالیک میں ملک عادل طوما نبای جور و ستم اور خونریزی و سفاکی میں اپنی نظیر آپ تھا- اس کا دور حکمرانی تین ماہ اور چند یوم سے زیادہ نہیں رہا' یہ پوری مدت علامہ موصوف نے روپوشی میں بسر کی' بدائع الزہور میں ہے-

وکان طوما نبای الدوادار محطا علیه فلما تسلطن فیما بعد اختفی الشیخ جلال الدین الا سیوطی فی مدة سلطنته (۱)

طوما نبا دوادار علامہ موصوف سے ناراض تھا بعد میں جب اس کو اقتدار حاصل ہوا تو اس کے دور حکمرانی میں جلال الدین سیوطی کو روپوش ہی رہنا پڑا-

یہ روپوشی ملک عادل طوما نبای کے قتل کے بعد عزلت نشینی میں تبدیل ہو گئی اور علامہ موصوف پھر ایسے گوشہ نشین ہوئے کہ ۹۰۹ھ میں جب خانقاہ بیبرسیہ کی صدارت دوبارہ پیش کی گئی تو اس کو قبول نہیں کیا اور تاحیات گوشہ عزلت سے باہر قدم نہیں رکھا جیسا کہ آگے آئے گا-

شاہان وقت سے تعلقات

علامہ سیوطی کا خاندان دینی اور دنیوی دونوں حیثیتوں سے بہت ممتاز تھا' پھر موصوف کی پرورش شاہی محل میں ہوئی تھی اس لئے سلاطین اور امراء سب ان سے واقف تھے دربار میں ان کا اثر تھا' سلطان عبدالعزیز متوکل باللہ ثانی جو ۸۸۴ھ میں سریر آرائے خلافت ہوا بہت نیک دل' متواضع' ہوشمند' صاحبِ علم اور اہلِ علم کا قدردان تھا مورخ ابن ایاس حنفی کا بیان ہے-

کفوء للخلافة' وافر العقل' سدید الرای' له اشتغال بالعلم' متواضع' کثیر العشرة للناس من خیار بنی العباس (۲)

---

(۱) بدائع الزہور ج ۲ ص ۳۳۹

(۲) ملاحظہ ہو بدائع الزہور فی وقائع الدہور طبع بولاق مصر ج ۲ ص ۳۳۳

یہ خلافت کا اہل، نہایت دانشمند، صاحب الرائی، علم سے وابستہ، متواضع، ملنسار اور بنی عباس میں سب سے بہتر تھا۔

علامہ سیوطی اس کے مخدوم زادہ اور اپنے وقت کے نامور عالم تھے اس لئے ان کی قدر کرتا اور نہایت ادب و احترام سے پیش آتا تھا موصوف بھی اس کو مولانا 'امیر المؤمنین و خلیفة رسول الله ﷺ' و ابن عم' سید المرسلین' الامام' المتوکل علی الله و اعزبه الدین(۱) کے الفاظ سے یاد کرتے اور دعائیں دیتے تھے' علامہ سیوطی کے کہنے سے مسندین وقت نے خلیفہ کو روایت حدیث کی سند دی' موصوف نے شیوخ وقت کی ان روایات کو جو انہوں نے خلیفہ سے بیان کی تھیں ایک کتاب میں یکجا کی ہیں علامہ سیوطی حسن المحاضرہ میں فرماتے ہیں۔

و اجازله باستدعا ئ جماعة من المسندین وقد خرجت له عنهم جزء اء حدث به(۲)

میری استدعا پر مسندین وقت نے خلیفہ کو روایت حدیث کی اجازت دی اور ان حدیثوں کو جو انہوں نے ان سے بیان کی تھیں میں نے ایک جزء میں تخریج کر دی ہے۔

اسی خلیفہ کے لئے علامہ سیوطی نے بنی عباس کے فضائل میں دو کتابیں لکھی تھیں، وہ حسن المحاضرہ میں رقم طراز ہیں۔

---

(۱) کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام یہ رسالہ الحاوی للفتاوی میں شامل ہے "الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۹۳

(۲) حسن المحاضرہ ج ۲ ص ۵

والفت برسمه كتاب الاساس في فضل بني العباس و كتاب رفع الباس عن بني العباس (۱)

میں نے انہی کے ایماء پر کتاب الاساس فی فضل بنی العباس اور کتاب رفع البأس عن بنی العباس لکھی تھیں۔

متوکل باللہ ثانی فرمائش کر کے ان سے کتابیں لکھواتا تھا قرآن مجید میں غیر زبانوں کے الفاظ کی تحقیق میں علامہ سیوطی کا جو رسالہ ہے وہ بھی اسی کے ایماء سے لکھا تھا اسی لئے وہ التوکلی کے نام سے موسوم ہے علامہ جب کسی شاہی تقریب کے موقع پر اس کے دربار میں جاتے تو وہ کسی نادر کتاب سے کوئی نہ کوئی عجیب و غریب سوال دیکھ کر ان سے پوچھتا چنانچہ جب ۸۹۹ھ میں سال نو کی تقریب میں قلعہ میں دربار منعقد ہوا اور اعیان مملکت اور علماء خلیفہ کو سال نو کی مبارکباد دینے وہاں گئے تو علامہ سیوطی بھی تشریف لے گئے (۲) خلیفہ نے ملاقات کے بعد ان سے سوال کیا کہ ایسا فعل مسنون کونسا ہے جو رسالت مآب ﷺ نے نہیں کیا پھر بھی وہ سنت ہے علامہ اس وقت تو خاموش رہے مگر بعد

---

(۱) حسن المحاضرہ ج ۲ ص ۸۵

(۲) ملحوظ خاطر رہے کہ سال نو کی تہنیت اور مبارکبادی کو فقہا نے مباح لکھا ہے موصوف التهنية بالفضائل العليه و المناقب الدينية میں حافظ عبد العظیم منذری سے ناقل ہیں۔

انه مباح ليس بسنة ولا بدعة نقله الغزى فى شرح المنهاج ولم يزد عليه

(الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۸۳)

یہ امر مباح ہے نہ سنت ہے نہ بدعت علامہ غزی نے شرح المنہاج میں یہی نقل کیا ہے اور اس سے زائد کچھ نہیں لکھا ہے۔

میں اس کا نہایت جامع جواب لکھ کر خلیفہ کو بھیجا' مورخ ابن ایاس کا بیان ہے۔

"پھر جب ۸۹۹ھ شروع ہوا اس اور محرم میں قاضی سال نو کی مبارکباد پیش کرنے قلعہ شاہی میں پہنچے تو شیخ جلال الدین سیوطی بھی گئے جب وہ بیٹھ گئے تو سلطان وقت نے ان سے ایک ایسی سنت کے بارے میں سوال کیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے مسنون قرار دیا اور خود نہیں کیا جلال الدین سیوطی باوجود تجر د وسعت معلومات کوئی جواب نہ دے سکے سلطان کے پاس ایک کتاب تھی جس کا نام حیرۃ لفقہاء تھا (وہ اس میں سے دیکھ کر سوال کیا کرتا تھا) اس کے بعد شیخ جلال الدین نے اس مسئلہ کا نہایت بہتر اور شافی جواب لکھ کر بھیجا کہ اس فعل سے مراد اذان ہے اذان آپ ﷺ نے کبھی نہیں دی پھر بھی وہ سنت ہے اور صحیح واقعہ یہ ہے کہ ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے اذان دی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے علامہ نے اس موضوع پر ایک کراسہ لکھا اور اس میں بہت سی وہ باتیں بیان کیں جو مسنون ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے نہیں کی ہیں(۱)

خلیفہ متوکل باللہ ثانی کی نظر میں علامہ سیوطی کی جو قدر و منزلت تھی اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ قاضی القضاۃ (امیر عدلیہ) جیسے اہم اور جلیل القدر منصب پر اس نے انہی کا انتخاب کیا تھا۔

علامہ سیوطی کو جس طرح عباسی خلفاء کے دربار میں اثر و رسوخ حاصل تھا' اسی طرح شاہان چرا کسہ اور ممالیک کے دربار میں بھی انہیں اعزاز واکرام حاصل تھا ملک اشرف قایتبای جرکسی سے ان کے بڑے مراسم تھے علامہ نے

---

(۱) ملاحظہ ہو تاریخ ابن ایاس طبع بولاق مصر ۱۳۱۱ھ ج ۲ ص ۲۸۰

تاریخ الخلفاء میں اس کے حج کا واقعہ نقل کیا ہے اور اس کی داد و دہش کی تعریف کی ہے (۱) جب علامہ سیوطی کو موقعہ ملتا اس کو نصیحت اور سلطنت کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے اور قیام سلطنت کی ترغیب دیتے تھے ملک اشرف کے لئے علامہ سیوطی نے **الاحادیث المنیفہ فی السلطنۃ الشریفہ** لکھی تھی جس میں قیام سلطنت کی ترغیب اور اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے متعلق حدیثوں میں جو فضیلتیں آئی ہیں ان کو بیان کیا ہے (۲)

سلطان ابو النصر سیف الدین قانصوہ غوری المتوفی ۹۲۲ھ سے بھی جو شعر و ادب کا دلدادہ اور نہایت شجاع تھا علامہ کے نہایت خوشگوار تعلقات تھے اس کے بعض موشحات کی انہوں نے شرح بھی لکھی ہے جس کا نام النفح الظریف علی الموشح الشریف ہے اس کے دربار کی علمی مجلسوں میں موصوف بھی شریک ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ سلطان قانصوہ غوری کی مجلس میں سبز چادر جسے علماء و مشائخ شانوں پر ڈالتے تھے جسے عربی میں طیلسان کہتے ہیں موضوع بحث بن گئی یہ چونکہ عجمیوں کا لباس تھا اس لئے بعض علماء نے اس کا استعمال مکروہ کہا ہے، مگر علامہ موصوف نے اس کو مستحب قرار دیا اس کے ثبوت میں کف اللسان عن ذم الطیلسان اور الاحادیث الحسان فی فضل الطیلسان نامی دو رسالے لکھے' اول الذکر کے متعلق سید انور شاہ کشمیری فیض الباری میں فرماتے ہیں۔

---

(۱) تاریخ الخلفاء طبع قاہرہ ۱۹۵۲ء ص ۵۱۵

(۲) کشف الظنون ج ۱ ص ۱۴

الطیلسان ثوب کان العرب یلقونه علی رؤسهم و فیه دلیل علی ان الطیلسان کان من سیماء الیهود فهل یکون مکروها فحقق السیوطی فی رسالة تسمی بکف اللسان عن ذم لبس الطیلسان استحبا به وادعی ان الصالحین کانوا یستعملونه و کتب ان الشیخ ابن الهمام کان یلبسه(۱)

طیلسان ایک کپڑا (چادر) ہے جو عرب اپنے سروں پر ڈالا کرتے تھے اس حدیث میں اس امر پر دلیل ہے کہ طیلسان یہود کے ملبوسات کی علامت خصوصی تھی کیا ایسی صورت میں اس کا استعمال مکروہ ہوگا شیخ جلال الدین سیوطی نے اس موضوع پر ایک رسالہ میں جس کا نام کف اللسان عن ذم الطیلسان ہے محققانہ کلام کیا ہے اور اس کو مستحب لکھا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ بزرگان دین اس کو استعمال کرتے تھے اور ابن الہمام بھی اس کو اوڑھتے تھے۔

امراء میں نائب طرابلس و حلب اینال الاشقر اور امیر برکسبای جرکسی سے بھی موصوف کے خصوصی مراسم تھے جامع شیخونیہ میں مشیخۃ الحدیث کے منصب پر تقرر میں اس کی مساعی کو بھی دخل تھا۔

---

(۱) ملاحظہ ہو فیض الباری ج ا ص ۳۴ واضح رہے علامہ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں محقق ابن ہمام کے تذکرہ میں ان کے استعمال طیلسان کا ذکر کیا ہے موصوف کے الفاظ ہیں۔
کان الشیخ یلازم لبس الطیلسان کما هو السنة و یرخیه کثیرا علی وجهه وقت حضور الشیخونیة
شیخ ابن ہمام ہمیشہ طیلسان کو اوڑھتے تھے جیسا کہ سنت ہے اور جامعہ شیخونیہ میں حاضری کے وقت اس کو چہرہ پر زیادہ تر لٹکاتے تھے۔

امراء وملوک سے علامہ کے جو مراسم و تعلقات تھے ان سے خلق خدا کو فائدہ پہنچتا تھا ۹۰۶ھ میں جب علامہ دنیا چھوڑ کر روضۃ المقیاس میں عزلت نشین ہو گئے تو بعض احباب نے عرض کی ایسا کرنا اسلاف کے طرز عمل کے خلاف ہے وہ لوگوں کے مفاد کی خاطر شاہان وقت کے یہاں آمدورفت رکھتے تھے علامہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ سلف کا اتباع اور دین کی سلامتی اب ان سے ترک تعلقات میں ہے' اس دعوے کے ثبوت میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام **ما رواه الا ساطين في عدم التردد الى السلاطين** ہے - حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی نے اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین میں شاہان وقت سے اجتناب کے ثبوت میں اس رسالہ سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے(۱) محدث نجم الدین غزی نے الکواکب السائرہ میں بصراحت لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کو نظم کا جامہ پہنایا ہے اور یہ نہایت جامع و لطیف منظومہ ہے اس میں میرے کچھ اضافے بھی ہیں (۲)

سیر وسیاحت

بعض مبصرین کا خیال ہے کہ علامہ سیوطی کو سیر وسیاحت کا بھی شوق تھا انہوں نے جن ممالک کی سیاحت کی ہے ان میں شام' یمن' حجاز' ہندوستان اور بلاد مغرب سب داخل ہیں وہ خود حسن المحاضرہ میں رقم طراز ہیں-

سافرت بحمد الله تعالىٰ الى بلاد الشام والحجاز واليمن والهند والمغرب والتكرور (۳)

---

(۱) اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۱۲۶
(۲) الکواکب السائرۃ تذکرہ علامہ سیوطی
(۳) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۹۰

میں نے بحمد اللہ تعالیٰ بلاد شام، حجاز، یمن، ہندوستان، بلاد مغرب اور تکرور کی سیاحت کی ہے۔

خلوت گزینی اور یاد الٰہی

علامہ سیوطی کی خلوت نشینی کا آغاز تو ۸۹۰ھ میں ہو چکا تھا لیکن ۹۰۶ھ میں جو حالات پیش آئے ان کی وجہ سے ان کا دل دنیا اور اہل دنیا سے بالکل سرد ہو گیا اور وہ اپنے گھر میں جو روضۃ المقیاس میں واقع تھا ایسے خلوت نشین ہوئے کہ مرتے دم تک باہر قدم نہیں نکالا، تصنیف و تالیف کا زیادہ تر کام اسی زمانہ میں ہوا ہے، مورخ نجم الدین غزی المتوفی ۱۰۶۱ھ الکواکب السائرہ میں لکھتے ہیں۔

ولما بلغ اربعين سنة من عمره اخذ في التجرد للعبادة و الانقطاع الى الله تعالىٰ و الاشتغال به صرفا و الاعراض عن الدنيا و اهلها كانه لم يعرف احد امنهم و شرع في تحرير مؤلفاته و ترك الافتاء والتدريس واعتذر عن ذالك في مؤ لف الفه في ذالك و سماه بالتنفيس (۱) و اقام في روضة المقياس فلم تحول منها الى ان مات (۲)

کاروان عمر جب چالیسویں منزل میں پہنچا تو علامہ خلوت میں بیٹھے عبادت اور یاد الٰہی میں ہمہ تن مشغول رہنے لگے دنیا اور اہل دنیا سے اس طرح منہ موڑ لیا گویا کبھی ان دنیاداروں میں سے کسی سے شناسائی نہ تھی اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا فتوے لکھنا اور درس دنیا چھوڑ دیا ایک رسالہ بھی عذر خواہی کے

---

(۱) اس رسالہ کا پورا نام التنفیس فی الاعتذار عن ترک الافتاء والتدریس ہے
(۲) الکواکب السائرہ ج ۱، ۲۲۸، ۲۲۸

سلسلہ میں لکھا جس کا نام التنفیس ہے روضۃ المقیاس میں اقامت پذیر ہوئے اور مرتے دم تک یہاں سے نہیں نکلے۔

خلوت نشینی کے دور کی اجازت روایت جن تلامذہ کو حاصل ہو سکی ہے وہ روضۃ المقیاس میں قرأت وسماعت کے بعد ہوئی ہے شیخ تاج الدین حنفی مکی کی اوائل العلقمی میں مذکور ہے۔

قال وذکر السنهوری انه سأل العلقمی کیف اخذتم الجامع عن مولفه قال کنا تذهب مع السید الشریف یوسف الار میونی الی الروضة نظرق باب الحافظ السیوطی فان کان السید یوسف معنا فتح الباب والا فلا والسید یوسف یقرأ و نحن نسمع (۱)

(حافظ بابلی فرماتے ہیں) سالم سنہوری نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے شیخ علقمی سے دریافت کیا کہ آپ کو علامہ سیوطی سے جامع الصغیر کی سند کیسے ملی (علامہ موصوف تو زمانہ تالیف میں عزلت نشین تھے) علقمی نے فرمایا کہ ہم سید شریف یوسف ارمیونی کے ہمراہ روضۃ المقیاس جاکر حافظ سیوطی کا دروازہ کھٹکھٹاتے اگر ہمارے ہمراہ سید موصوف ہوتے تو دروازہ کھولا جاتا ورنہ نہیں، سید یوسف قرأت کرتے اور ہم سنتے تھے۔

اس زمانہ میں طالبان حدیث روایت حدیث کی اجازت کے لئے در دولت پر حاضر ہوتے علامہ انہیں شرف تلمذ بخشتے اور مشہور کتابوں سے کچھ حدیثیں سنکر روایت حدیث کی اجازت سے سر فراز فرماتے تھے، شیخ عبدالوہاب شعرانی کا شمار اسی قسم کے تلامذہ میں ہے شیخ شعرانی کا بیان ہے۔

---

(۱) اوائل العلقمی از قاضی تاج الدین قلعی حنفی کی بحوالہ فہرس الفہارس والاثبات ج ا ص ۲۳

ارسل لی ورقة مع والدی باجازته لی بجمیع روایاته واجتمعت به مرة واحدة فقرأت علیه بعض احادیث من الکتب الستة و شیئا من المنهاج فی الفقة تبرکا ثم بعد شهر سمعت نا عیه ینعی موته فحضرت الصلوٰة علیه عندالشیخ احمد الا باریقی بالروضة عقب صلوٰة الجمعة (۱)

(علامہ موصوف نے) میرے والد کے ہاتھ مجھے اپنی تمام مرویات و تالیفات کی اجازت تحریر فرما کر بھیجی پھر علامہ کی وفات سے کچھ پہلے میں مصر آیا اور مجھے بھی ایک مرتبہ ہمنشینی کی سعادت حاصل ہوئی میں نے علامہ سے صحاح ستہ کی چند حدیثیں اور فقہ میں المنہاج کا کچھ حصہ برکت کی غرض سے پڑھا اس کے ایک مہینہ کے بعد موت کی خبر کی منادی کرنے والے نے ان کی موت کی خبر سنائی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے میں بھی بعد نماز جمعہ شیخ احمد باریقی کے پاس روضہ میں حاضر ہوا۔

وفات

علامہ سیوطی کو آخر عمر میں دائیں بازوں میں درد ہوا اور ورم آگیا تکلیف روز بروز بڑھتی گئی ایک ہفتہ بڑی تکلیف سے بسر ہوا' اس مرض میں شب جمعہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ھ کو اپنے مکان واقع روضۃ المقیاس میں وفات پائی حسب تصریح غزی انتقال کے وقت علامہ کی عمر ۶۱ سال ۱۰ مہینے اور اٹھارہ دن تھی (۲) جنازہ میں عوام و خواص سب نے شرکت کی' جمعہ کے دن قرافہ کے باہر حوش قوصون میں دفن کیے گئے۔

---

(۱) ملاحظہ ہو ذیل طبقات للشعرانی بحوالہ الامام السیوطیؒ مطبعہ سلفیہ' قاہرہ ۱۳۹۶ھ ص ۴

(۲) ملاحظہ ہو الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۳۱

ان کی وفات کی خبر ممالک اسلامیہ میں پہنچی تو وہاں غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی محدث شام حافظ محمد ابن طولون المتوفی ۹۵۳ھ کا جن کو علامہ سیوطیؒ سے کتابۃً روایت حدیث کی اجازت بھی حاصل ہے بیان ہے کہ پنجشنبہ ۱۵ رجب ۹۱۱ھ کو شیخ جلال الدین سیوطی کی وفات کی خبر مشہور ہوئی اور بعد نماز جمعہ جامع اموی دمشق میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی (۱) وفات کے تین سو برس بعد ۱۲۱۱ھ میں ان کے مزار پر قبہ تعمیر کیا گیا شیخ علی مبارک روجی المتوفی ۱۳۱۱ھ کا بیان ہے۔

دفن بحوش قوصون خارج باب القرافة و قبره ظاهر يزار و عليه قبة و على باب القبة تاريخ عمارة جرت فيها سنة احدى عشرة و مأتين والف و يعمل له بها مولد كل سنة في شعبان (۲)

حوش قوصون میں در قرافہ کے باہر ان کو دفن کیا گیا ان کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے ' مزار پر ایک قبہ ہے قبہ کے دروازہ پر تاریخ تعمیر ۱۲۱۱ھ تحریر ہے ' ان کا یوم ولادت ہر سال ماہ شعبان میں منایا جاتا ہے۔

باب قرافہ کے باہر حوش قوصون میں مدفون ہونے پر تمام تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے لیکن حوش قوصون میں کس جگہ دفن ہیں اس میں عصر حاضر کے تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے تیمور پاشا نے قبر الامام السیوطی کے نام سے جو مختصر رسالہ لکھا ہے اس میں حوش قوصون کے اندر جامع کبیر کے پاس مدفن بتایا

---

(۱) مفاکہۃ الخلان فی حوادث الزمان طبع قاہرہ ۱۳۸۱ھ ج ۱ ص ۱۵

(۲) الخطط التوفيقية الجديدة لمصر القاهرة و مدنها و بلادها القديمة والشهيرة طبع اولى بولاق مصر ۱۳۰۶ھ ج ۶ ص ۵۰

ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ اب یہاں تمام قبروں کے آثار مٹ گئے ہیں صرف ان کی قبر پر ایک قبہ باقی رہ گیا ہے یہی علامہ سیوطی کی قبر کا نشان ہے یہ مقام آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے، لیکن شیخ محمد زاہد کوثری کی تحقیق ہے کہ حوش قوصون میں قلعہ کے نیچے مدفون ہیں(۱)

ان کی وفات پر شاعروں نے بڑے پردرد مرثیہ کہے تھے شیخ عبدالباسط بن خلیل حنفی نے بارہ شعروں پر مشتمل ایک بہت پُردرد مرثیہ لکھا ہے جس کو حافظ ابن طولون نے مفاکہتہ الخلان میں نقل کیا ہے اور اس کے حوالہ سے مؤرخ غزی نے اس کو الکواکب السائرہ میں درج کیا ہے اس کے چند شعر ہدیہ ناظرین ہیں۔

مات جلال الدین غیث الوریٰ　　مجتهد العصر امام الوجود

جلال الدین وفات پاگئے جو مخلوق کے حق میں ابر کرم تھے، مجتہد دوراں اور امام خلق تھے۔

وحافظ السنة مهدی الهدی　　و مرشد الضال بنفع الوجود

اور حافظ سنت اور راہ ہدایت کے ہادی تھے، اور گمراہ کیلئے فیض رساں رہبر تھے

فیا عیونی انهملی بعده　　ویا قلوب انفطری بالوقود

اے میری آنکھو! ان کے بعد برابر روتی رہو اور اے قلوب آتش فراق سے پھٹ جاؤ۔

صبرنا الله علیها واولاده　　نعیماً حل دار الخلود

---

(۱) ذیل طبقات الحفاظ للذہبی (ترجمہ المصنف از محمد زاہد کوثری) طبع دمشق ۱۳۴۷ھ ص ۱۰

اس مصیبت پر اللہ تعالیٰ ہم کو اور ان کی اولاد کو صبر عطا فرمائے کیونکہ وہ غیر فانی جنت میں پہنچ گئے ہیں۔

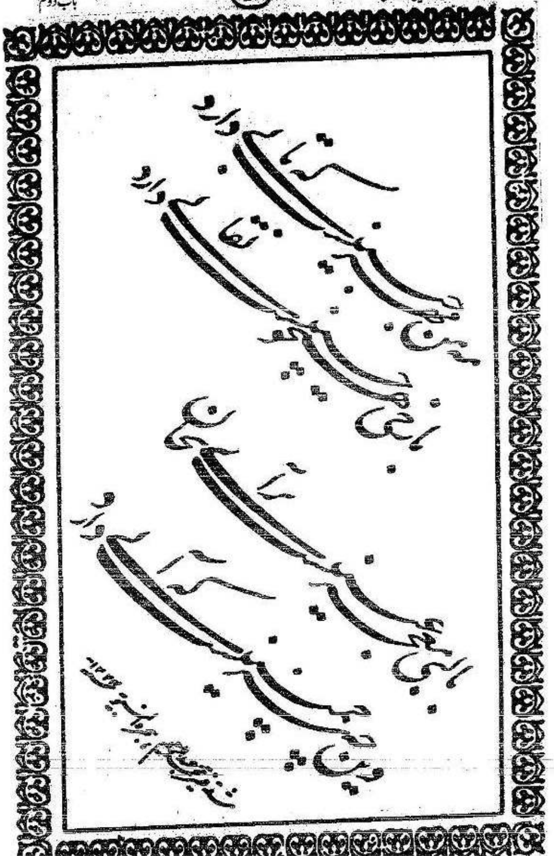
وعمه منه بوبل الرضی والغیث بالرحمة بین اللحود (۱)

رضائے الٰہی کی موسلا دھار بارش ان پر برسے اور مزار پر باران رحمت ہو۔

ان کی ہر دلعزیزی اور قبولیت کا یہ عالم تھا کہ غسال نے غسل دینے کے بعد جب ان کی قمیص اور ٹوپی لی تو تبرک سمجھ کر کسی نے قمیص پانچ دینار اور ٹوپی تین دینار میں غسال سے خرید لی تھی۔

---

(۱) ملاحظہ ہو مفاکہۃ الخلان ص ۳۰۲ اور الکواکب السائرہ ج ا ص ۲۳۱



باب سوم

اخلاق وعادات

علامہ سیوطیؒ زہد وورع، صبر واستقامت اور عفو ودرگزر کے مجسم پیکر اور فضائل اخلاق کی مکمل تصویر تھے وہ نہ دشمنوں سے انتقام لیتے اور نہ دولت کی کوئی حقیقت سمجھتے تھے، شاہان وقت کے تحائف بھی واپس کرنے میں تامل نہ فرماتے تھے، وقار علمی اور عزت نفس کو کسی موقع پر ٹھیس نہ لگنے دیتے تھے۔(۱)

عبادت وریاضت

عبادت وریاضت اور تقویٰ وطہارت میں اعلیٰ درجہ پر ممتاز تھے، حافظ محمد بن طولون حنفی المتوفی ۹۵۳ھ کا بیان ہے :-

كان فى درجة المجتهدين فى العلم والعمل(۲)

علم وعمل میں مجتہدین کے مرتبہ ومقام پر پہنچے ہوئے تھے۔

اگر تہجد کبھی ناغہ ہو جاتی تو اتنا صدمہ ہوتا کہ بیمار پڑ جاتے تھے، سید انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں :-

كتب السيوطى انه كان اذا فات عنه التهجد مرض (۳)

شیخ سیوطی نے لکھا ہے کہ ان کی تہجد اگر رہ جاتی تو مارے صدمہ کے بیمار پڑ جاتے تھے۔

استغناء وبے نیازی

ایک زمانہ تک علامہ موصوف کے امراء وملوک سے مراسم رہے تھے، مگر

---

(۱) ملاحظہ ہو ذیل الطبقات للشعرانی بحوالہ الامام السیوطی، مطبعہ سلفیہ قاہرہ ۱۳۶۲ھ ص ۴

(۲) مفاکہۃ الخلان فی حوادث الزمان طبع قاہرہ ۱۹۲۶ء ص ۳۰۲

(۳) فیض الباری ج ۴ ص ۳۶۶ و شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ج ۸ ص ۵۳

جب سے ان کو تصوف سے شغف رہا استغناء کا وہ مقام حاصل ہوا جو اولیاء اللہ میں بھی کمتر بزرگوں کو حاصل ہو سکا ہے امراء و عمائد سلطنت ان کے در دولت پر حاضر ہوتے مگر علامہ اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کرتے وہ تحفے تحائف پیش کرتے اور علامہ واپس کرتے تھے۔

ایک مرتبہ سلطان اشرف قانصوہ غوری نے جسے علامہ سے بڑی عقیدت تھی خواجہ سرا اور ہزار دینار بھیجے' علامہؒ موصوف نے دینار واپس کی اور خواجہ سرا کو آزاد کر کے روضہ نبوی میں خادم مقرر کیا اور سلطان کے قاصد سے فرمایا کہ اب کبھی ہمارے پاس تحفے نہ لانا' اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قسم کے تحفوں سے مستغنی کیا ہے سلطان وقت نے کئی مرتبہ ان کو بلوایا مگر وہ ایک مرتبہ بھی نہیں گئے۔

فضل و کمال

علامہ سیوطیؒ علمی و مذہبی دونوں کمالات کے اعتبار سے ان ائمہ اسلام میں سے تھے جن کے فضل و کمال اور جلالت علمی پر تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے شیخ الاسلام محمد غزی المتوفی ۱۰۶۱ھ نے الکواکب السائرہ میں ان کا تذکرہ ان الفاظ سے کیا ہے ۰

الشیخ العلامۃ الامام المحقق المدقق المسند الحافظ شیخ الاسلام جلال الدین . صاحب المؤلفات الجامعۃ و المصنفات النافعۃ (۱)

مؤرخ ابن العماد حنبلی متوفی ۱۰۸۹ھ نے "المسند المحقق المدقق صاحب المؤلفات الفائقۃ النافعہ" (۲) سے ان کے ذکر کا آغاز کیا ہے حافظ شمس الدین محمد بن طولون نے

---

(۱) ملاحظہ ہو الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۶

(۲) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ج ۸ ص ۵۲

مفاکہۃ الخلان فی حوادث الزمان میں لکھا ہے۔ کان بارعًا فی الحدیث و غیرہ من العلوم(۱) (وہ علوم حدیث وغیرہ میں ماہر تھے)اور سید مرتضٰی بلگرامی المتوفی ۱۲۰۵ھ علامہ موصوف کو "خاتمۃ المتاخرین فی سائر الفنون" (۲) کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

قاضی محمد بن علی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ، البدر الطالع میں علامہ کی نسبت فرماتے ہیں :-

الامام الکبیر صاحب التصانیف . برزفی جمیع الفنون و فاق الاقران واشتهر ذکره و بعد صیتة (۳)

امام کبیر' صاحب تصانیف تمام علوم میں ممتاز اور اپنے معاصرین سے فائق تھے' دور دوران کا چرچا اور شہرہ تھا۔

حافظ سید عبدالحیٰ کتانی فہرس الفہارس والاثبات میں لکھتے ہیں۔

هذا الرجل كان نادرة من نوادر الاسلام فی القرون الاخیرة حفظاً و اطلاعاً و مشاركة و كثرة تالیف (۴)

سیوطی اس اخیر دور میں حفظ و اطلاع علوم سے وابستگی اور کثرت تالیفات میں اسلام کی نادرہ روزگار شخصیتوں میں سے تھے۔

حافظہ

علامہ سیوطی کو خدا نے حافظہ بھی غیر معمولی عطا کیا تھا لاکھوں حدیثیں

---

(۱) مفاکہۃ الخلان ص ۳۰۲

(۲) تاج العروس مادہ س۔و۔ط

(۳) البدر الطالع طبع قاہرہ ۱۳۴۸ھ

(۴) فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۲

زبانی یاد تھیں، محدث شمس الدین محمد بن قاسم بونی التوفی ۱۱۳۹ھ کے ثبت (فہرس شیوخ) میں مذکور ہے۔

انه حفظ ثلاثمأية الف حديث وكان مراده ان يجمع جميعها كلها في كتاب واحد(۱)

موصوف نے تین لاکھ حدیثیں یاد کی تھیں اور ان کا مقصد ان سب کو ایک کتاب میں جمع کرنا تھا۔

لیکن یہ بیان مبالغہ سے خالی نہیں، علامہ سیوطی نے تصریح کی ہے کہ انہیں دو لاکھ حدیثیں یاد تھیں، شمس الدین محمد داؤدی التوفی ۹۴۵ھ موصوف سے ناقل ہیں۔

اخبر عن نفسه انه يحفظ مئتي الف حديث قال ولو وجدت اكثر لحفظته قال ولعله لو يوجد على وجه الارض الآن اكثر من ذالك(۲)

کہ سیوطی نے اپنے متعلق بیان کیا تھا کہ انہیں دو لاکھ حدیثیں یاد ہیں، اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر مجھے اس سے زیادہ حدیثیں ملی ہوتیں تو میں ان کو بھی یاد کر لیتا، ان ہی کا قول ہے کہ اب روئے زمین پر شاید اس سے زیادہ حدیثیں موجود نہیں۔

حفاظ حدیث میں علامہ سیوطی کا پایہ اتنا بلند ہے کہ متاخرین علماء میں حفظ حدیث کا ان پر خاتمہ ہے علامہ حافظ شہاب الدین احمد خفاجی التوفی ۱۰۶۹ھ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض میں رقم طراز ہیں۔

الحافظ وصف لكل من اكثر رواية الحديث و اتقنها وقد انقطع

---

(۱) ثبت البونی بحوالہ فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۲

(۲) الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۸ و شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۳

هذا فی عصر ناو کان اخر الحفاظ السیوطی والسخاوی (۱)

حافظ ہر اس عالم کا وصف ولقب ہے جس نے کثرت سے حدیثیں روایت کیں اور اس میں اتقان وپختگی حاصل کی، ہمارے زمانے میں یہ بات جاتی رہی، آخری زمانے میں علامہ سیوطیؒ اور سخاویؒ حافظ گزرے ہیں۔

وسعت نظر

علامہ سیوطی کو علوم اسلامیہ میں درک حاصل تھا اور ان علوم میں ان کی حذاقت ومہارت تمام معاصرین میں مسلم ہے علوم حدیث میں وسعت نظر، کثرت معلومات میں بھی ان کا مرتبہ اپنے معاصرین میں سب سے بلند ہے، ان کے سوانح نگار شمس الدین داؤدی المتوفی ۹۴۵ھ کا بیان ہے۔

کان اعلم اهل زمانه بعلم الحدیث و فنونه و رجاله و غریبه و استنباط الاحکام منه (۲)

علامہ سیوطی علم حدیث، فنون حدیث، رجال، غریب حدیث اور حدیث سے احکام کے استنباط میں اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ نے بھی طبقات الصغریٰ میں علامہ کے متعلق یہی الفاظ نقل کئے ہیں (۳) شیخ شمس الدین داؤدی اور علامہ شعرانی کے مذکورہ بالا بیان کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ علوم حدیث میں ان کا اگر کوئی ہمسر

---

(۱) نسیم الریاض طبع قاہرہ ج ۱ ص ۴۳

(۲) ملاحظہ ہو الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۸ وشذرات الذہب ج ۸ ص ۵۳

(۳) فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۳

قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ حافظ شمس الدین سخاوی ہیں' حافظ سخاوی کے علوم میں اتقان و پختگی زیادہ پائی جاتی ہے تحریر میں شان ایجاز و جامعیت بھی ہے' مگر کثرت معلومات اور وسعت نظر میں حافظ سخاوی علامہ سیوطی کو نہیں پہنچتے متاخرین علماء میں اصول حدیث کی جیسی خدمت حافظ سخاوی اور علامہ سیوطی نے کی ہے اس میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہیں' حافظ سخاوی نے الفیہ عراقی کی نہایت مفید و جامع شرح فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث لکھی جس پر خود ان کو ناز ہے' فرماتے ہیں۔

فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث وهو مع اختصار فی مجلد ضخم و سبك المتن فیه علی وجه بدیع لا یعلم فی هذا الفن اجمع منه ولا اکثر تحقیقاً لمن تدبره (۱)

فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث مختصر ہونے کے باوجود ایک ضخیم جلد بن گئی ہے' اس میں متن کتاب کو نہایت خوبی کے ساتھ انوکھے طریقے پر پیش کیا گیا ہے' جو بھی اس میں غور و فکر کرے گا وہ سمجھ لے گا کہ اس فن میں یہ سب سے زیادہ جامع اور محققانہ کتاب ہے۔

علامہ سیوطی نے امام نوویؒ کی کتاب التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر والنذیر کی شرح تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی کے نام سے مرتب کی ہے' یہ دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں' اور حق یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں کمال فن کا شاہکار ہیں' اگر دقت نظر میں حافظ سخاوی کا پایہ بلند ہے تو وسعت نظر اور کثرت معلومات میں علامہ سیوطی کا مقام بہت اونچا ہے' بلکہ تدریب الراوی میں بعض ایسی بحثیں بھی ہیں جن سے حافظ سخاوی کی کتاب فتح المغیث یکسر خالی ہے۔

---

(۱) ملاحظہ ہو ترجمہ صاحب الضوء اللامع' طبع قاہرہ ۱۳۵۴ھ ص ۱۶

احادیث مشتہرہ(۱) کے موضوع پر حافظ سخاوی نے "مقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ" لکھی تو علامہ سیوطی نے "الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ" ترتیب دی، یہ دونوں کتابیں بھی اپنے موضوع پر بہت خوب ہیں اور زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں حافظ سخاوی کی کتاب زیادہ جامع ہے لیکن علامہ سیوطی کی کتاب معلومات کے اعتبار سے مقاصد الحسنہ سے بالکل مختلف ہے مورخ ابن العماد حنبلی المتوفی ۱۰۸۹ھ کا بیان ہے۔

هو احمع واتقن من كتاب السيوطى المسمى بالجواهر المنتشرة فى الاحاديث المشتهرة و فى كل منهما ما ليس فى الآخر (۲)

یہ (مقاصد حسنہ) علامہ سیوطی کی کتاب سے جس کا نام جواہر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرہ ہے، زیادہ جامع اور ٹھوس کتاب ہے لیکن ہر ایک میں معلومات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

متون احادیث میں علامہ سیوطی کی الجامع الکبیر کی کوئی نظیر نہیں۔

وسعت نظر اور کثرت معلومات میں علامہ سیوطی کا پایہ حافظ ابن حجر عسقلانی سے بھی فی الجملہ بلند ہی ہے، شیخ عبدالوہاب شعرانی نے طبقات الصغریٰ میں لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے متعدد حدیثوں کی تبییض کی تھی لیکن ان حدیثوں کے مراتب اور مخرجین حدیث کا علم ان کو نہ ہو سکا تھا، علامہ سیوطی نے ان کی تخریج کی اور ان کے مراتب حسن وضعیف وغیرہ کو بیان کیا۔

---

(۱) احادیث مشتہرہ سے مراد وہ مشہور حدیثیں ہیں جو زبان زد خاص وعام ہوں اور ان کی سند ثابت نہ ہو یا سند میں کلام ہو۔

(۲) ملاحظہ ہو شذرات الذہب فی اخبار من ذہب طبع قاہرہ ۱۳۵۱ھ ج ۸ ص ۱۶

شیخ الاسلام تقی الدین ارجاقی نے کچھ ایسی حدیثیں جن کی حافظ ابن حجر عسقلانی نے تبییض کی تھی اور وہ ان کے مرتبہ و مقام کو متعین نہیں کر سکے تھے بلکہ راویان حدیث کو بھی الٹ پلٹ کر دیا تھا' وہ ان حدیثوں کو علامہ سیوطی کے پاس لے کر گئے انہوں نے ان کو دیکھ کر بتایا کہ فلاں فلاں کتابوں میں موجود ہیں' اور ان کا درجہ یہ ہے شیخ الاسلام ارجاقی نے ان کے ہاتھوں کو چوم لیا اور فرمایا۔

واللہ ما کنت اظن انك تعرف شیئاً من هذا فاجعلنی فی حل طالما تغدیت و تعشیت بلحمك و دمك (۱)

واللہ میں یہ خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ آپ کو ان کے متعلق کچھ علم ہو گا میں نے آپ کی جو غیبت بھی کی ہو اس کو معاف کر دیجئے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے "بستان المحدثین فی تذکرۃ کتب الحدیث والمحدثین" میں حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ جلال الدین سیوطی میں نہایت عمدہ محاکمہ کیا ہے' فرماتے ہیں :-

"تصانیف ابن حجر زیادہ بر یکصد و پنجاہ کتاب است و بہتر و محکم تر از تصانیف جلال الدین سیوطی است زیرا کہ تصانیف جلال الدین سیوطی در عدد بیشتر است اما تصانیف ابن حجر اکثر کلان و کبیر الحجم واقع اند و مضامین جدیدہ و فوائد مفیدہ دارند بخلاف تصانیف جلال الدین سیوطی' چنانچہ بر عالم متبحر پوشیدہ نماند و اتقان و ضبط در علم حافظ ابن حجر بیشتر از علم جلال الدین سیوطی است' ہر چند در عبور و اطلاع فی الجملہ جلال الدین سیوطی زیادہ باشد" (۲)

---

(۱) فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۲

(۲) بستان المحدثین' نصرت المطابع دہلی ۱۲۹۳ھ ص ۱۲۸

ابن حجر عسقلانی کی ڈیڑھ سو سے زیادہ تصنیفات ہیں اور وہ جلال الدین سیوطیؒ کی تالیفات سے بہتر اور زیادہ پختہ و محکم ہیں جلال الدین سیوطیؒ کی تصانیف گو تعداد میں زیادہ ہیں لیکن ابن حجرؒ کی تصنیفات اکثر بڑی اور ضخیم ہیں اور نئے نئے مضامین اور مفید فوائد سے مالا مال ہیں سیوطیؒ کی تالیفات میں یہ باتیں نہیں ہیں چنانچہ یہ حقیقت تبحر عالم سے پوشیدہ نہیں، علم میں پختگی اور مضبوطی حافظ ابن حجرؒ کے یہاں سیوطیؒ کی بنسبت زیادہ ہے' اگرچہ وسعت نظر اور فی الجملہ آگہی سیوطی کے یہاں زیادہ ہے۔

ہفت علوم میں مہارت

یوں تو علامہ سیوطی جامع العلوم تھے لیکن سات علوم میں ان کو کمال حاصل تھا' ان کا خود بیان ہے کہ :

''اللہ تعالٰی نے مجھے سات علوم میں مہارت عطا کی ہے۔ ۱- تفسیر ۲- حدیث ۳- فقہ ۴- نحو ۵- معانی ٦- وبیان ۷- وبدیع' عرب اور بلیغوں کے طریقہ پر عجمیوں اور فلسفیوں کے طرز پر نہیں' میرا اعتقاد ہے اور مجھے یقین ہے کہ فقہ اور نقول کے علاوہ ان سات علوم میں اس مرتبہ پر پہنچا ہوں کہ اس پر میرے استادوں میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا اوروں کا ذکر ہی کیا ہے البتہ فقہ کے بارے میں ایسا نہیں کہہ سکتا اس میں میرے شیخ کو بڑی دسترس حاصل تھی اور ان کی نظر زیادہ وسیع تھی''

ان سات علوم سے کم مہارت' اصول فقہ' مناظرہ اور علم صرف میں ہے اس سے کم انشاء و فرائض میں اس سے کم قرأت میں اور سب سے کم طب میں ہے۔

علم حساب میرے لئے سب سے بڑا بوجھ ہے' میرے ذہن کو اس سے دور کی بھی مناسبت نہیں ہے جب حساب سے متعلق کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو گویا پہاڑ

اٹھانا پڑتا ہے ویسے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے مجھ میں اجتہاد کی شرطیں موجود ہیں یہ بات بطور شکر کہتا ہوں فخر کے طور پر نہیں دنیا میں کونسی چیز ہے جسے فخر یہ حاصل کیا جائے اب کوچ کا وقت قریب آگیا ہے بڑھاپا ظاہر ہو چکا اور زندگی کا خوشگوار حصہ گزر چکا ہے اگر میں کسی مسئلہ پر کوئی کتاب لکھنا چاہتا ہوں تو اس مسئلہ سے متعلق تمام اقوال مع دلائل عقلیہ ونقلیہ اور اس کے ماخذ اور مالہ وما علیہ کے لکھ سکتا اور مختلف مذاہب میں موازنہ کر کے تحریر کر سکتا ہوں اللہ کے فضل سے مجھے یہ قدرت حاصل ہے"(۱)

مسالک الحنفاء فی والدی المصطفےٰ میں لکھتے ہیں۔

وانی بحمد الله قد اجتمع عندی الحدیث والفقة والأصول و سائر الآلات من العربیة والمعانی والبیان وغیر ذالك فأنا أعرف کیف أتکلم و کیف أقول و کیف أستدل و کیف أرجح (۲)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ میں حدیث فقہ اصول وعربیت اور معانی وبیان سب جمع ہیں، میں جانتا ہوں کہ گفتگو کیسے کی جائے بات کیسے کہی جائے استدلال کس طرح کیا جائے ترجیح کس طرح دی جائے۔

علامہ سیوطیؒ کے اس بیان سے ان کی نیک نیتی، صاف گوئی اور راست گفتاری کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی خوبیاں اور خامیاں دونوں بے کم وکاست بیان کیں، مگر معلوم ہوتا ہے کہ جب علوم ہفت گانہ میں ان کے تبحر کا چرچا ہوا تو حاسدوں نے کہنا شروع کیا کہ ان کو اپنی ہمہ دانی کا بڑا دعویٰ ہے اور یہ اپنے آپ کو بہت بڑا عالم سمجھتے ہیں، اس قسم کے دعوے بھی کوئی عالم کرتا ہے؟

---

(۱) ملاحظہ ہو حسن المحاضرہ ج ا ص ۹۰ اور کتاب التحدث بنعمۃ اللہ ص ۲۰۳

(۲) مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ طبع دوم حیدر آباد دکن ۱۳۳۰ھ ص ۵۵ و ۵۶ نیز الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۴۲۹

اس اعتراض کی تردید میں علامہ نے الصواعق علی النواعق' نامی رسالہ لکھا جس میں بتایا ہے کہ مخالفین کا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ میرے اقوال کا تعلق فخر و تزکیۂ نفس سے نہیں ہے' اس قسم کی باتیں **تعریف العالم اذا جھل مقامه** (عالم کا اپنے آپ کو متعارف کرانا جب لوگ اس کے مقام و مرتبہ سے ناآشنا ہوں) کے قبیل سے ہیں' ایسی باتیں صحابہؓ و تابعینؒ سے بھی منقول ہیں اور پھر مقامہ مذکور میں صحابہ و تابعین کے وہ اقوال نقل کئے ہیں جن سے اس الزام کی پوری تردید ہو جاتی ہے (۱)

علامہ نے ابتدا میں منطق بھی پڑھی تھی مگر ان کو اس فن سے مناسبت کے بجائے کراہت ہو گئی' فرماتے ہیں۔

"زمانہ طالب علمی میں 'میں نے منطق بھی کچھ پڑھی تھی' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی کراہت میرے دل میں ڈالی اور میں نے سنا کہ ابن الصلاح نے اس کی تحصیل ناجائز قرار دی ہے تو میں نے اس کو چھوڑ دیا' اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں مجھے علم حدیث عطا کیا' جو علوم میں سب سے اشرف و افضل ہے (۲)

علامہ سیوطی کے مذکورۂ بالا بیان میں کراہت سے مراد عداوت ہے' اس کا اندازہ ان کے رسالہ "القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق" (۳) کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے یہ رسالہ کسی سائل کے سوال کا جواب ہے۔

---

(۱) ملاحظہ ہو کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۸۳ نیز اس بحث کے لئے دیکھو اعذب المناہل فی حدیث من قال انا عالم فھو جاہل (الحاوی للفتاویٰ)

(۲) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۹۰

(۳) رسالہ القول المشرق کتاب الحاوی للفتاویٰ میں شامل ہے' اس کی شرح محدث محمد سلی حضرمی المتوفی ۱۰۹۳ھ نے کی تھی جس کا تذکرہ محبی نے خلاصۃ الاثر ج ۳ ص ۳۳۸ میں کیا ہے۔ اسی وجہ سے غالباً حافظ عصر سید انور شاہ کشمیری نے فرمایا ہے۔ دعاء السیوطی ان یرزق الحذاقة فی ستة (سبعة) فنون قلت تلك الفنون تکون من فنون الدین والا فالفنون العقلية فانه كان قائلا بعدم جوازها (فیض الباری ج ۳ ص ۱۰۱) سیوطی کی یہ دعا کہ سات علوم میں مہارت عطا ہو میری رائے میں ان علوم سے مراد علوم دینیہ ہیں' کیونکہ وہ علوم عقلیہ کے جواز کے قائل نہیں تھے۔

"توحید باری تعالیٰ علم منطق کی معرفت پر موقوف ہے اور فن منطق کی تحصیل ہر مسلمان پر فرض ہے"

اس رسالہ میں موصوف نے یہاں تک لکھا ہے کہ منطق ناپاک اور خبیث علم ہے'اس سے دینی اور دنیوی کوئی فائدہ نہیں'اس کی تحصیل فضول اور اس کے ساتھ اشتغال وانہماک حرام ہے'علمائے دین مثلاً امام شافعی'امام الحرمین'غزالی'سلفی' ابن عساکر'ابن الاثیر'ابن الصلاح'عزابن عبدالسلام'ابو شامہ'نووی'ابن دقیق العید' ابو حیان'شرف الدین ومیاطی'ذہبی'طیبی اور مالکیہ میں سے قاضی ابوبکر بن العربی ابوبکر طرطوشی'ابو الولید باجی'ابو طالب مکی'ابن المنیر ابن رشد اور حنفیہ میں سے ابو سعید سیرانی'سراج قزوینی اور حنابلہ میں سے ابن الجوزی'سعد الدین حارثی اور تقی الدین ابن تیمیہ وغیرہ اس کی حرمت کے قائل ہیں(۱)ابن تیمیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں منطق کی مذمت کی ہے اور اس کے اصول و قواعد کو توڑا ہے'اس کا نام نصیحۃ ذوی الایمان فی الرد علی منطق الیونان ہے۔(۲)

علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی التوفی ۱۲۰۵ھ نے اتحاف السادۃ المتقین میں تصریح کی ہے کہ علامہ سیوطی کا یہ رسالہ دراصل ابن تیمیہ کی مذکورہ بالا کتاب کا

---

(۱) مذکورہ بالا علماء میں ایسے علماء کی تعداد کچھ کم نہیں ہے جو منطق و فلسفہ میں حاذق ہوئے ہیں اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان ائمہ دین میں سے اکثر کا مزاج اور انداز فکر معقولی ہو امام غزالی کی کتاب المستصفی جوان کی آخری تالیفات میں سے ہے اور اصول فقہ میں نہایت سلجھی ہوئی کتاب ہے'ان کے ابتدائی تیس صفحات کا مطالعہ بھی اگر کسی نے کیا ہے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ امام موصوف کی نظر میں منطق کا مرتبہ و مقام کیا ہے۔

(۲) یہ کتاب مکتبہ القیمہ بمبئی سے الرد علی اہل المنطق کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

مختصر ہے جس میں کہیں کہیں انہوں نے کچھ اضافے اور تفریعات کی ہیں، علامہ بلگرامی کا بیان ہے کہ ان کے معاصرین میں سے فقیہ ابو عبداللہ محمد بن عبدالکریم مغیلی جو ان کے گہرے دوست اور متبحر عالم تھے اور علامہ سیوطی کی نظر میں ان کا علمی پایہ اتنا بلند تھا کہ جب وہ کوئی کتاب لکھتے تو ان کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے جب "القول المشرق" ان کے پاس پہنچی تو انہوں نے اس کی تردید میں ایک رسالہ لکھا، سید مرتضٰی بلگرامی فرماتے ہیں :-

رد علیه المغیلی غایة الرد و بالغ فی الا نکار علیه وقال فی ذالك قصیدة منها

مغیلی نے ان کی پرزور تردید کی اور ان کے انکار میں مبالغہ سے کام لیا اور اس سلسلہ میں ایک قصیدہ بھی کہا ہے۔ جس کے چند شعر ہدیہ ناظرین ہیں :

سمعت بامر ما سمعت بمثله — و کل حدیث حکمه حکم اصله

میں نے ایک ایسی بات سنی کہ اس جیسی بات نہیں سنی تھی ہر بات کا حکم اس کی اصل کے اعتبار سے ہوتا ہے

ایمکن ان المرء فی العلم حجة — وینهیٰ عن الفرقان فی بعض قوله

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ایک شخص علم میں قابل حجت ہو اور وہ منطق سے جو خطاء اور صواب میں فرق کرنے والی ہو منع کرتا ہو

هل المنطق المعنی الا عبارة — عن الحق او تحقیقة حین جهله (۱)

منطق حق اور معقول بات سے عبارت ہے یا جہالت سے تحقیق تک پہنچنے کا نام ہے

(۱) ملاحظہ ہو اتحاف السادۃ المتقین مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۱ھ ج ۱ ص ۱۷۸

فن منطق کی تحصیل میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے البتہ اس میں ایسا انہماک جس سے احکام شریعت کی بجا آوری میں خلل آتا ہو بلاشبہ درست نہیں جن فقہاء نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے وہ بھی ایسی ہی صورت میں دیا ہے عنوان کتاب میں لفظ اشتغال بھی اسی حقیقت کا غماز ہے۔

حیرت ہے کہ علامہ سیوطی کو منطق و فلسفہ سے اس قدر بیر ہے' حالانکہ ان کو بھی نازک موقعوں پر اسی سے کام لینا پڑا ہے ان کے معاصر حافظ برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی شافعی التوفی ۸۸۵ھ جن کے علم و فضل اور جلالت قدر کا سب کو اعتراف ہے انہوں نے فلاسفہ کے اس قول "لیس فی الامکان ابدع مما کان" (۱) پر اپنی معرکۃ الآراء تالیف "دلالۃ البرھان علی ان فی الامکان ابدع مما کان" اور

---

(۱) یہ ایک نہایت معرکۃ الآراء علمی مسئلہ ہے جس پر اتحاف السادۃ المتقین میں حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی التوفی ۱۲۰۵ھ نے کم و بیش چھبیس صفحات میں نہایت محققانہ بحث کی ہے یہاں اس کے متعلق اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ جب یہ تسلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے' ہر چیز کا اس کو علم ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے تو پھر یہ کہنا کہ لیس فی الامکان ابدع مما کان (کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کو جس نادر نمونہ پر بنایا ہے اس سے بہتر بنانا اس کے امکان میں نہیں) صحیح نہیں کیونکہ اس امر کے تسلیم کرنے سے اس کی قدرت پر حرف آتا ہے اس کو عاجز ماننا پڑتا ہے بخل کا الزام بھی عائد ہوتا ہے جو اس کی جود و سخا کے خلاف ہے اور ظلم بھی ہے جو عدل کے منافی ہے' اسی وجہ سے معتزلہ نے اولیٰ و اصلح اور بہتر کی رعایت کو باری تعالیٰ کے لئے واجب کہا ہے۔

اہل السنت والجماعت اصلح کی رعایت کو مانتے ہیں لیکن اس کو واجب نہیں کہتے ہیں بلکہ اس کا تعلق فضل کے قبیل سے قرار دیتے ہیں' اس طرح فلسفہ کا یہ مسئلہ اسلامی عقائد سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے' اور یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے (جاری ہے)

''تھدیم الارکان من لیس فی الامکان ابدع مما کان ''میں بڑے ٹھوس اور علمی اعتراضات کر کے اس مسئلہ کی حقیقت کو بے نقاب کیا اور بتایا ہے کہ یہ عقیدہ اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے' امام غزالی نے چونکہ سب سے پہلے اس مسئلہ کو اپنی کتابوں میں جگہ دیکر اسلامی عقیدہ کا رنگ دیا تھا جس پر بڑا ہنگامہ ہوا تھا' علامہ بقاعی کی اس بحث نے تکفیر غزالی کے مسئلہ کو نویں صدی ہجری میں ایک مرتبہ پھر سے زندہ کیا' اور سچ بات یہ ہے کہ علامہ بقاعی کے وزنی اعتراضات نے اس وقت کے اہل علم کو جولدہی سے عاجز کر دیا تھا حافظ سخاوی اس مسئلہ میں علامہ بقاعی کے

جس حالت پر بنایا ہے وہی اس کے لئے سب سے بہتر شکل ہے' اللہ تعالیٰ حکیم ہے' وہی اس کی حکمت کو خوب سمجھتا ہے ہم اس امر کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس کی ضد نہیں بنائے گا بلکہ ہم کہتے ہیں کہ بعد میں اگر اس کے خلاف پایا جائے گا تو وہ اس زمانہ میں اس کیلئے پہلے سے بہتر ہو گا یعنی ہر موجود اپنے وقت میں اپنے خلاف اور ضد کے اعتبار سے بدیع و بہتر ہے بہت سی اضداد جو یکے بعد دیگرے پائی جاتی ہیں ان میں ہر ایک اپنے وقت کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے بالفاظ دیگر ہر وہ چیز جو ایک وقت میں پائی گئی وہ پہلے والی شئی سے بہتر ہے اور اس میں جو حکمت مضمر ہے اس کو وہی خوب جانتا ہے یوں سمجھو تمام کافروں کو مومن بنانا اس کی قدرت میں ہے' لیکن اس نے مومن و کافر بنائے جو اس کی حکمت کے اعتبار سے نہایت بدیع ہے' اور یہ قضاو قدر کا وہ راز سربستہ ہے جس کا افشا منظور نہیں' بظاہر اس میں حکمت کا ایک یہ پہلو بھی ہے کہ اگر کفر نہ ہوتا تو ایمان کی قدرو قیمت کا اندازہ کیونکر ہو سکتا تھا' معصیت نہ ہوتی تو طاعت کی قدر کیسے ہوتی یہی بعض اسرار اس کی سب سے زیادہ بدیع و بہتر ہونے کے شاہد ہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے جو بہتر و اصلح اور زیادہ بدیع تھا وہ بنایا اور یہ سب کچھ اس کے فضل سے ہوا ہے' ایسا کرنا اس پر واجب نہیں تھا اس وجہ سے اہل السنّت والجماعت اہل طاعت کا جنت میں دخول اس کے فضل کے قبیل سے مانتے ہیں' اس پر واجب نہیں کہتے۔

پہلے ہم نوا تھے' علمائے وقت نے اس موقعہ پر علامہ سیوطی سے اس کی تردید لکھنے پر اصرار کیا مگر باایں ہمہ تبحر علمی اور وسعت نظر وہ تردید کرنے سے کتراتے رہے' آخر استخارہ کے بعد علامہ بقاعی کی تردید میں قلم اٹھایا اور" **تشیید الارکان من لیس فی الامکان ابدع مم کان**" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں مسئلہ کی وضاحت اور امام غزالی کی حمایت کا حق ادا کر دیا' موصوف کی تالیفات میں یہی ایک رسالہ ان کی ژرف نگاہی' دقت نظر اور متکلمانہ شان کا پتہ دیتا ہے' اتحاف السادۃ المتقین میں حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی جیسے متکلم اور وسیع النظر عالم نے **لیس فی الامکان ابدع مما کان** کی بحث میں موصوف کی اس معرۃ الآرا بحث سے کچھ استفادہ کرنے کے بعد ان الفاظ میں داد دی ہے :-

رد علیہ الحافظ السیوطی فاحسن واجاد (۱)

حافظ سیوطی نے ان کی بہت بہتر اور نہایت عمدہ تردید کی۔

ایک اور موقعہ پر لکھا ہے :-

ذکر فیہ اشیاء نفیسۃ و تحقیقات بدیعۃ واستدل علی المطلوب بکلام الائمۃ واحادیث واثار واحسن فیہ غایۃ الاحسان وقد ادرج غالب ما اوردہ فی اثناء ماتقدم من سیاق علی حسب المناسبۃ (۲)

سیوطی نے اس رسالہ میں نہایت عمدہ باتیں اور نادر تحقیقات پیش کی ہیں' اور مدعا کو احادیث و آثار اور ائمہ کے کلام سے ثابت کیا ہے جو بیان کیا ہے بڑی خوبی سے بیان کیا

---

(۱) ملاحظہ ہو اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۴۴۴ کتاب التحدث بنعمۃ اللہ' ص ۱۸۷
(۲) اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۴۵۶

ہے' میں نے اس کا اکثر حصہ حسب موقعہ گزشتہ اوراق میں نقل کر دیا ہے۔
آگے یہاں تک لکھ گئے ہیں :-

قلت جواب السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فی غایۃ التحریر والا تقان لو اطلع علیہ المعترض لھدرت شقشقتۃ(۱)

میں کہتا ہوں سیوطیؒ کا جواب پر زور و مدلل ہے' اگر معترض اس کو دیکھ لیتا تو اس کے منہ سے جھاگ نکل پڑتا۔

علامہ سیوطی کی اس تحریر میں ان کی منطق کی ابتدائی تحصیل کا بہت کچھ اثر نمایاں ہے' اس طرح سیوطی نے جب یہ فتویٰ دیا کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت بحالت بیداری ممکن ہے (۲) اور حافظ سخاوی نے اس کی تردید کی اور ان کے قول کے خلاف فتویٰ دیا (۳) اور اس حد تک تجاوز کر گئے کہ اس کو ناممکن اور محال تک لکھا' سیوطی نے اس کی تردید میں جو شعر کہے ہیں وہ منطق و فلسفہ ہی کی زبان میں کہے ہیں' فرماتے ہیں

رؤیۃ الانبیا بعد الممات ادخلوھا فی حیز الممکنات

بعد وفات انبیاء علیہم السلام کی زیارت (بحالت بیداری) کو ممکنات کے باب میں داخل کرو

قل من قال انہ مستحیل اترک الخوض عنک فی الغمرات

---

(۱) ایضاً ص ۴۷۵

(۲) اس فتویٰ کا نام تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک ہے یہ رسالہ الحاوی للفتاوی کے ساتھ اور علیحدہ بھی شائع ہو گیا ہے

(۳) اس فتویٰ کا نام الارشاد والموعظۃ لزاعم رؤیۃ النبی ﷺ بعد موتہ فی الیقظہ ہے

جس شخص نے اس کو محال کہا ہے اس سے کہو کہ ایسی نازک اور دقیق
بات میں غور و خوض کرنا چھوڑو۔

انت لا تعرف المحال ولا   الممکن لا ما بالغیر او بالذات
کیونکہ تم نہ محال کو سمجھتے ہو اور نہ ممکن کو۔ نہ ممکن بالغیر سے واقف
ہو اور نہ ممکن بالذات سے

فاحترز ان تزل زلۃ کفر   و توقی مواقع الزلات
تم بچو، کہیں تمہاری لغزش کفر کی لغزش نہ ہو جائے۔ اور لغزش
کے مقامات پر محتاط رہو۔

اس پر بھی علامہ سیوطی کا یہ فرمانا کہ اس فن کی تحصیل سے دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں صداقت سے بعید ہے علم کلام اور اصول فقہ جو نہایت دقیق فن ہیں جن سے واقفیت کے بغیر کوئی شخص ماہر عالم نہیں ہو سکتا یہ فن منطق سے آگاہی کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے، متاخرین علماء کی کتابیں مصطلحات منطق سے واقفیت کے بغیر کوئی شخص کیونکر سمجھ سکتا ہے، غالباً اس وجہ سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جن کا مقام تفقہ، دقت نظر اور جامعیت میں علامہ سیوطی سے کم نہیں ہے اس دور میں منطق کو شرائط اجتہاد میں سے قرار دیا ہے، موصوف فتاویٰ عزیزی میں رقم طراز ہیں۔

"باجملہ اگر کسے ایں وقت اجتہاد خواہد چند چیز را بر خود لازم گیرد تا روبروئے رب العالمین مالک یوم الدین شرمندہ نشود۔ "اول جودت فہم و ملکہ تدقیق در استنباط از کتب عربیت و قواعد منطق و ضوابط فہم و تکمیل و تحصیل دریں کتب(۱)

---

(۱) ملاحظہ ہو مجموعہ فتاویٰ عزیزی، مطبع مجتبائی ۱۳۱۱ھ ص ۱۷۵

فی الجملہ اگر کوئی عالم اس وقت اجتہاد کرنا چاہے تو چند باتوں کا اپنے آپ کو پابند سمجھے تاکہ رب العالمین کے سامنے بروز قیامت شرمندہ نہ ہو۔ اوّل فہم و ادراک بہت اچھا ہو' مسائل کے استنباط میں ملکہ تامہ حاصل ہو' صرف و نحو اور قواعد منطق و ضوابط فہم سے متصف ہو نصاب کتب کی تحصیل و تکمیل کر چکا ہو۔

جامع شریعت و طریقت

علامہ سیوطی بلند پایہ مفسر' محدث' فقیہ' ادیب اور مورخ ہی نہ تھے بلکہ بہت بڑے صوفی اور صاحبِ حال بزرگ و زاہد بھی تھے' اللہ تعالیٰ نے انہیں شریعت و طریقت دونوں کا جامع بنایا تھا' انہوں نے اس کے ثبوت میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام شعلۃ نار (شعلہ نار) ہے' حاجی خلیفہ التوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں لکھتے ہیں۔

شعلة نار حقق فيها قوله جمعت له الشريعة والحقيقة (۱)

شعلہ نار میں موصوف نے اپنے اس قول کی کہ مجھے شریعت و حقیقت کا جامع بنایا گیا ہے ثبوت پیش کیے ہیں

علامہ کے مقامات عالیہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کو دربار رسالت میں حضوری کا مقام حاصل تھا' بحالت بیداری رسالت مآب ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی تھی' یہ وہ مقام ہے جو اکابر اولیاء اللہ میں بھی شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے' شیخ عبدالوہاب شعرانی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ جلال الدین سیوطی کے ہاتھ کا لکھا ہوا

(۱) ملاحظہ ہو کشف الظنون جلد ۲ ک ۱۰۴۸

خط ان کے ایک شاگرد شیخ عبد القادر شاذلی کے پاس دیکھا جو انہوں نے اپنے اس دوست کو لکھا تھا جس نے ان سے سلطان قایتبای سے کسی معاملہ میں سفارش کی درخواست کی تھی' اس میں علامہ موصوف نے اس بات کو نہایت وضاحت سے لکھا ہے۔

اعلم یا اخی (اننی) قد اجتمعت برسول اللہ ﷺ الی وقتی ھذا خمسا و سبعین مرۃ یقظۃ و مشافھۃ ولو لا خوفی من احتجاجۃ ﷺ عنی بسبب دخولی للو لاۃ لطلعت القلعۃ و شفعت فیك عند السلطان وانی رجل من خدام حدیثۃ ﷺ واحتاج الیہ فی تصحیح الاحادیث التی ضعفھا المحدثون من طریقھم ولا شك ان نفع ذالك ارجح من نفعك انت یا اخی (۱)

میرے بھائی ! یہ بات تمہارے علم میں ہے کہ اس وقت تک مجھے بیداری میں پچھتر ۷۵ مرتبہ رسالت مآب ﷺ کی زیارت ہوئی۔ اور ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا ہے اگر حکام کے یہاں حاضری پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے باز پرس کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں قلعہ شاہی میں جاکر والیان امور سے تمہاری سفارش کرتا لیکن میں خادمان حدیث رسول اللہ ﷺ سے ہوں اور جن حدیثوں کو محدثین نے اپنے طریقہ سے ضعیف قرار دیا ہے ان کی تصحیح کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی طرف مجھے احتیاج ہے برادر من! اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا فائدہ تمہارے فائدہ کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ کی نظر میں جماعت کا فائدہ فرد کے فائدہ سے زیادہ اہم تھا غالبًا اس وجہ سے مفتی غلام سرور لاہوری نے علامہ موصوف کا تذکرہ

---

(۱) المیزان الشعرانیہ طبع سوم ج ۱ ص ۳۸۔۳۹

خزینۃ الاصفیا میں نقل کیا ہے(۱)

شعروشاعری

علامہ سیوطی کو شعر و سخن کا مذاق بھی تھا(۲) بہت سے اشعار ان سے یادگار ہیں' ان کے شعر بیشتر قواعد علمیہ پر مشتمل ہیں' مورخ غزی کا بیان ہے۔

وله شعر كثير و اكثره متوسط وجيده كثير و غالبه في الفوائد العلمية والا حكام الشرعية (۳)

ان کے شعر بہت ہیں اکثر متوسط درجہ کے ہیں اور عمدہ شعر بھی کچھ کم نہیں ہیں' زیادہ شعروں میں موصوف نے فوائد علمیہ اور احکام شرعیہ نظم کئے ہیں۔

فن شعر و سخن میں بھی ان کو دعویٰ ہے کہ جس کا اظہار اپنی تالیفات میں کیا ہے مثلاً شیخ تقی الدین شمنی حنفی کی وفات پر جو قصیدے کہے ہیں اس کے متعلق بغیۃ الوعاۃ میں لکھتے ہیں

وهي من غرر القصائد التي لا نظير لها (۴)

یہ قصیدہ ان شاندار قصیدوں میں سے ہے جس کی نظیر نہیں۔

---

(۱) ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیاء طبع نولکشور کانپور ۱۹۱۴ء ج ۲ ص ۳۲۷

(۲) حافظ سخاوی کا بیان ہے کہ اس فن میں موصوف نے شہاب الدین احمد بن محمد منصوری شافعی المتوفی ۸۸۷ھ وغیرہ سے مشق سخن کی ہے لیکن نظم العقیان میں علامہ موصوف نے شاعر عصر شہاب الدین منصوری کا تذکرہ کیا ہے' اور نمونہ کلام بھی کئی صفحات میں نقل کیا ہے مگر نسبت تلمذ کی طرف اشارہ تک نہیں کیا ہے۔

(۳) الکواکب السائرۃ ترجمہ سیوطی

(۴) بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ طبع قاہرہ ۱۳۲۶ھ ص ۱۶۵

بہت سے ارجوزے (منظومے) الحاوی للفتاوی میں منقول ہیں، جن میں سے بعض بہت خوب ہیں' الاتقان' تاریخ الخلفاء' الاشباہ والنظائر میں، بھی کہیں کہیں ان کی شاعری کے نمونے مل جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو شعر کہنے میں خوب ملکہ حاصل تھا۔

معاصرانہ چشمک

حافظ سیوطی اور شمس الدین سخاوی کے تعلقات ابتدا میں نہایت خوشگوار تھے مگر بعد میں کسی بات پر رنجش ہو گئی اور ۸۷۷ھ میں یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جامع شیخونیہ میں قاضی عیاض کی کتاب الشفافی حقوق المصطفٰی جب علامہ سیوطی کے حلقہ درس میں ختم ہوئی(۱) اور قاری کتاب برہان الدین نعمانی نے خاتمہ کتاب کی عبارت "وبخصنا بخصیصی زموۃ بنینا و جماعتۃ" میں بخصیصی کو یائے ساکنہ سے پڑھا تو علامہ موصوف نے ٹوکا کہ الف مقصورہ سے پڑھو' یہاں مقصورہ ہے الف ممدودہ کے ساتھ اس کا استعمال شاذ ہے'اس مجلس میں علامہ سیوطی کے شیخ علامہ کافیجی بھی موجود تھے انہوں نے بھی علامہ سیوطی کی تائید کی' برہان الدین نعمانی نے عرض کی یہاں دونوں طرح درست ہے' علامہ سیوطی نے فرمایااس مقام پر صرف ایک ہی وجہ درست اور صحیح ہے' برہان نعمانی نے صورت واقعہ لکھ کر شیخ امین الدین اقصرائی' شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی' شیخ سراج الدین عبادی' حافظ فخر الدین دیمی اور حافظ سخاویؒ جیسے فضلا کے پاس بھیجی' تو انہوں نے برہان نعمانی کی تصویب کی' برہان نے یہ تحریر اپنے استاد علامہ سیوطی کو دکھائی' انہوں نے سیبویہ سے لیکر

---

(۱) واضح رہے اس وقت علامہ سیوطی کی عمر ۲۸ سال کی تھی

روز آبادی تک تمام ائمہ لغت وادب کی کتابوں سے اس کا جواب لکھ کر (حافظ سخاوی کے علاوہ کیونکہ ان سے انہیں رجوع کی امید نہ تھی) مذکورہ بالا علماء میں سے ہر ایک کے پاس بھیجا انہوں نے اس سے اتفاق کیا' اور علامہ موصوف کے بیان کو صحیح تسلیم کیا' مگر برہان نعمانی پھر حافظ سخاوی کے پاس پہنچا انہوں نے اس کی تائید میں بہت کچھ لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تخصیصی کو یائے ساکنہ سے پڑھنا بھی درست ہے علامہ سیوطی نے حافظ سخاوی کی یہ تحریر دیکھ کر فرمایا جس کا مبلغ علم یہ ہو وہ تردید سے مستغنی ہے (۱) حافظ سخاوی کی یہ تحریر ان کے فتاویٰ حدیثیہ میں موجود ہے' علامہ خفاجی حنفی جو متاخرین علماء میں لغت وادب کے امام مانے جاتے ہیں ان کے پیش نظر علامہ سیوطی اور حافظ سخاوی دونوں کی تحریریں ہیں انہوں نے اس بحث میں حافظ سخاوی کو غلطی پر بتایا ہے (۲)

حافظ برہان الدین ابراہیم بقائی المتوفی ۸۸۵ھ مسند وقت محمد بن عبدالمنعم جوجری شافعی المتوفی ۸۸۹ھ قاضی ابوالوفاء ابراہیم بن عبدالرحمٰن کرکی المتوفی ۹۲۲ھ اور حافظ سخاوی وغیرہ بہت سے معاصرین سے' علامہ سیوطی کا علمی اختلاف اور معاصرانہ چشمک رہی' لیکن حافظ سیوطی اور حافظ سخاوی کی چشمک انتہا کو پہنچ گئی تھی' چنانچہ ایک دوسرے پر طنز اور ناروا حملے آج بھی کتابوں میں محفوظ ہیں' علامہ سیوطی کے مندرجہ ذیل دو مشہور شعر اسی دور کی یادگار ہیں۔

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھو (الویۃ النصر فی خصیصی بالقصر' یہ رسالہ بھی الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۲۸۰ میں ہے

(۲) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض' طبع آستانہ ۱۳۱۵ھ ج ۴ ص ۱۲۲و۱۳۱

قل للسخاوی ان تعروك مشكلة علمی كبحر من الامواج ملتهم

تو سخاوی سے کہہ دے کہ اگر کوئی (علمی) مشکل پیش آئے۔ تو میرا علم ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہے

والحافظ الديمی غيث الغمام فخذ غرفا من البحر او شفا من الديم (۱)

اور حافظ دیمی (علم کا) موسلا دھار ابر باراں ہے' تم ایک چلو سمندر سے لے لو یا لگاتار بارش سے کام دو بن کو تر کرو

اور مقامہ سندسیہ میں لکھتے ہیں :-

ان عزان يبلغ البحر الخضم روی ياليتة يستقی من وابل الديم (۲)

---

(۱) ملاحظہ ہو مقامات السیوطی طبع الجوائب ۱۲۹۸ھ ص ۹۶ نیز النور السافر عن اخبار القرن العاشر ص ۵۶ و ۵۷ اور تاج العروس مادہ دوم

(۲) ایضاً کتاب مذکور ص ۹۳ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تینوں علماء حافظ سخاوی' حافظ دیمی اور حافظ سیوطی جامعیت اور ہمہ دانی کے باوجود علوم حدیث میں ایک دوسرے سے ممتاز تھے' کسی بالغ نظر محقق عالم نے ان ارباب کمال میں نہایت منصفانہ محاکمہ کیا ہے' اور وہ ہدیہ ناظرین ہے۔

ان كلا من الثلثة كانا فرداً فی فنه مع المشاركة فی غيره فالسخاوی تفرد بمعرفة علل الحديث و الديمی باسماء الرجال والسيوطی بحفظ المتون (النور السافر ص ۵۷)

بلاشبہ یہ تینوں عالم تبحر علمی کے باوجود اپنے اپنے فن میں یکتائے زمانہ تھے' سخاوی علل حدیث کی معرفت میں یگانہ تھے' حافظ دیمی اسماء رجال میں ماہر تھے' اور سیوطی حفظ متون میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

اگر بڑے سمندر تک پہنچ کر اس کے لئے سیرابی دشوار تھی تو کاش وہ موٹی موٹی بوندوں والے ابر باراں سے سیرابی حاصل کر لیتا۔

بعض تذکرہ نگاروں نے اس رنجش کو منافست اور رشک قرار دیا ہے' قاضی محمد بن علی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ نے شیخ ابو بکر ابراہیم بقاعی المتوفی ۸۸۵ھ کے تذکرہ میں جن سے علامہ سخاوی کو رنجش تھی لکھا ہے :-

هذا من كلام الا قران في بعضهم لبعض بما يخالف الانصاف لما يجري بينهم من المنافسات تارة على العلم و تارة على الدنيا و كان المترجم له منحرفاً عن السخاوي و السخاوي منحرفاً عنه و جرى بينهما من المناقضة و المراسلة و المخالفة ما يوجب عدم قبول احدهما على الاخر(۱)

معاصرین کی باہمی منافست کی وجہ سے جس کا باعث کبھی علم اور کبھی دنیا ہوتی ہے ایک دوسرے کے خلاف غیر منصفانہ باتیں کر گزرتے ہیں صاحب تذکرہ اور حافظ سخاوی میں اسی قسم کی منافست تھی دونوں ایک دوسرے سے برگشتہ تھے ان کے مابین مراسلت' مخالفت اور ایک دوسرے پر اعتراض کی گرم بازاری رہی ہے جس نے ایک کی بات دوسرے کے حق میں ناقابل قبول بنادی ہے۔

شیخ محمد زاہد کوثری نے اس کا سبب علامہ سیوطی کے بلند بانگ دعوے کو قرار دیا ہے' فرماتے ہیں۔

ما ذنب السخاوي اليه الاقلة صبره ازاء الدعاوي العريضة (۲)

---

(۱) البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع' طبع قاہرہ ۱۳۴۸ھ ج اص ۲۰
(۲) ذیول تذکرۃ الحفاظ (مقدمہ ص ۸)

سخاوی کا اس کے سوا کوئی جرم نہیں کہ وہ سیوطی کے بلند بانگ دعووں پر ضبط نہ کر سکے

حافظ العصر سید انور شاہ کشمیری المتوفی ۱۳۵۲ھ نے حافظ سیوطی کے طبعی تشدد کو اس کا سبب بتایا ہے چنانچہ فیض الباری میں مذکور ہے۔

وكان متشددا في الكلام على بعض معاصريه ممن له شان (۱)

سیوطی بلند پایہ معاصرین پر کلام کرنے میں بہت متشدد تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ حافظ سخاویؒ معاصرین کے کمالات کے اعتراف میں فیاض نہیں تھے اور یہ بات انہوں نے اپنے استاد حافظ ابن حجر عسقلانی سے ورثہ میں پائی تھی چنانچہ انہوں نے الضوء اللامع میں اپنے اساتذہ اور تلامذہ کے علاوہ کسی معاصر کا تذکرہ اچھے الفاظ میں نہیں کیا ہے' سب کو ان سے اس بات کا گلہ و شکوہ ہے' مؤرخ مصر ابن ایاس المتوفی ۹۳۰ھ بدائع الزہور فی وقائع الدہور میں لکھتے ہیں :-

كان الحافظ شمس الدين السخاوى عالما فاضلا بارعاً في الحديث والتاريخ والف تاريخه' فيه اشياء كثيرة من المساوى في حق الناس (۲)

حافظ شمس الدین سخاوی عالم' فاضل اور حدیث و تاریخ میں ماہر تھے انہوں نے ایک تاریخ مرتب کی ہے جس میں لوگوں کی بڑی برائیاں کی ہیں۔

قاضی محمد بن علی شوکانی کا بیان ہے۔

والسخاویؒ وان كان اماماً غير مدفوع لكنه كثير التحامل على اكابر اقرانه كما يعرف ذلك من طالع كتابه (الضوء اللامع)

---

(۱) فیض الباری طبع قاہرہ ۱۹۳۸ء ج ۱ ص ۲۰۴

(۲) بدائع الزہور ج ۳ ص ۳۲۱

فانه لا یقیم لهم وزنا لا یسلم غالبهم من الحط منه علیه وانما یعظم شیوخه و تلامذته(۱)

سخاویؒ اگرچہ بالاتفاق امام تھے لیکن وہ اپنے اکابر معاصرین سے بہت تعصب رکھتے تھے جو ان کی کتاب الضوء اللامع کا مطالعہ کرے گا اس کو اس کا اندازہ ہو جائے گا کیونکہ وہ ان کے مرتبہ کا لحاظ نہیں رکھتے بلکہ ان میں سے اکثر سخاوی کی منقصت سے نہیں بچ سکے ہیں، یہ صرف اپنے اساتذہ اور تلامذہ کا تذکرہ عظمت سے کرتے ہیں

علامہ شوکانی، شیخ ابو العباس احمد المقریزی المتوفی ۸۴۵ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

مولفاته تشهد له بذالك وان حسده السخاوی فذالك دابه فی غالب اعیان معاصریة (۲)

مقریزی کی تالیفات ان کی جلالت علمی کی شاہد ہیں اگرچہ سخاوی کو اس امر سے انکار ہے ان کا اکثر نامور معاصرین کی معاملہ میں یہی طرز عمل ہے۔

قاضی شوکانی، سبط ابن حجر شیخ یوسف بن شاہین المتوفی ۸۹۹ھ کے حالات میں رقم طراز ہیں:۔

اما السخاوی فی الضوء اللامع فجری علی قاعدته المالوفة فی معاصریه واقرانه فترجم صاحب الترجمة بما هو محض السباب والا نتقاص لا بسبب یوجب ذلك بل لمجرد كونه كان یعترض علی جده الحافظ ابن حجر او یغلط فی بعض الاحوال كما هو شأن البشر (۳)

لیکن سخاوی الضوء اللامع میں معاصرین کے معاملہ میں اپنے مالوف پسندیدہ طریقہ پر

(۱) البدر الطالع ج ۱ ص ۳۴۳

(۲) ایضاً ج ۱ ص ۸۱

(۳) البدر الطالع ج ۲ ص ۳۵۵

عمل پیرا ہے' چنانچہ صاحب تذکرہ کے حالات میں بجز مخالفت اور برا بھلا کہنے کے اور کچھ نہیں کیا' یہ کسی ناگزیر سبب سے ایسا نہیں کیا بلکہ جرم یہ تھا کہ وہ اپنے دادا حافظ ابن حجر پر بھی اعتراض کرتے تھے یا اگر بتقاضائے بشریت ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اس کی گرفت کرتے تھے۔

محدث شوکانی نے شیخ محمد بن خیضری کے تذکرہ میں لکھا ہے :-

وقد ترجمة السخاوی ترجمة طويلة كلها سب وشتم كعادته فی اقرانه (۱)

سخاوی نے ان کا لمبا تذکرہ کیا ہے مگر معاصرین کے معاملہ میں ان کی عادت کے مطابق تمام تر سب وشتم ہے۔

اور علامہ سخاوی کے تذکرہ میں ایک موقعہ پر بڑی حسرت سے فرماتے ہیں :-

وليت ان صاحب الترجمة صان ذلك الكتاب عن الوقيعة فی اكابر العلماء من اقرانه (۲)

کاش صاحب تذکرہ نے اپنی کتاب کو اپنے ہمسر اکابر علماء کی عیب چینی سے محفوظ رکھا ہوتا۔

اس کے برعکس علامہ سیوطی اس سے بلند تھے' حافظ بقاعی سے سیوطی اور سخاوی دونوں کی چشمک رہی ہے اور دونوں نے اپنی کتابوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے' الضوء اللامع (۳) اور نظم العقیان فی اعیان الاعیان (۴) پڑھ لئے جائیں تو دونوں کی

---

(۱) ایضاً ج ۲ ص ۲۴۴
(۲) ایضاً ج ۲ ص ۱۸۷
(۳) الضوء اللامع لاهل القرن التاسع ج ۱ ص ۱۰۱ تا ۱۱۱
(۴) نظم العقیان ص ۲۳۔۲۴

طبعیت کا اندازہ ہو جائے گا شمس الدین سخاوی نے حسب عادت الضوء اللامع میں علامہ سیوطیؒ کی آبروریزی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے کم وبیش یہی معاملہ دوسروں کے ساتھ بھی روا رکھا ہے' اس لئے سیوطی نے بھی ان کے خلاف ایک مقامہ الکاوی علی دماغ السخاوی لکھا' جس میں "جزاء سيئة سيئة بمثلها" پر پورا پورا عمل کیا ہے' اور سخاوی نے معاصرین کے معاملہ میں جو زیادتیاں کی ہیں' سیوطی نے اس کا پورا بدلہ لیا۔

لیکن علامہ سیوطی نے حافظ سخاوی کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اس کا تعلق دائرہ قلم تک محدود ہے' ان کا قلب رشک وحسد سے پاک تھا' ان کے دل میں حافظ سخاوی کی طرف سے کوئی میل نہیں تھا' اس حقیقت کا انکشاف شیخ عبدالوہاب شعرانی کے بیان سے ہو سکتا ہے' وہ فرماتے ہیں۔

من سامح الناس استحق من فضل الله المسامحة من الله يوم القيمة فليظن العبد بالله خيرا ولا يتوقف على تجربة الله فانه نقص فى الدين الا ان يكون ذلك لغرض شرعى كان يمتنع من مسامحة خصمه ليقح فى عينه الوقوع فى غيبة الناس و نحو ذلك كما كان عليه الشيخ جلال الدين السيوطيؒ و صنف فى ذالك كتابا سماه تاخير الظلامة الى يوم القيمة لكن أخبرنى الشيخ امين الدين الامام بجامع الغمرىؒ انه سمع الشيخ جلال الدين وهو محتضر أشهد واعلى اننى سامحت جميع من وقع فى عرضى من بلغنى الخبر عنهم انما اظهرت لهم عدم المسامحة زجرالهم عن الوقوع فى اعراض العلماء (۱)

(۱) ملاحظہ ہو لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود والمحمدیہ طبع مصر ۱۳۸۱ھ ص ۵۵۴-۵۵۵

حدیث میں آیا ہے کہ جس نے لوگوں کے ساتھ درگزر سے کام لیا' وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کے دن خدا کی طرف سے درگزر و معافی کا مستحق ہوگا' اس لئے بندہ کو اللہ تعالیٰ کے تجربہ پر موقوف نہیں رہنا چاہیئے' یہ دین میں نقص و کوتاہی ہے لیکن اگر کوئی دینی مصلحت پیش نظر ہو تو پھر مسامحت کی ضرورت نہیں' تاکہ اس کی نظر میں لوگوں کی غیبت وغیرہ کی قباحت عیاں ہو جائے جیسا کہ شیخ جلال الدین سیوطی کا طریقہ تھا انہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "**تاخیر الظلامه الی یوم القیامه**" ہے۔

مجھ سے امین الدین امام جامع غمری نے بیان کیا کہ انہوں نے شیخ جلال الدین سیوطی کو ان کے انتقال کے وقت یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ تم لوگ اس پر گواہ رہنا کہ میں نے تمام ایسے لوگوں کو معاف کیا جنہوں نے میری آبروریزی کی جب مجھے اس مذموم حرکت کی خبر ملی تو میں نے ان سے ناراضگی اور بیزاری کا اظہار محض تنبیہ کی غرض سے کیا تھا' تاکہ وہ علما کی آبروریزی سے باز رہیں۔

اور یہی محدث شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ نے لواقح الانوار القدسیہ میں نقل کیا ہے:-

حکی لی الاخ الصالح الشیخ شبیب خطیب جامع الازهر قال دخلت علی الشیخ جلال الدین السیوطی وهو محتضر فقبلت رجله وسألت الصفح عمن کان آذاه من الفقهاء فقال ! یا اخی قد سامحتهم من حین وقعوافی حقی وانما اظهرت لهم التشویش والعداوة بسبب ذلك و صنفت کو اریسُ فی الرد علیهم لئلا یجرؤاعلی أعراض غیری من الناس' فقال الشیخ شعیب وهذا اهو کان الظن بکم (لواقح الانوار القدسیه ص ۴۹۷)

مجھ سے برادر صالح خطیب جامع ازہر شیخ شعیبؒ نے بیان کیا کہ میں شیخ جلال الدین سیوطی کے انتقال کے موقع پر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے پاؤں کو بوسہ دیکر درخواست کی کہ جن فقہا نے شیخ کو ستایا ہے ان سے درگزر فرمائیں؛ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو اسی وقت سے انہیں معاف کر چکا جس وقت سے انہوں نے میری آبروریزی کی' میں نے عداوت اور تشویش کا اظہار اس وجہ سے کیا تھا کہ وہ آئندہ ایسی حرکتوں سے باز رہیں اور اس غرض سے تین کراسے لکھے کہ وہ میرے سوا اور لوگوں کی آبروریزی کی جرأت نہ کریں یہ سن کر شیخ شعیب نے کہا آپ سے یہی توقع تھی۔

علامہ سیوطی علامہ قسطلانی سے بھی بعض باتوں پر کبیدہ خاطر تھے سیوطی جس زمانہ میں روضۃ المقیاس میں گوشہ نشین تھے علامہ قسطلانی نے ان کے مکان پر آکر دستک دی انہوں نے پوچھا کون؟ جواب دیا' قسطلانی' قاہرہ سے برہنہ سر اور برہنہ پا آیا ہے تاکہ آپ کا دل میری طرف سے صاف ہو جائے یہ سننے کے بعد علامہ موصوف نے نہ دروازہ کھولا اور نہ ان سے ملاقات کی اندر ہی سے کہا کہ میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی میل نہیں ہے یہ واقعہ مؤرخ عیدروسی اور حاجی خلیفہ دونوں نے نقل کیا ہے(۱)

شیخ عبدالوہاب شعرانی کی نقل کردہ تصریحات کے پیش نظر علامہ سیوطی جیسے جامع شریعت وطریقت بزرگ کے قلم سے الکاوی جیسے سخت رسالہ کے نکلنے کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے جس پر انور شاہ کشمیری کو بھی تعجب تھا' فیض الباری میں مذکور ہے۔

---

(۱) النور السافر عن اخبار القرن العاشر مطبعۃ القرات بغداد' ۱۳۵۳ھ ص ۱۱۵ اور کشف الظنون ج ۲ ک ۱۸۹۷

السیوطی انہ زار النبی ﷺ اثنی و عشرین مرۃ فی الیقظۃ و مع ذلک رد علی السخاوی واغلظ لہ فی الکلام والف رسالۃ سماھا الکاوی علی راس السخاوی مع ان السخاوی کان اعلم منہ (۱)

شیخ سیوطی کو بحالت بیداری رسالت مآب ﷺ کی زیارت بائیس مرتبہ نصیب ہوئی اس مرتبہ پر ممتاز ہونے کے باوجود انہوں نے سخاوی کی تردید کی اور ان کے بارے میں سخت باتیں کہیں' اور ان کے خلاف ایک رسالہ بھی مرتب کیا جس کا نام الکاوی علی راس (دماغ) السخاوی ہے' حالانکہ سخاوی ان سے زیادہ متقن اور پختہ عالم تھے۔

علامہ سیوطی کی دیگر اکابر معاصرین سے بھی علمی معرکہ آرائیاں رہی ہیں مگر وہ بھی دائرۂ قلم تک محدود ہیں۔

اجتہاد کا دعویٰ

علامہ سیوطی نے علوم سبعہ میں تبحر کا جو دعویٰ کیا تھا اس کو اپنی تالیفات سے ثابت کر دکھایا مگر جب انہوں نے اجتہاد کا دعویٰ کیا اور کہا:-

---

(۱) فیض الباری' طبع قاہرہ ج ۴ ص ۳۶۶۔ ہم نے اعلم منہ کا ترجمہ اتقن منہ سے کیا ہے اور غالباً یہی شاہ صاحب کی مراد ہے کیونکہ یہ فن علل حدیث میں علامہ سیوطی سے زیادہ متقن اور پختہ عالم تھے ظاہر ہے حافظ سخاوی کے موضوع تحقیق محدود ہیں' وہ حدیث' فقہ' تاریخ و تذکرہ کے علاوہ دوسرے فنون میں قدم نہیں رکھتے اس کے برعکس علامہ سیوطی کے موضوع تحقیق زیادہ ہیں' باایں ہمہ وہ علمی اعتبار سے حافظ سخاوی نے کسی میدان میں پیچھے نہیں رہتے وسعت نظر میں شمس الدین سخاوی کا تو ذکر ہی کیا ہے' وہ حافظ سخاوی کے شیخ حافظ ابن حجر عسقلانی سے بھی زیادہ وسیع النظر عالم ہیں' جیسا کہ گزر چکا رسالتمآب ﷺ کی زیارت کی صحیح تعداد اوپر گزر چکی ہے

قد اقامنا الله فی منصب الاجتهاد لنبین للناس ما اذی الیه اجتهادنا تجدیدا للدین (۱)

اللہ تعالیٰ نے ہم کو اجتہاد کے منصب پر ممتاز کیا تاکہ ہم تجدید دین کی خاطر لوگوں کو وہ باتیں بتائیں جن کی طرف ہمارے اجتہاد نے رہنمائی کی ہے۔

توبڑا ہنگامہ ہوا اور علما نے اس دعویٰ کے ثبوت میں دلائل کا مطالبہ کیا انہوں نے خاموشی اختیار کی، شیخ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ لکھتے ہیں

حیث تدعی الاجتهاد فعلیك الاثبات لیکون الجواب علی قدر الدعویٰ فتکون صاحب مذهب خامس فلم یجبهم (۲)

آپ نے جب اجتہاد کا دعویٰ کیا ہے تو آپ کو اس کا ثبوت بھی پیش کرنا چاہئے تاکہ جواب دعوے کے مطابق ہو سکے اور آپ بھی پانچویں مذہب کے بانی بن جائیں مگر انہوں نے ان کو جواب نہیں دیا۔

یہ مسئلہ ایسا نہ تھا جو سکوت اختیار کرنے سے دب جاتا اس لئے بڑا ہنگامہ ہوا شیخ عبدالرؤف مناوی کا بیان ہے :-

و قد قامت علیه فی زمنه بذلك القیامة و لم تسلم له فی عصره (۳)

اور اس دعوے کی وجہ سے اس زمانہ میں ان کے خلاف قیامت برپا ہو گئی تھی اور کسی نے اس دعوے کو ان کے زمانہ میں تسلیم نہیں کیا۔

علامہ سیوطی کے بیان کے مطابق جیسا کہ آگے آئے گا ہنگامہ کا سبب حاسدوں کا یہ مشہور کرنا تھا کہ ان کو مجتہد مطلق ہونے کا دعویٰ ہے، جو خلاف واقعہ ہے

---

(۱) ملاحظہ ہو فیض القدیر شرح مع الصغیر طبع قاہرہ ۱۹۳۸ء ج اص ۱۱

(۲ و ۳) فیض القدیر شرح جامع الصغیر طبع قاہرہ ۱۹۳۸ء ج اص ۱۱

اس سے عوام وخواص سب ان سے برہم ہو گئے لیکن حاسدوں کا ایسا سمجھنا کچھ بیجا نہیں، ایک موقعہ پر خود علامہ سیوطی نے فرمایا ہے۔

لما بلغت الی مرتبة الاجتهاد المطلق لم اخرج فی الافتاء من مذهب الشافعی (۱)

جب میں اجتہاد مطلق کے مرتبہ پر پہنچا تو افتاء میں مذہب شافعیؒ سے باہر نہیں گیا

اس عبارت سے یہی سمجھا جائے گا کہ وہ اجتہاد مطلق کے منصب پر فائز تھے البتہ اگر اس عبارت میں لفظ المطلق کے بعد المنتسب کی قید کو محذوف مانا جائے تو سیوطی کا مدعا ثابت ہو سکتا ہے کہ المجتهد المطلق سے مراد المجتهد المطلق المنتسب ہے، شہرت کی وجہ سے المنتسب کی قید کا ذکر نہیں کیا بعد کی عبارت میں اس کا قرینہ بھی ہے ائمہ اربعہ کے بعد امت مسلمہ نے کسی مجتہد کو بھی مجتہد مطلق تسلیم نہیں کیا، جتنے بھی مجتہد ہوئے سب مجتہد منتسب تھے، اس لئے علامہ بھی مجتہد منتسب تھے، چنانچہ انہوں نے بھی اس اعتراض کا یہی جواب دیا ہے، شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:-

''اس طرح کی بات حاسدوں نے شیخ جلال الدین سیوطی کی نسبت بھی مشہور کی حالانکہ شیخ موصوف نے مجتہد منتسب ہونے کا دعویٰ کیا تھا کیونکہ اجتہاد کی دو قسمیں ہیں، اجتہاد مطلق مستقل، جس طرح ائمہ اربعہ مجتہد مطلق تھے ائمہ اربعہ کے بعد ابن جریر طبری کے سوا کسی نے اس کا دعویٰ نہیں کیا ابن جریر کو بھی مجتہد مطلق تسلیم نہیں کیا گیا اجتہاد مطلق منتسب پر مزنی، قفال، شیخ ابو محمد جوینی، شیخ تقی الدین بن دقیق العید اور ان کے درجہ کے دوسرے فقہاء فائز تھے، یہ سب علماء مجتہد منتسب تھے

---

(۱) ذیل الطبقات للشعرانی بحوالہ مقدمہ علامہ محمد زاہد کوثری بر ذیول تذکرۃ الحفاظ طبع دمشق ۱۳۴۷ھ ص ۸

مجتہد مستقل نہ تھے میں نے شیخ جلال الدین سیوطی کے قلم سے ایسا ہی لکھا ہوا دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے مجتہد مطلق منتسب ہونے کا دعویٰ کیا تھا حاسدوں کو میرے متعلق یہ گمان ہوا کہ میں نے مجتہد مستقل ہونے کا دعویٰ کیا تھا" (۱)

مذکورۂ بالا تصریح کے بعد مجتہد مطلق مستقل ہونے کی بحث ختم ہو جاتی ہے لیکن علامہ موصوف کا یہ دعویٰ بھی معمولی دعویٰ نہیں تھا مجتہد منتسب کا مقام بھی بہت اونچا ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ فقہاء کے نزدیک ان کو مجتہد فی الفتوی کا مقام بھی حاصل نہیں تھا اس لئے علامہ سیوطی مجتہد منتسب کے دعویٰ میں بھی ناکام رہے اور علماء نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور اس کے ثبوت کے لئے انہیں مناظرہ کی دعوت دی جس کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ انا لا اناظر الا من هو مجتهد مثلی (میں اس شخص سے مناظرہ کروں گا جو میرے جیسا مجتہد ہو) اور اس زمانہ میں ان کے گمان میں ان کے جیسا کوئی مجتہد نہیں تھا لہذا مناظرہ بھی نہیں ہو سکتا تھا ان کا گریز دیکھ کر علماء نے چند ایسے مسائل جن کو ائمہ فقہاء نے راجح اور مرجوح کرنے کا فیصلہ کئے بغیر مطلق بیان کیا تھا ان کے پاس بھیجے کہ وہ راجح اور مرجوح کو دلیل سے ثابت کردیں مگر علامہ سیوطی نے مصروفیت کا عذر کیا، حافظ ابن حجر ہیتمی مکی المتوفی ۹۷۳ھ کا بیان ہے:-

لما ادعى الجلال ذلك قام عليه معاصروه ورموه عن قوس واحد و كتبوا له سوالا فيه مسائل اطلق الاصحاب فيها وجهين و طلبوا منه ان كان عنده ادنى مراتب الاجتهاد وهو اجتهاد الفتوى فليتكلم على الراجح من تلك الأوجه بدليل

---

(۱) ملاحظہ ہو لطائف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمة الله على الاطلاق، طبع مصر ۱۲۸۸ھ ص ۱۵۶

علی قواعد المجتهدین فرد السوال من غیر کتابة علیه واعتذر بان له اشتغالا یمنعه من النظر فی ذالك (۱)

جب شیخ جلال الدین نے اجتہاد کا دعویٰ کیا تو ان کے معاصرین ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے ایک ہی کمان سے ان پر تیر پھینکے اور انہیں ایک سوال نامہ لکھ کر بھیجا جس میں ایسے مسائل کا ذکر تھا جن میں راجح مرجوح ہر دو وجہ کو مجتہدین نے مطلق چھوڑ دیا تھا اور ان سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ اگر ان کو مراتب اجتہاد میں سے ادنیٰ مرتبہ بھی حاصل ہو جو کہ مجتہد فی الفتوی کا منصب ہے تو انہیں مجتہدین کے قواعد و اصول کے مطابق ان مسائل کی وجوہ مختلفہ پر بحث کر کے وجہ راجح کو بتا دینا چاہیئے مگر انہوں نے جواب کے بغیر ہی سوال واپس کر دیا اور عذر یہ پیش کیا کہ وہ ایسے امور میں مشغول ہیں جو ان مسائل پر غور کرنے سے مانع ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام سیوطی مجتہد فی الفتوی کا منصب جو اجتہاد کا ادنیٰ مرتبہ ہے' ثابت کرنے سے قاصر رہے' اس پر شیخ شہاب الدین ابو العباس رملی شافعی المتوفی ۱۰۰۴ھ کا تبصرہ پڑھنے کے لائق ہے' وہ فرماتے ہیں :-

فتأمل صعوبة هذه المرتبة اعنی اجتهاد الفتوی الذی هو ادنی مراتب الا جتهاد و یظهرلك ان مدعیها فضلا عن مدعی الاجتهاد المطلق فی حیرة من امره وفساد فی فکره وانه ممن رکب متن عمیاء و خبط خبط عشوا (۲)

---

(۱) ملاحظہ ہو فیض القدیر ج ۱ ص ۱۱

(۲) فیض القدیر ج ۱ ص ۱۱

تم اس مرتبہ کی دشواری پر غور کرو یعنی اجتہاد فتویٰ پر جو اجتہاد کا ادنیٰ مرتبہ ہے تو تم پر ظاہر ہو جائے گا کہ اس کا مدعی اس میں بھی حیرت میں رہے اس کا فکر بھی درست نہیں اجتہاد مطلق کا تو ذکر ہی کیا سیوطی ان لوگوں میں سے ہیں جو اندھی اونٹنی کی پشت پر سوار ہوئے اور اس کی طرح بے راہ چلے۔

بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سوالات کا مطالبہ زیادہ زور پکڑ گیا تو علامہ سیوطی کو چارو ناچار بعض سوالات کا جواب لکھنا پڑا' یہ جوابات بھی ان کے اجتہاد کا نتیجہ نہیں' بلکہ وہی جوابات تھے جو علماء پہلے دے چکے تھے شیخ عبدالرؤف مناوی اپنے شیخ شمس الدین رملیؒ کے حوالہ سے فیض القدیر میں ناقل ہیں۔

" فقیہ دوراں اور دسویں صدی ہجری کے شیخ افتاء و تدریس ہمارے شیخ شمس الدین رملی نے اپنے والد شیخ الاسلام ابوالعباس رملی سے نقل کیا ہے کہ ان کو ان اٹھارہ فقہی مسائل خلافیہ کے سوال کا علم ہوا جن کے بارے میں شیخ جلال الدین سیوطی سے پوچھا گیا تھا اور انہوں نے ان میں سے صرف آدھے سوالات کا جواب دیا تھا' اور باقی کے متعلق یہ عذر کیا تھا کہ ان میں ترجیح کی جرأت جاہل یا فاسق ہی کر سکتا ہے' شیخ ابو العباس رملی کا بیان ہے کہ میں نے ان پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں سے اکثر مسائل پر پہلے ہی بحث ہو چکی ہے' میرے منہ سے نکلا سبحان اللہ! وہ شخص اجتہاد کا دعویٰ کرتا ہے جس کی ان مسائل پر بھی نظر نہیں میں نے ان مسائل میں سے تیرہ مسئلوں کا محکم جواب قدماء کے کلام سے ایک ہی مجلس میں دیدیا اور باقی کے مکمل جواب دینے کا مصمم عزم کر لیا مگر اسی شب مجھ پر ضعف طاری ہو گیا اور اس کو میں نے مولف (سیوطی) کی کرامت پر محمول کیا اس واقعہ کے نقل کرنے کا مقصد خدانخواستہ ان کا مرتبہ گھٹانا یا ان پر زبان طعن دراز کرنا نہیں ہے بلکہ بعض کم فہموں کو ان کے مختارات

اور ان مسائل میں جن کو انہوں نے اپنا مذہب بتایا ہے ان کی تقلید سے بچانا مقصود ہے' خاص طور پر ان مسائل میں جن میں انہوں نے اپنے دعوؤں میں ائمہ اربعہ کے خلاف کہا ہے یہ بات میں ان کی جلالت شان' وسعت معلومات' علوم شرعیہ اور اس کے متعلقات میں پختگی و مہارت فن کے پورے اعتراف کے ساتھ کہتا ہوں کہ اجتہاد ان کے لئے ایک کانٹے دار درخت کو پکڑ کر کھینچنے سے کم دشوار نہیں ہے(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ سیوطی کا یہ بیان کہ جب میں مجتہد مطلق کے مرتبہ کو پہنچا تو مذہب شافعی سے باہر نہیں نکلا صحیح نہیں کیونکہ وہ بعض مسائل میں ائمہ اربعہ سے بھی منفرد رائے رکھتے ہیں' اس بیان سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطی کو نہ ان کی زندگی میں مجتہد فی الفتویٰ تسلیم کیا گیا اور نہ ان کی وفات کے بعد۔ بلاشبہ وہ وسیع النظر ہیں مگر دقیق النظر اور فقیہ النفس نہیں اور نہ اچھے متکلم ہیں۔ انہیں درایت حدیث پر بڑا ناز ہے' صحاح ستہ پر انہوں نے حواشی بھی لکھے ہیں ان میں سے بعض شائع بھی ہو چکے ہیں لیکن ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ ان میں فقہ حدیث پر کوئی غیر معمولی کلام نہیں بلکہ ہندو پاکستان کے بعض علماء نے فقہ حدیث پر ان سے بہتر بحث کی ہے صرف و نحو اور معانی و بیان میں ان کو مہارت کا بڑا دعویٰ ہے جو چنداں غلط بھی نہیں ہے' مگر ان کی فہم و بصیرت کا یہ حال ہے کہ وہ صرف و نحو کی بنا پر بعض احادیث کی توجیہ کو غیر صحیح قرار دیتے ہیں' اور سرزمین سندھ کا ایک محدث شیخ ابوالحسن سندھی جس کو صحاح ستہ پر حواشی لکھنے کی سعادت حاصل ہے' اس جہت سے اس توجیہ کو صحیح ثابت کرتا اور فقہ حدیث پر ان سے زیادہ غامض بحث کرتا ہے' اگر مجتہد کے لئے اتنی

(۱) ملاحظہ ہو فیض القدیر ج ا ص ۱۲

استعداد اور بصیرت کافی ہے تو پھر ہمارے یہاں کے وہ فقہاء و محدثین جن کو فقہ حدیث میں ید طولیٰ حاصل ہے، سیوطی سے بلند تر مجتہد ثابت ہو سکتے ہیں۔

مجدد عصر ہونے کا دعویٰ

علوم قرآن و سنت کی ترویج واشاعت اور دین کی تقویت و نصرت میں علامہ سیوطی کا نمایاں مقام ہے اور اس سلسلہ میں ان کی مساعی بڑی بار آور ثابت ہوئی تھیں اس لئے انہیں مجدد عصر ہونے کا بھی دعویٰ تھا کیونکہ تجدید کے معنی علوم قرآن و سنت کی اشاعت اور احکام الٰہی کی اطاعت واتباع سنت کی ترغیب ہے، محدث علقمی فرماتے ہیں۔

معنی التحدید احیاء ما اندرس من العمل من الکتاب والسنة والا مر بمقتضا هما واعلم ان المجدد انما هو بغلبة الظن بقرائن احواله والا نتفاع بعلمه (۱)

تجدید کتاب وسنت کے ان اعمال کے احیا اور ان کے مطابق عمل کی دعوت کا نام ہے جو مٹ چکے ہوں، یہ واضح رہے کہ مجدد جس کو بھی کہا جاتا ہے وہ اس غلبۂ ظن کی بنا پر کہا جاتا ہے جو اس کے احوال اور علم سے انتفاع کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔

غالباً اس لئے علامہ موصوف نے حسن المحاضرہ میں ائمہ مجددین کے بعد اپنا تذکرہ کیا ہے، اور اٹھائیس شعروں پر مشتمل ایک ارجوزہ (منظومہ) بھی لکھا ہے جس میں ہر صدی کے مجددین کو نام بنام گنایا ہے، اس کا نام تحفۃ المہتدین باخبار المجددین ہے شیخ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ نے فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (ج ۲ ص ۲۸۱) میں اور محبی نے خلاصۃ الاثر میں حافظ شمس الدین محمد ابن احمد رملی المتوفی ۱۰۰۴ھ

---

(۱) ملاحظہ ہو فیض القدیر طبع قاہرہ ۱۳۵۶ھ ج ۲ ص ۲۸۱

کے حالات میں تجدید کی بحث میں یہ پورا ارجوزہ نقل کر دیا ہے(۱)

اس میں علامہ علم الدین بلقینی اور حافظ زین الدین عراقی کے بعد نویں صدی ہجری کے مجددین کی فہرست میں بحیثیت امیدوار بس اپنا ہی ذکر کیا ہے' کہتے ہیں :-

وقدر جوت انني المجدد فيها بفضل الله ليس بجحد (۲)

اور مجھے امید ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں گا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار نہیں کیا جا سکتا

حسن المحاضرہ میں علامہ بلقینی کے تذکرہ میں یہ الفاظ " عسى ان يكون المبعوث على رأس المأة التاسعة من اهل مصر " بھی اسی کے غماز ہیں(۳) بلکہ شیخ عبدالرؤف مناوی لکھتے ہیں :-

صرح في عدة تآليفه بانه المجدد على رأس المائة التاسعة (۴)

سیوطی نے اپنی متعدد تالیفات میں اس امر کی تصریح کی ہے کہ وہ نویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔

بعض علماء کو ان کے اس دعوے سے اختلاف ہے' وہ شیخ الاسلام زکریا انصاری کو اس عصر کا مجدد قرار دیتے ہیں' چنانچہ سیوطی کے معاصر فقیہہ عبداللہ بن عمر با مخرمہ المتوفی ۹۷۲ھ فرماتے ہیں۔

---

(۱) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر از محمد امین محبی' طبع مصر ۱۲۸۴ھ ج ۳ ص ۳۴۴

(۲) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر ج ۳ ص ۳۴۵

(۳) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۳

(۴) فیض القدیر ج ۱ ص ۱۱

يقرب عندى ان المجدد للمائة العاشرة القاضى زكريا لشهرة الانتفاع به و تصانيفة واحتياج غالب الناس اليها لا سيما يتعلق بالفقة و تحرير المذهب بخلاف كتب السيوطى فانها و ان كانت كثيرة فليست بهذه المثابة على ان كثيرا منها مجرد جمع بلا تحرير واكثر ها فى الحديث من غير تميز الطيب من غيره بل كانه حاطب ليل و ساحب ذيل والله تعالىٰ يرحم الجميع و يعيد علينا من بركاتهم (۱)

میرے اندازے میں دسویں صدی ہجری کے مجدد قاضی زکریا انصاری ہیں کیونکہ ان کی ذات اور ان کی تصانیف سے انتفاع کی بڑی شہرت ہے اور لوگوں کی اکثریت کو ان کی احتیاج ہے' خاص طور پر فقہی اور مذہب کی وضاحت کے امور میں' اس کے برعکس سیوطیؒ کی کتابیں اگرچہ تعداد میں بہت ہیں' لیکن وہ اس کے پایہ کی نہیں ہیں ان میں زیادہ تر بغیر کسی بحث و تنقید کے محض مجموعے ہیں جن میں بیشتر حدیث میں بھی صحیح و غیر صحیح کی کوئی تمیز نہیں کی گئی وہ حاطب لیل (رطب و یابس جمع کرنے والے) اور صاحب ذیل (ہر بات نقل کرنے والے) ہیں' اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ہمیں ان کی برکات سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

مؤرخ عبدالقادر عیدروسی المتوفی ۱۰۳۸ھ کا رجحان بھی اسی طرف ہے چنانچہ انہوں نے "النور السافر" میں شیخ الاسلام زکریا انصاری کے تذکرہ میں فقیہہ

---

(۱) ملاحظہ ہو خلاصۃ الاثر ج ۳ ص ۳۴۹ و ۳۴۷

مخرمہ کی مذکورہ بالا عبارت ان کا نام لئے بغیر من وعن نقل کی ہے(۱) اس طرح حافظ ابن حجر مکی المتوفی ۹۷۴ھ نے اپنے استاذ شیخ الاسلام زکریا انصاری کو مجددین میں سے شمار کیا ہے لیکن محققین کے نزدیک ایک صدی میں مختلف حیثیتوں سے کئی مجدد ہو سکتے ہیں'اس لئے تدریسی خدمات کے اعتبار سے بلاشبہ شیخ الاسلام زکریا انصاری اس عصر کے مجدد تسلیم کئے جا سکتے ہیں لیکن جن دلائل کی بنا پر ان کو مجدد قرار دیا گیا ہے وہ علامہ سیوطی میں بھی بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں' چنانچہ وسعت نظر' کثرت تالیفات' غیر معمولی معلومات' افادہ واستفادہ خاص وعام اور حسن قبول میں ان کا اور علامہ سیوطی کا کوئی مقابلہ نہیں ہے' ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ نے اپنے استاد حافظ ابن حجر ہیتمی مکی کے اس خیال کی تردید ہی نہیں کی ہے بلکہ اس کے ثبوت میں علامہ سیوطی کے تجدیدی کارناموں کا تعارف بھی حسب ذیل الفاظ میں کرایا ہے اور ان ہی کو اس دور کا مجدد تسلیم کیا ہے۔

اغرب ابن حجر و حمل المجددين محصورين على الفقهاء الشافعية و ختمهم بشيخه الشيخ زكريا مع انه غير معروف بتجديد فن من العلوم الشرعية و شيخ مشائخنا السيوطي هو الذى احيا علم التفسير الماثور فى الدر المنثور و جمع جميع الاحاديث المتفرقة فى جمع الجوامع المشهور وما ترك فنا الا وله فيه متن او شرح مسطور بل وله زيادات و مخترعات يستحق ان يكون هو المجدد فى القرن المذكور كما ادعاه

(۱) النور السافر عن اخبار القرن العاشر ص ۱۲۴

وهو فی دعواه مقبول و مشکور .

ابن حجر مکی نے یہ عجیب بات کی کہ مجددین کو فقہاء شافعیہ میں محدود کردیا اور خاتمۃ المجددین اپنے استاد شیخ زکریا انصاری کو قرار دیا حالانکہ علوم شرعیہ میں سے کسی علم و فن کی تجدید میں انہیں شہرت حاصل نہیں ہے' اور ہمارے استاذ الاساتذہ سیوطی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے تفسیر ماثور کو کتاب در منثور میں زندہ کیا اور تمام منتشر حدیثوں کو اپنی مشہور کتاب جمع الجوامع میں جمع کردیا اور کوئی فن نہیں چھوڑا ہے جس میں کوئی نہ کوئی کتاب نہ لکھی ہو' یا کسی کتاب کی شرح نہ کی ہو بلکہ اس پر اضافے اور نئی نئی تحقیقات کی ہیں جس کی بنا پر وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ مذکورۂ بالا صدی کے مجدد قرار پائیں جیسا کہ انہوں نے خود بھی اس کا دعویٰ کیا ہے' اور وہ اپنے اس دعوے میں مقبول اور کامیاب ہیں۔

اس مسئلہ میں فاضل لکھنوی مولانا عبدالحئی فرنگی محلی بھی ملا علی قاری کے ہمنوا ہیں چنانچہ التعلیق الممجد میں رقم طراز ہیں :-

وانه حقیق بان یعد من مجددی الملة المحمدیة فی بدء المائة العاشرة وآخر التاسعة کما ادعاه بنفسه و شهد بکونه حقیق به من جاء بعده کعلی القاری المکی ﴾(۱)

سیوطی بلا شبہ دسویں صدی ہجری کے مجددین ملت محمدیہ میں شمار ہونے کے لائق ہیں' جیسا کہ انہوں نے خود دعویٰ کیا ہے اور ان کے آنے والے علماء جیسے ملا علی قاری نے اس امر کی شہادت دی ہے کہ وہی مجدد ہونے کے لائق ہیں۔

---

(۱) مرقاة المفاتیح لمشکوٰة المصابیح مطبعہ میمنہ مصر ۱۳۰۹ھ ج ۱ ص ۲۴۸

موصوف "لتعلیقات السنیہ" میں لکھتے ہیں:-

هو المجدد المائة التاسعة خاتم الحفاظ جلال الدين الخ (۱)

خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی ہی نویں صدی ہجری کے مجدد ہیں

فتاویٰ میں بھی یہی لکھا ہے (۲) اور حقیقت میں بھی یہی ہے کہ علامہ سیوطی کی علمی خدمات ان کے مجدد عصر ہونے کی شاہد عدل ہیں۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علامہ سیوطی کا مجددین کے زمرہ میں شمار اضافی حیثیت سے ہے، ورنہ قدماء مجددین سے ان کو کوئی نسبت نہیں ہے ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ المفاتیح میں لکھتے ہیں:-

ولاشك ان هذا التجديد امر اضافي لان العلم كل سنة في التنزل . كما ان الجهل كل عام في الترقي وانما يحصل ترقي علماء زماننا بسبب تنزل العلم في اواننا والا فلا منا سبة بين المتقدمين والمتاخرين علماً و عملاً و حلماً و فضلاً و تحقيقاً و تدقيقاً (۳)

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ یہ تجدید ایک امر اضافی ہے کیونکہ علم سال بسال گھٹتا جارہا ہے اور جہل بڑھتا جارہا ہے ہمارے دور کے علماء کی ترقی ہمارے علم کے تنزل کے سبب سے ہے ورنہ متقدمین اور متاخرین علماء میں علم و عمل، حلم و فضل اور تحقیق و تدقیق کے اعتبار سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔

---

(۱) التعلیق المجد علی موطا محمد طبع کراچی ص ۲۵

(۲) مجموعۃ الفتاویٰ از مولانا عبدالحیٔ مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۳۲۰ھ ج ۲ ص ۱۵۴

(۳) مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۴۸

باب چہارم

تصنیفات و تالیفات

زود نویسی اور زود تالیفی

علامہ سیوطیؒ کو تصنیف و تالیف میں ملکۂ خاص حاصل تھا وہ زود نویسی میں اپنی نظیر آپ تھے، ہر موضوع پر بہت جلد کتاب تیار کرتے تھے، اس لئے انہیں کثرت تالیفات میں نہایت بلند مقام حاصل ہے، مؤرخ غزی کا بیان ہے۔

وکان فی سرعة الکتابة والتالیف آیة کبری من آیات الله تعالیٰ قال تلمیذه الشمس الداودی عاینت الشیخ وقد کتب فی یوم واحد ثلاثة کراریس تالیفاً و تحریرا وکان مع ذلک یملی الحدیث و یجیب عن المتعارض منه باجوبة حسنة (۱)

(سیوطیؒ) زود نویسی اور زود تالیفی میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی تھے، ان کے تلمیذ شمس الدین داودی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ (سیوطی) کو دیکھا کہ وہ ایک دن میں تین کراسے تالیف کرتے اور لکھ لیتے تھے، حالانکہ وہ حدیثیں بھی املا کراتے اور پیش آمدہ سوالات کے معقول جوابات بھی دیتے تھے۔

شیخ سیوطی کی زود نویسی اور زود تالیفی حیرت انگیز ہے، ملفوظات عزیزیہ میں ہے

""ارشاد شد حق سبحانہ تعالیٰ در عمر پیشیناں و رأوقات پیشیناں برکت می دہد

---

(۱) الکواکب السائرہ ج ا ص ۲۲۸ و شذرات الذہب ج ۸ ص ۳

چنانچہ جلال الدین سیوطی المصری الشافعی صاحب تصانیف کثیرہ بودو
اوقاتش حساب کردند بعد دفع پانزدہ سال کہ سن صغراست دونوازدہ ورق ہر
روز افتاد، پس کے حج کردو حفظ قرآن ودرس علوم وتدریس"(۱)

پچھلوں کی عمر اور ان کے اوقات میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرماتا تھا
چنانچہ جلال الدین سیوطی مصری کہ ان کی وفات کے بعد ابتدائی پندرہ سال جو
چھوٹی عمر ہوتی ہے خارج کر کے ان کی تصانیف کے اوراق کو شمار کیا تو ہر روز
بارہ ورق بیٹھے (حیرت ہے کہ) انہوں نے کب حج کیا، کب قرآن حفظ کیا اور
کب علوم حاصل کئے اور درس وتدریس کی۔

اتنی کم مدت میں علامہ سیوطیؒ کا سینکڑوں کتابیں لکھ دینا عالم ارواح سے ان کے قوی تعلق کی دلیل ہے، کیونکہ وقت میں وسعت اسی وقت ہوتی ہے جب انسان کا تعلق عالم ارواح سے قوی ہو جاتا ہے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اس کی یہی علت بیان فرمائی، حکیم الامتہ مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

جب میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بمقام مکہ معظمہ مقیم تھا تو حسب الحکم تنویر کا ترجمہ کیا (ترجمہ) کر کے روز کے روز حضرت کو سناتا رہتا تھا، حضرت پوچھتے کہ کیا یہ سب ایک ہی دن کا ترجمہ کیا ہوا ہے، میں عرض کر دیتا کہ جی ہاں ایک دن (کا)

فرمایا کہ جب عالم ارواح سے تعلق ہو جاتا ہے تو وقت میں وسعت ہو جاتی ہے، کیونکہ روح میں وسعت ہے یہ حضرت حاجی صاحبؒ کے الفاظ ہیں۔ بزرگوں کی جو

---

(۱) ملفوظات عزیزیہ مطبع مجتبائی میرٹھ ۱۳۱۴ھ ص ۳۶

تصانیف ہیں اگر ان کی تعداد کو اور حجم کو دیکھا جائے تو یہ کسی طرح عادۃً ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی شخص اتنی عمر میں اتنی کتابیں تصنیف کر سکتا ہے' چنانچہ حضرت جلال الدین سیوطی نے تفسیر جلالین نصف اول صرف چالیس دن میں لکھی تھی' ملا جیون نے بھی صرف سترہ برس کی عمر میں تفسیر احمدی لکھی 'ان حضرات کے وقت میں بہت برکت ہوتی تھی" (۱)

علامہ سیوطیؒ کی زود نویسی زود تالیفی اور قدرت کلام کا یہ حال تھا کہ رجب ۸۶۹ھ میں مکہ میں علامہ شرف الدین اسماعیل یمنی المتوفی ۸۳۷ھ کی عنوان الشرف کے طرز پر ایک کراسہ ایک دن میں لکھا جس میں نحو'بدیع' معانی اور عروض سب علوم سمودئے۔ یہ کراسہ ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) سطروں پر مشتمل ہے اس رسالہ کا نام النحفة المسکية والتحفة المکية ہے (۲)

الالفیہ فی علوم الحدیث یہ ایک ہزار اشعار پر مشتمل ہے اس میں حافظ عبدالرحیم العراقی المتوفی ۸۰۶ھ کے الفیہ سے معارضہ کیا ہے یہ ۸۸۱ھ میں پانچ دن میں تالیف کیا تھا۔ روزانہ دو سو شعر (۲۰۰) فن حدیث کی اصطلاحات میں کہے اور لکھتے ہیں اور عراقی کے الفیہ کے مقالہ میں معلومات کا اضافہ بھی کیا ہے (۳)

تصنیفی زندگی میں سرقہ (چوری) کا الزام

علامہ سیوطی کے معاصرین میں حافظ سخاوی نے ان پر مجملہ اور اعتراضات

---

(۱) الاضافات الیومیہ من الافادات القیومیہ' طبع تھانہ بھون ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء ج ۷ ص ۱۷۷

(۲) حاجی خلیفہ : ۲/ ۱۹۶۹ء

(۳) الفیۃ السیوطی فی علم الحدیث تحقیق احمد محمد شاکر (بیروت) المکتبۃ العلمیۃ۔ ص ۱۲۶

کے ایک اعتراض یہ بھی کیا تھا کہ وہ دوسرے مصنفین کی کتابوں میں معمولی تصرف کر کے ان کو اپنے نام سے منسوب کرتے ہیں' اس الزام کے ثبوت میں علامہ سخاوی نے اپنی اور اپنے استاد حافظ ابن حجر عسقلانی کی بعض تصانیف کے نام بھی لکھے ہیں' الضوء اللامع میں لکھتے ہیں :-

واختلس حين كان يتردد الى ما عملة كثيرا كالخصال الموجبة للظلال والا سماء النبوية والصلوٰة على النبى ﷺ و موت الأبناء ومالا احصره بل اخذ من كتب المحمودية وغيرها كثيراً من التصانيف المتقدمة التى لا عهد لكثير من العصريين بها فى فنون فغيرها يسيراً وقدّم واخّر ونسبها لنفسه وهوّل فى مقدماتها بما يتو هم منه الجاهل مما لا يوفى ببعضه.(۱)

میرے پاس ان کی جس زمانے میں آمد و رفت تھی انہوں نے میری بہت سی تالیفات کو اڑایا تھا جیسے الخصال الموجبۃ للظلال اسماء النبویہ' الصلوٰۃ علی النبی ﷺ و موت الابناء وغیرہ بہت سی ایسی کتابیں جن کو میں شمار بھی نہیں کر سکتا بلکہ انہوں نے مکتبہ محمودیہ (۲) وغیرہ سے ایسی بہت سی پرانی

---

(۱) الضوء اللامع ج :۴ ص :۶۶

(۲) یہ مشہور مورخ اور حافظ حدیث شیخ برہان الدین بن جماعہ التوفی ۹۰ے ھ کا ذاتی کتب خانہ تھا اور اس لحاظ سے بے نظیر تھا کہ اس میں زیادہ تر ایسی کتابیں جمع کی گئی تھیں جو مصنفین کے اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی تھیں' جب علامہ ابن جماعہ کا انتقال ہوا تو محمود بن علی استادار نے اس کتب خانہ کو ان کے ورثہ سے خرید کر وقف عام کر دیا' یہ کتب خانہ ایک ہزار مجلدات پر مشتمل تھا' مورخ شمس الدین سخاوی نے الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر میں لکھا ہے کہ ۸۲۶ھ میں اس کتب خانہ کے ناظم اعلیٰ شیخ فخر الدین عثمان طاغی التوفی ۸۲۸ھ کو (جاری ہے)

کتابیں لیکر جن کا علم بہت سے معاصرین کو نہ تھا ان میں تھوڑا بہت تصرف اور کچھ عبارتیں آگے پیچھے کر کے اپنی طرف منسوب کیا۔

کتب خانہ سے چار سو مجلدات کے خورد برد کرنے کے جرم میں معزول کیا گیا تو ان کے لئے حافظ ابن حجر کو اس کا نگران اعلیٰ مقرر کیا گیا انہوں نے کتابوں کو فن وار مرتب کیا' فہرست تیار کی اور اپنی زندگی بھر اس کی نگرانی کے فرائض انجام دیئے' مقریزی نے کتاب الخطط والآثار میں اس کتب خانہ کے متعلق لکھا ہے۔

لا یعرف الیوم بدیار المصر والشام مثلها ص ۳۳۸

دیار مصر وشام میں آج اس جیسا کتب خانہ نہیں ہے۔

۹۲۳ھ میں جب سلیم عثمانی نے مصر فتح کیا تو اس کی اکثر وبیشتر کتابیں استنبول منتقل کی گئی تھی۔

جمال الدین محمود استادار نے اس کتب خانہ کے وقف نامہ میں یہ شرط رکھی تھی کہ کتاب کتب خانہ سے باہر لیجانے کی اجازت نہیں' علامہ سیوطی نے اس کتب خانہ سے استفادہ کیا اور یہاں سے کتابیں باہر لیجانے کے جواز کا فتویٰ دیا۔

"شیخ عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ لطائف المنن ص ۶۲ ھ میں رقم طراز ہیں مدرسہ محمودیہ استادار کی کتابوں کے لئے وقف نامہ میں یہ شرط تھی کہ مرمت یا اتلاف وغیرہ کے خطرے کے سوا کسی صورت میں کوئی کتاب مدرسہ سے باہر نہیں جائے گی مگر شیخ جلال الدین سیوطی نے اس کتب خانہ سے کتاب مستعار لیجانے کا فتویٰ دیا اور کہا کہ میں نے اپنے استاذ شیخ الاسلام علم الدین بلقینی اور اپنے شیخ شرف الدین مناویؒ کو دیکھا ہے کہ وہ مدرسہ محمودیہ کے کتب خانہ سے کتابیں مستعار لیجاتے تھے اور وہ ان کے گھر میں کئی کئی برس تک رہتی تھیں یہ دونوں امام قابل تقلید ہیں' انہیں فقہ میں اعلیٰ مرتبہ جو مجتہد فی المذہب کا مقام ہے حاصل تھا شیخ مناوی صاحب احوال وکرامات بزرگ تھے اگر وہ اس کو جائز نہ سمجھتے تو ہرگز ایسا نہیں کرتے۔"

علامہ سیوطی نے اس کے جواز میں چار دلیلیں پیش کی ہیں جن میں چوتھی دلیل (جاری ہے)

اوران کے مقدمات میں ایسی مرعوب کن باتیں بڑھائیں جن سے جاہل وہم میں پڑ جاتا ہے' حالانکہ ان میں سے بعض باتوں کا بھی حق ادا نہیں کیا۔(۱)

لیکن قاضی محمد بن علی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ حافظ سخاوی کے اس بیان سے متفق نہیں' وہ لکھتے ہیں :-

"یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے ہمیشہ مصنفین کا یہی طریقہ رہا ہے ہر متاخر متقدم کی کتاب سے اخذ وانتخاب یا اس کا اختصار یا اس کی وضاحت یا اس پر اعتراض کرتا ہے یا اس قسم کی دوسری اغراض ہوتی ہیں جو تصنیف و تالیف پر آمادہ کرتی ہیں ایسا کون

(بقیہ حاشیہ) سب سے قوی ہے کہ شریعت کا اصول ہے کہ نص کی تخصیص بھی جائز ہے جب نص شارع کی تخصیص جائز ہے تو نص واقف میں تخصیص بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی' اس وقف سے واقف کا مقصد نفع رسائی اور کتابوں کی حفاظت تھا' اب اگر کسی شخص کو تصنیف کے سلسلہ میں کسی کتاب کی ضرورت ہے اور کتب خانہ کے اوقات مقرر و محدود ہیں جس کی وجہ سے وہ کتابوں سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتا' ایسی صورت میں کیا کتابوں کی حفاظت کا اطمینان ہو جانے کے بعد بھی ان کو کتب خانہ سے باہر لیجانے کی اجازت نہ ہوگی' ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اس شخص کو ممانعت سے مستثنیٰ قرار دینا پڑے گا کیونکہ واقف کے لفظ میں جو عموم تھا اس میں تخصیص کی گئی ہے۔

تاہم اس سلسلہ میں دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اول اس کتب خانہ کی انہی کتابوں کو مستعار لینا مناسب ہے جو دوسرے کتب خانہ میں موجود نہ ہوں دوسرے مستعار کتاب کو ضرورت سے زیادہ عرصہ تک رکھنا جائز نہیں ہے

(ملاحظہ ہو بذل المجہود فی خزانۃ محمود)

---

(۱) الضوء اللامع ج ۴ ص ۶۸ا

مصنف ہے جو متقدمین کی کتابوں پر اعتماد نہ کرتا ہو اور انکی تصانیف سے اخذ و استفادہ نہ کرتا ہو۔"(۱)

حافظ سخاوی کا یہ بیان معاصرانہ چشمک کی وجہ سے مبالغہ تو قرار دیا جاسکتا ہے لیکن اس کو بے اصل نہیں کہا جاسکتا' کیونکہ علامہ سیوطی نے ذیل طبقات الحفاظ میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصانیف سے استفادہ کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔

وان یکن فاتنی حضور مجالسه والفوز بسماع کلامه والا خذ عنه فقد انتفعت فی الفن بتصانیفه واستفدت منها الکثیر (۲)

اگرچہ میں ان کی مجالس درس کی حاضری سے محروم رہا اور مجھے ان کی باتیں سننے کی سعادت حاصل نہ ہو سکی اور ان سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا تاہم

---

(۱) ملاحظہ ہو البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع' قاہرہ ۱۳۴۸ھ ج ا ص ۳۳۳۔ قاضی شوکانی نے اس معاملہ میں علامہ سیوطی کی حمایت اور حافظ سخاوی کی تردید میں جو زور قلم دکھایا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ قاضی شوکانی بھی اس معاملہ میں علامہ سیوطی سے کچھ کم نہیں ہیں ان کی تالیفات میں نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار فن حدیث میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے اس کے متعلق حافظ العصر سید انور شاہ کشمیری کا یہ تبصرہ پڑھنے کے لائق ہے۔

اعلم ان نیل الاوطار ماخوذ من اربعة کتب فتح الباری و تلخیص الجبیر و مجمع الزوائد وشرح الترمذی للعراقی (فیض الباری طبع قاهره ج اول ۲۶۱ھ)

نیل الاوطار چار کتابوں فتح الباری، تلخیص الجبیر، مجمع الزوائد اور شرح ترمذی عراقی سے ماخوذ ہے

(۲) ذیل طبقات الحفاظ للذہبی' مطبعہ التوفیق' دمشق ۱۳۴۷ھ ص ۳۸۲

میں نے فن حدیث میں ان کی تصانیف سے فائدہ اٹھایا اور غیر معمولی استفادہ کیا ہے۔

اسی طرح انہوں نے کتب خانہ استادار کی کتابوں کا حوالہ بھی اپنی تالیفات میں دیا ہے اور اس کتب خانہ کی کتابیں بھی مستعار لیجانے پر ان کا فتویٰ موجود ہے۔

انداز تالیف و تصنیف

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا انداز تصنیف اچھوتا اور نرالا ہے وہ پہلے موضوع پر روشنی ڈالتے ہیں پھر اس فن پر جن اہل علم نے کتابیں لکھیں ان کا تعارف کراتے، اور ان پر تبصرہ کرتے ہیں اس کے بعد اصل موضوع پر لکھتے ہیں(۱) یہ موصوف کا وہ انداز تحقیق ہے جس پر آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی عمل کیا جاتا ہے۔

علامہ موصوف پر عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں کثرت سے ضعیف روایات نقل کرتے ہیں اس اعتراض کا جواب شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے جو دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ چونکہ مأخذ کی نشاندہی کرتے ہیں اس لئے اہل علم پر ان روایات کی حیثیت عیاں ہو جاتی ہے(۲)

تصانیف کے متعلق اہل علم کی آراء

علامہ سیوطی کی تالیفات کے متعلق بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ وہ رطب ویابس کا مجموعہ ہوتی ہیں، اس کے متعلق فقیہ عبد اللہ بن عمر بامخرمہ شافعی المتوفی ۹۷۲ھ کی رائے اوپر گزر چکی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے علامہ سیوطی کی مذہبی تالیفات کو چوتھے طبقہ

---

(۱) السیوطیؒ، الاتقان، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم (مقدمہ محقق)

(۲) عبد العزیز محدث دہلویؒ مجموعہ فتاویٰ عزیزیہ، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۴ھ ج ۲ ص ۸۱۔۸۲

کی کتابوں میں شمار کیا ہے، جن میں صحت کا پورا التزام نہیں ہوتا، موصوف الانتباہ سلاسل اولیاء اللہ ووارثی اسانید رسول اللہ میں رقم طراز ہیں :-

"طبقہ رابعہ احادیث کہ نام ونشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبودہ متاخران آنرا روایت کردہ اند، پس حال آنہا از دو شق خالی نیست یا سلف تفحص کردند وآنہا را اصلے نیافتند تا مشغول بروایت آنہامی شدند یا یافتند ودراں قدحے وعلتے دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہا را بر ترک روایت آنہا، وعلی کل تقدیر ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود ولنعم ما قال بعض الشیوخ فی امثال ہذا، شعر

فان کنت لا تدری فتلک مصیبة وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

وایں قسم احادیث راہ بسیارے از محدثین زدہ است وبجہت کثرت طرق ایں احادیث کہ دریں قسم کتب موجود اند مغرور شدہ حکم بتواتر آنہا نمودہ در مقام قطع یقین بداں تمسک جستہ بر خلاف احادیث طبقات اولیٰ وثانیہ وثالثہ مذہبے بر آوردہ اند ودریں قسم احادیث کتب بسیار مصنف شدہ اند بر ضے را اشارہ یم کتاب الضعفاء لابن حبان وتصانیف الحاکم کتاب الضعفاء للعقیلی، کتاب الکامل لابن عدی، تصانیف لابن مردویہ، تصانیف خطیب، تصانیف لابن شاہین، تفسیر ابن جریر فردوس دیلمی بلکہ سائر تصانیف او وتصانیف ابی نعیم، وتصانیف جوزقانی، تصانیف لابن عساکر، تصانیف ابو الشیخ، تصانیف لابن نجار ـــ مایہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل ونوادر ہمیں کتابہا است واشتغال باحادیث ایں کتب واستنباط

احکام از آنہا لاطائل می نمایند"(۱)

چوتھا طبقہ :- اس طبقہ میں وہ محدثین داخل ہیں جن کا قرون اولیٰ (دور صحابہ و تابعین) میں نام و نشان نہیں ملتا مگر متاخرین علماء نے ان حدیثوں کو نقل کیا ہے ان کے متعلق دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا تو سلف صالحین نے ان کی چھان بین کی ہے اور انہیں ان کی کوئی اصل نہیں ملی کہ وہ ان کو روایت کرتے 'یا ان کی اصل تو پائی مگر ان میں علت و قباحت دیکھ کر روایت سے گریز کیا بہر حال دونوں صورتوں میں ان حدیثوں سے اعتماد اٹھ گیا اور وہ اس قابل نہیں کہ کسی عمل یا عقیدہ کے ثبوت کے لئے ان کو دلیل بنایا جائے 'ایسی ہی باتوں کے لئے بعض مشائخ نے کیا خوب کہا ہے۔

ان کنت لا تدری فتلك مصيبة وان کنت تدری فالمصيبة اعظم

پس اگر تو نہیں جانتا تو یہ بھی مصیبت ہے 'اور اگر تو جانتا ہے تو یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔

اس قسم کی حدیثوں نے بہت سے محدثین کو غلطی میں ڈالا ہے وہ ان کتابوں میں حدیثوں کی بکثرت سند دیکھ کر دھوکہ کھا گئے 'اور ان کے متواتر ہونے کا حکم لگا بیٹھے جزم و یقین کے موقعہ پر طبقہ اولیٰ و طبقہ ثانیہ کی حدیثوں کو چھوڑ کر اس قسم کی حدیثوں کو سند قرار دیکر ایک نیا مذہب بنایا اس قسم کی حدیثوں کی

---

(۱) ملاحظہ ہو الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ و وارثی اسانید رسول اللہ ۔ قلمی) اس کا نسخہ جو شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے فرزند عمر دہلوی کے نسخہ کی نقل ہے 'وہ مولانا محمد عبدالرشید صاحب نعمانی کے پاس موجود ہے 'شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے عجالہ نافعہ میں الانتباہ سے یہ عبارت نقل کی ہے 'حجۃ اللہ البالغہ سے ترجمہ نہیں کیا ہے۔

کتابیں بہت لکھی گئی ہیں اس نوع کے چند مصنفین کی کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

کتاب الضعفاء' ازابن حبان' تصانیف حاکم' کتاب الضعفاء' از عقیلی' کتاب الکامل از ابن عدی' تصانیف ابن مردویہ' تصانیف خطیب بغدادی' تصانیف ابن شاہین' تفسیر ابن جریر' فردوس دیلمی بلکہ اس کی تمام تصانیف' تصانیف ابی نعیم' تصانیف جوزقانی' تصانیف ابن عساکر' تصانیف ابو الشیخ' تصانیف ابن النجار۔

شیخ جلال الدین سیوطی کے رسائل و نوادر کا سرمایہ یہی کتابیں ہیں لہذا ان کتابوں کی حدیثوں میں منہمک رہنا اور ان سے احکام کا استنباط کرنا مفید کام نہیں ہے۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی' اتحاف النبلاء المتقین میں فرماتے ہیں :۔

"در تصانیف سیوطی بااینہمہ جلالت شان علم و عمل و حصول رتبہ اجتہاد نوعی تساہل است زیراکہ نظر او بر جمیع روایات و درایات است' بس با تنقیح و تحقیق و تصحیح و تضعیف کارے ندارد و الا قلیلاً نادراً و ظاہر ست کہ تبحر واطلاع و عبور چیزے دیگر است و تحقیر و تفتیش صحیح از سقیم و قوی از ضعیف و مرجوح از راجح چیزے دیگر و لہذا علماء محققین تحریر ایشاں را بدون شہادت تحریر مصنفین دیگر واعتضاد محققین اخر قبول نمی کنند(۱) و سرمایہ' و سرمایہ شور و غوغائے اہل بدعت و اہوا از فرقہ اہل سنت بلکہ از فریق شیعہ

---

(۱) علامہ سیوطی کی تالیفات کے سلسلہ میں کسی عالم سے بھی یہ شرط منقول ہے۔

غالباً تالیف ایشان ست (۱) کہ از رطب ویابس وغث وسمین ہمہ حصہ وافر دارد ومع ذالک شک نیست کہ تصانیف ایشان برائے مبتدی ومنتہی راس المال کمال ست۔

اگر شخصے محقق باشد ونصیبے از امعان نظر داشتہ باشد وخواہد کہ درباب از ابواب علوم تالیفے پردازد، رسائل ومؤلفات سیوطی برائے مدداو کافی ووافی ست کہ روایات ہر مذہب واقوال مختلفہ اہل علم را مشتمل ومحتوی ست ودر نقل آں معتمد اگرچہ در نفس الامر بعضے ضعیف وبعضے قوی خواہد بود واللہ اعلم بالصواب'' (۲)

سیوطیؒ کی تصانیف اس کے باوجود کہ سیوطیؒ کو علم وعمل میں جلالت شان اور اجتہاد کا مرتبہ حاصل ہے اور ان کی نظر تمام روایات ودرایات پر ہے ایک قسم کا تساہل پایا جاتا ہے، وہ تنقیح وتحقیق اور تصحیح وتضعیف سے بہت کم اعتناء کرتے ہیں ظاہر ہے کہ تبحر اور آگہی، وسعت نظر وعبور دوسری چیز ہے اور صحیح کا غیر صحیح سے امتیاز وجستجو اور قوی سے ضعیف کی اور مرجوح کی راجح سے تمیز ایک دوسری شئ ہے اس لئے علماء محققین ان کی تحقیقات کو دوسرے مصنفین کی شہادت کے بغیر قبول نہیں کرتے اور اہل سنت کے فرقہ اہل بدعت واہل ہوئی کے شور وغوغا بلکہ شیعہ فرقہ کی

---

(۱) غالباً اس لئے شیعہ تذکرہ نگاروں میں سے خوانساری نے روضات الجنات (طبع طہران ۱۳۶۷ھ ص ۲۳۲ میں علامہ سیوطی کو علمائے اہل تشیع میں شمار کیا، حالانکہ ان کو شیعیت سے دور کا بھی کوئی علاقہ نہیں۔

(۲) اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین مطبوعہ نظامی پریس کانپور ۱۲۸۸ھ ص

بیشتر تصانیف ان کی تصانیف کا سرمایہ ہیں اور ان کی تصانیف کا زیادہ سرمایہ
رطب ویابس کا مجموعہ ہے ان تمام خرابیوں کے باوجود ان کی تصانیف
مبتدی و منتہی کا اصل سرمایہ ہیں

سیوطی کی تصانیف میں رطب ویابس کا الزام اور اس کی حقیقت

یہ دعویٰ علامہ سیوطیؒ کی تالیفات رطب ویابس کا مجموعہ ہوتی ہیں' اس لئے قابل اعتماد نہیں' محل نظر ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ علامہ سیوطی کی تالیفات رطب ویابس سب کچھ ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان میں بے سروپا باتیں ہوتی ہیں' یا بغیر سند اور بلا حوالہ اقوال و آثار نقل کر دیئے جاتے ہیں' یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جن علماء نے ان کی تصانیف کے متعلق رطب ویابس کا لفظ استعمال کیا ہے' ان سے ان کا مقصد صرف اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ علامہ موصوف کی تالیفات ایسی نہیں ہیں جن پر آنکھ بند کر کے عمل کیا جا سکے' بلکہ غور و فکر کی محتاج ہیں' علامہ سیوطی کا مزاج جمع و ترتیب کا ضرور ہے لیکن وہ تحقیق و تنقیح سے بھی غافل نہیں رہتے' انہوں نے اپنی کتابوں میں تحقیق و تنقیح کا حق ادا کرنے کی بھی کوشش کی ہے' جہاں سے جو چیز لیتے ہیں اس کا حوالہ بھی دیتے ہیں جس سے اس کا مقام و مرتبہ متعین ہو جاتا ہے اور ہر عالم بادنیٰ تامل یہ جان سکتا ہے کہ اس کی حیثیت کیا ہے۔ علامہ سیوطی کی تالیفات کا یہی طرۂ امتیاز ہے اس طریقہ کو اختیار کرنے سے مباحث کے تمام گوشے پڑھنے والے کے سامنے آجاتے ہیں اور زیر بحث مسئلوں پر تمام ممکن مواد تک اس کی رسائی آسان ہو جاتی ہے' اس لئے وہ رطب ویابس کو کتاب میں پیش کرنے سے گریز نہیں کرتے لیکن اس طرح نہیں کہ قوی اور ضعیف' صحیح اور سقیم میں امتیاز باقی نہ رہے اور رطب و

یاس میں تمیز نہ کی جاسکے' بلکہ وہ ہر کتاب میں کچھ ایسی علامتیں مقرر کردیتے ہیں جس سے ہر صاحب علم صحیح اور سقیم' قوی اور ضعیف کو پوری طرح سمجھ سکتا ہے' اور مسئلہ زیر بحث کے تمام پہلوؤں پر غور کرکے آسانی سے صحیح نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے' اس حقیقت کو نظر انداز کرنے سے علامہ سیوطی کی تالیفات کے متعلق غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں' شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فتاویٰ عزیزیہ میں اس امر کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"بیان آنکہ سیوطی در تصانیف خود رطب ویابس بسیار می آرد' پس این قدر التماس می دارد کہ سیوطی در تصانیف خود رطب ویابس می آورد اما در صدر نقل می گوید کہ اخرج فلان من طریق فلاں کذا پس ازیں عبارت محدث ماہر رابدو وجہ حال آں نقل مفہوم می شود۔

اول ذکر مخرج کہ بعضے مخرجین در کتابہائے آنہا علم اند نزد محدثین کہ ہرچہ در آنجا جاست ضعیف و منکر است لا یعبأ' بہ مثل تفسیر ابن مردویہ' و کامل ابن عدی' و تاریخ خطیب' و فردوس دیلمی و تاریخ ابن عساکر و کتاب العظمہ لابی شیم۔

دوم بیان طریق کہ در ضمن آن مدار سند حدیث از رجال مفہوم می شود و حال آں مدار نزد محدث ماہر معروف است' پس در حقیقت سیوطی ہم اہمال در میان نمودہ و در تفسیر و منثور اکثر ایں طریق بیان را مسلوک می نماید و در کتب دیگر نیز' در حقیقت تصنیف سیوطی ہمیں یک کتاب است یعنی در منثور' و دیگر جمیع رسائل او مثل اتقان و بدور سافرہ و شرح الصدور و غیر ذلک ہمہ مستخرج از ہمیں کتاب اند و علی ہذا القیاس در جمع الجوامع کہ اصل

جامع صغیر است نیز ایں طریقہ ملحوظ دارد"(۱)

اس حقیقت کا اظہار کہ سیوطیؒ اپنی تصانیف میں رطب ویابس زیادہ نقل کرتے ہیں ناظرین کی خدمت میں اتنا عرض کرنا ہے کہ سیوطیؒ اپنی تالیفات میں رطب ویابس بہت نقل کرتے ہیں لیکن شروع میں وہ بتاتے ہیں کہ "اخرج فلان من طریق فلانٍ"

کہ فلاں نے یہ روایت فلاں سند سے نقل کی ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے محدث ماہر کو دو طریقہ سے اس نقل کا حال معلوم ہو جاتا ہے 'اول مخرج کی نشاندہی سے اس لئے کہ بعض مخرجین اپنی کتابوں میں محدثین کے نزدیک معلوم و معروف ہیں کہ جو کچھ ان کے یہاں منقول ہے ضعیف و منکر ہے' وہ قابل اعتماد نہیں جیسے ابن مردویہ کی تفسیر 'ابن عدی کی کتاب الکامل' خطیب کی تاریخ بغداد اور کتاب الفردوس 'دیلمی' تاریخ ابن عساکر اور کتاب الحلیہ لابی نعیم۔

دوسرے روایت سند کا بیان کہ اس کے ضمن میں حدیث کی سند کا جن راویوں پر مدار ہوتا ہے وہ معلوم ہوتے ہیں اور رواۃ کا حال محدث ماہر پر روشن ہو جاتا ہے اس لئے حقیقت میں سیوطیؒ نے حقیقت حال کو آشکارا کرنے میں وتاہی اور کمی نہیں کی تفسیر درمنثور میں زیادہ تر اس طریقے کو اختیار کیا ہے اور دوسری کتابوں میں بھی ان کی یہی روش ہے۔

حقیقت میں سیوطیؒ کی یہی ایک تصنیف ایسی ہے جس سے (بعض موضوعات پر) دوسرے تمام رسائل ماخوذ ہیں چنانچہ اتقان (صرف بیان

(۱) ملاحظہ ہو مجموعہ فتاویٰ عزیزیہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ ج ۲ ص ۸۱۔۸۲

احادیث میں)بدور سافرہ' اور شرح الصدر وغیرہ سب اسی کتاب سے نکالے گئے ہیں' اور علیٰ ہذا القیاس (حدیث میں) جمع الفوائد جو الجامع الصغیر کی اصل ہے اس میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

بعض قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا اعتراض علامہ سیوطی کی زندگی میں بھی ہوا تھا جس کا جواب انہوں نے یہی دیا ہے کہ جن مصنفین کے پیش نظر استیعاب مباحث ہوتا ہے وہ رطب ویابس سب کچھ کتاب میں پیش کرتے ہیں' چنانچہ الخصائص الکبریٰ میں لکھتے ہیں :-

اعلم انی اذکر کل ماقال فیه عالم انه من خصائص' سواء کان علیه اصحابنا ام لا 'مصححًا ام لا' فإن ذلك دأب المتبعین المستوعبین وإن كان الجهلة القاصر ون اذا رأوا مثل ذلك بادروا الى الانكار على مورده (۱)

میں ہر اس بات کو بیان کروں گا جس کی نسبت کسی عالم نے کہا کہ یہ آنحضرت ﷺ کے خصائص میں سے ہے خواہ ہمارے اصحاب اس کے قائل ہوں یا نہ ہوں اور وہ اس کو صحیح تسلیم کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں' اس لئے کہ جن لوگوں کا مقصد تتبع اور استیعاب ہے ان کا یہی طریقہ ہے اگرچہ کم فہم جاہل جب ایسی بات دیکھتے ہیں تو بیان کرنے والے پر ردوقدح کرنے لگتے ہیں۔

اس جواب کا تعلق اگرچہ سیر و مناقب سے ہے جس میں صحیح وغیر صحیح ہر قسم کی روایتیں بیان کی جاتی ہیں تاہم اس سے ان کا مرکزی نقطہ نگاہ واضح ہو جاتا ہے۔

---

(۱) ملاحظہ ہو خصائص الکبریٰ' طبع حیدر آباد دکن ۱۳۲۰ھ ج ۲ ص ۲۲۹

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علامہ سیوطیؒ اپنی تالیفات میں رطب ویابس بغیر حوالہ پیش نہیں کرتے۔

ان امور کی روشنی میں علامہ موصوف کی تالیفات کے جامع' مفید اور مستند ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے جن بالغ نظر علماء نے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کو جامع' مفید اور مستند کہا ہے ان کے پیش نظر بھی یہی نکتہ رہا ہے' چنانچہ شیخ الاسلام غزی شافعی نے ان کی تالیفات پر یہ مختصر و جامع تبصرہ کیا ہے۔

الف المؤلفات الحافلة الكثيرة الكاملة الجامعة النافعة المتقنة المحررة المعتمدة المعتبرة (۱)

موصوف نے نہایت جامع' مبسوط' مفید' پائیدار' قابل اعتبار اور لائق اعتماد کتابیں تالیف کی ہیں۔

ابن العماد حنبلی نے بھی ان تالیفات کے بارے میں "شذرات الذہب فی اخبار من ذہب" میں بعینہ یہی الفاظ نقل کئے ہیں (۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں بھی علامہ سیوطی کی تالیفات کا وہی مقام ہے جو محدث غزی کی نظر میں تھا' مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی کی رائے بھی یہی ہے' وہ لکھتے ہیں :-

و تصانيفة كلها مشتملة على فوائد لطيفة و فرائد شريفة تشهد كلها بتبحره وسعة نظره ودقة فكره (۳)

---

(۱) ملاحظہ ہو الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۸

(۲) شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۳

(۳) التعلیق المجد علی موطاء محمد' طبع نور محمد کراچی ۱۹۶۳ء ص ۲۵

سیوطی کی تمام تصانیف عمدہ فوائد اور اچھے مباحث پر مشتمل ہیں اور ہر کتاب ان کے تبحر، وسعت نظر اور دقت فکر کی شاہد ہے۔

تالیفات سیوطیؒ کی اقسام ثلاثہ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے عام طور پر حسب ذیل تین قسم کی کتابیں لکھی ہیں۔(۱)

(۱) مختصرات یہ وہ کتابیں ہیں جو نصابی و درسی ضروریات کے پیش نظر لکھی گئی تھیں ان میں سے بعض منظوم ہیں(۲) جیسے الفیہ نحو میں، الفیہ اصول حدیث میں، الفیہ معانی و بیان میں تاکہ طلبہ انہیں زبانی یاد رکھ سکیں۔

تفسیر میں تفسیر جلالین، تاریخ اسلامی میں تاریخ الخلفاء متون میں نقایہ اور اس کی شرح اتمام الدرایہ اس کی بہترین مثال ہیں(۳)

(۲) متوسطات، جن سے عام اہل علم اور اساتذہ فائدہ اٹھائیں جیسے متون کی شرحیں الفیہ نحو کی شرح البهجة المرضیه، الفیہ معانی و بیان کی شرح عقود الجمان، اصول حدیث میں تدریب الراوی شرح تقریب النواوی وغیرہ۔

(۳) جوامع، فن کے دائرۃ المعارف جن سے بالغ نظر محققین و مصنفین فائدہ اٹھائیں اور فن میں درک و بصیرت حاصل کریں۔

---

(۱) السیوطیؒ تنویر الحوالک ص ۷، ج ۳ ص ۶۳ بحث اسماء النبی ﷺ

(۲) ایضاً ج ۳ ص ۱۲۹

(۳) نائیجیریا کے مصلح اعظم شیخ عثمان دان فودی کے چھوٹے بھائی شیخ عبداللہ بن فودی صکوتو نجیری المتوفی ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۲۹ء نائیجیریا کے دار الخلافہ صکوتو میں یہی کارنامہ انجام دیا تمام نصابی متون کو عربی میں نظم کا جامہ پہنایا تاکہ طلبہ آسانی سے یاد کر سکیں موصوف کی تالیفات اب تحقیق سے شائع کی جا رہی ہیں۔

علم تفسیر میں الدر المنثور، علوم قرآن میں الاتقان، حدیث میں جمع الجوامع، نحو میں الاشباہ والنظائر، سیرت و معجزات میں الخصائص الکبریٰ، علوم لغت میں المزہر، علم نحو میں ہمع الھوامع شرح جمع الجوامع وغیرہ۔

علامہ سیوطیؒ کی جوامع کتب ایسی اہم و بنیادی کتابیں ہیں کہ عصر حاضر میں یہ کتابیں اگر کسی کتب خانہ میں موجود نہ ہوں تو وہ کتب خانہ علمی کتب خانہ نہیں سمجھا جاتا اور جس عالم و محقق کی نظر ان کتابوں پر نہ ہو وہ کوئی علمی و تحقیقی کام نہیں کر سکتا **ذلك فضل الله يؤتيه من يشآء**

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں جن سے مراجع کی طرف رہنمائی ہوتی ہے یہ ان کا ایسا علمی فیضان ہے جس سے ہر ایک اپنی علمی تشنگی دور کر سکتا ہے اسی وجہ سے ان کی کتابیں ہر طبقہ میں مقبول ہیں اور انہیں سند کا درجہ حاصل ہے موصوف کا بیشتر کام جمع و ترتیب ہے ان کی اپنی تحقیقات کم ہیں بااینہمہ وہ ان کے علوم و فنون میں بالغ نظری، فن میں بصیرت اور ہر فن کی مہمات کتب پر نظر، علوم و فنون سے گہری مناسبت، حسن تلخیص و ترتیب اور حسن بیان پر قدرت کا شاہد عدل ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں عبارت میں پیچیدگی و اغلاق نہیں پایا جاتا۔

مشرق و مغرب میں کہیں کسی زبان میں آج کوئی بڑے سے بڑا دانشور و محقق اسلامی علوم حدیث، تفسیر، فقہ، اصول، رجال سیر، نحو و لغت اور تاریخ کسی موضوع پر قلم اٹھائے اسے سیوطیؒ کی تالیفات سے استفادہ کیے بغیر چارہ نہیں، یہ ان کا ایسا علمی فیضان ہے جو کم کسی کو نصیب ہوا ہے۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی

فن پر لکھتے ہیں چنانچہ موصوف نے الاتقان فی علوم القرآن لکھتے وقت کم وبیش تین سو ستانوے کتابوں سے مراجعت کی، یہی حال المزہر اور ان کی دوسری تالیفات کا ہے جیسا کہ ان کتابوں کے اشاریہ سے عیاں ہے، یہی وجہ ہے کہ متاخرین علماء کا سرمایہ معلومات ہر فن میں زیادہ تر سیوطیؒ کی تالیفات ہیں۔

کثرت تصانیف کے اسباب

علامہ سیوطیؒ نے زمانہ طالب علمی سے کتابیں تالیف کرنا شروع کی تھیں، افتاء، املاء و تدریسی خدمات کے باوجود ان کی تالیفات کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا چنانچہ ۶۲ سالہ مختصر زندگی میں سینکڑوں کتابیں تالیف کیں، موصوف کی کثرت تالیفات کے حسب ذیل وجوہ واسباب ہیں۔

(۱) علامہ سیوطیؒ نے ہر چھوٹی بڑی تحریر وفتویٰ کو خواہ وہ ایک دوورق کا کیوں نہ ہو جداگانہ نام سے موسوم کیا چنانچہ بلاد تکرور سے موصوف کے پاس چند سوالات آئے ان کا جواب لکھا تو اس کا نام "**فتح المطلب المبرور و برد القلب المحرور فی الجواب عن أسئلة التكرور**" رکھا(۱)

(۲) ناقص وناتمام تالیفات جنہیں عام طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے انہیں بھی اپنی تالیفات سے خارج نہیں کیا۔

(۳) ابتدائی دور کی تالیفات جن کی علمی وتحقیقی شان زیادہ بلند نہیں ہوتی، جلیل القدر مصنفین اس قسم کی کتابوں کے انتساب سے گریز کرتے ہیں انہیں بھی موصوف نے اپنی تالیفات میں شمار کیا۔

---

(۱) الحاوی للفتاوی بیروت دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۲، ج۱/ ۲۸۵

(۴) ایک کتاب اگر سات ابواب پر مشتمل ہوئی تو بعض اوقات ہر باب کا جداگانہ نام رکھا اور مجموعہ کا جدا۔ اس طرح ایک کتاب سات جداگانہ ناموں سے مشہور ہوئی اور وہ مجموعہ علیحدہ نام سے موسوم ہوا اس طرح تصانیف کی تعداد بڑھتی گئی' چنانچہ کتاب الاشباہ والنظائر فی النحو' اس کی بہترین مثال ہے موصوف کا بیان ہے۔

وقد افردت كل فن بخطبة و تسمية ليكون كل فن من السبعة تاليفاً مفرداً و مجموع السبعة' هو كتاب كتاب الاشباه والنظائر(۱)

میں نے ہر فن کا آغاز نئے خطبہ اور نئے نام سے کیا تاکہ ہفتگانہ فنون میں سے ہر فن پر ایک مستقل تالیف رہے اور مجموعہ کا نام کتاب الاشباہ والنظائر ہوا۔

(۵) علامہ سیوطیؒ نے کسی موضوع پر کوئی کتابچہ یا رسالہ لکھا اور اسے ایک نام سے موسوم کیا پھر موصوف کو اس موضوع پر زیادہ تفصیل سے لکھنے کا اتفاق ہوا تو وہ کتابچہ یا رسالہ اس کتاب میں پورا آگیا باینہمہ موصوف نے اس کتابچہ یا رسالہ کی سابقہ حیثیت اور نام کو نظر انداز نہیں کیا اسے بھی مستقل حیثیت سے زمرہ تالیفات میں برقرار رکھا چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے جب کتاب الاشباہ والنظائر فی النحو کا باب سوم جس کا عنوان ہے۔

فن بناء المسائل بعضها على بعض لکھا تو اس موضوع پر السلسلہ کے نام سے جو کتابچہ یا رسالہ پہلے سے موجود تھا وہ تمام تر اس میں آچکا تھا اس کے باوجود اس تالیف کی مستقل حیثیت کو برقرار رکھا چنانچہ موصوف کا بیان ہے۔

وقد الفت فيه قديماً تاليفاً لطيفاً مسمىٰ بالسلسلة (۲)

---

(۱) السیوطی' کتاب الاشباہ والنظائر تحقیق عبدالرؤف سعد' القاہرہ مکتبات الکلیات الازہریہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء ص ۷

(۲) حوالہ سابقہ۔

اور اس سے پہلے بھی میں اس موضوع پر ایک تالیف لطیف جس کا نام السلسلۃ ہے لکھ چکا ہوں۔

اس طرح علامہ سیوطیؒ کی تالیفات بڑھتی گئیں۔

(۶) علامہ سیوطیؒ نے کسی موضوع پر کوئی کتاب لکھی اس کا کوئی نام رکھا پھر اس کی شرح کی اس کا جداگانہ نام رکھا اس کے بعد اس کی تلخیص کی یا مختصر تیار کیا اسے مستقل نام دیا اس طرح ایک کتاب سے تین کتابیں تیار کیں اور تصانیف کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا چنانچہ موصوف تنویر الحوالک میں رقم طراز ہیں :-

میں نے پچھلے دور میں رسالت مآب ﷺ کے اسماء گرامی تتبع و جستجو سے ڈھونڈے تو ان کی تعداد چار سو تک پہنچی ان کی شرح ایک جلد میں لکھی اس کا نام المرقاۃ رکھا پھر ایک جزء میں اس کی تلخیص کی اس کا نام الریاض الانیقہ رکھا پھر اس کا خلاصہ ایک مختصر میں تیار کیا اس کا نام الوسیلہ رکھا(۱)

اسی طرح وہ عادات و خصائل جن کی وجہ سے عرش الٰہی کے سایۂ تلے رہنا نصیب ہوتا ہے انہیں اسانید کے ساتھ جمع کیا اس کا نام (۲) بزوغ الھلال فی الخصال الموجبۃ للظلال رکھا(۳)

ان مذکورۂ بالا اسباب کی وجہ سے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی تھی۔

(۷) کبھی موصوف نے کسی تالیف میں کچھ اضافہ کیا تو پہلی اور دوسری تالیف کے نام

---

(۱) تنویر الحوالک شرح علی موطا مالک القاہرہ۔ عبدالمجید احمد حنفی ۱۳۵۲ھ ج ۳ ص ۱۶۳

(۲) تمہید الفرش فی الخصال الموجبۃ لظل العرش رکھا پھر اس کو مختصر کیا اور اس کا نام اوپر مذکور ہے

(۳) ایضاً ۳/۱۲۹

میں کوئی صفت بڑھا کر ایک کو دوسرے سے ممتاز کیا اس طرح دو کتابیں بنائی گئیں' چنانچہ اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ میں دوسری بار جب ۹۰۵ھ میں موضوعہ احادیث کا مزید اضافہ کیا تو پہلے نسخہ کو الموضوعات الصغریٰ اور دوسرے نسخہ کو الموضوعات الکبریٰ کے نام سے موسوم کیا' اس طرح تالیفات کے ناموں میں اضافہ ہوا اور ان کی تعداد بھی بڑھتی گئی(۱)

علامہ سیوطیؒ کی تصانیف کی تعداد

کثرت تالیفات میں علامہ سیوطی قدماء کی یادگار تھے اور متاخرین میں بہت ہی کم علماء ان کی ہمسری کر سکتے ہیں' ان کی تصانیف کی تعداد کے متعلق مؤرخین اور تذکرہ نگاروں کے اقوال مختلف ہیں' خود سیوطی نے "حسن المحاضرہ" میں اپنی تالیفات کی تعداد تین سو بتائی ہے' یہ تعداد ان تالیفات کے علاوہ ہے جن سے انہوں نے رجوع کیا تھا' یا دریابرد کر لیا تھا' یہ کتابیں فن تفسیر' حدیث' قرأت' فقہ' عربیت اور آداب وغیرہ میں ہیں(۲)

ان کے تلمیذ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے ذیل الطبقات میں تالیفات کی تعداد چار سو ساٹھ لکھی ہے(۳) نواب صدیق حسن خاں صاحب قنوجی نے لکھا ہے کہ ان کی چھوٹی بڑی تالیفات کی تعداد چار سو ساٹھ تک پہنچتی ہے(۴) جرمن مستشرق بروکلمان نے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تالیفات کی تعداد چار سو پندرہ بیان کی ہے۔

---

(۱) اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعة' القاہرة المطبعة الادبیہ ۱۳۱۷ھ ج ۱ ص ۲

(۲) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۹۰

(۳) ذیل الطبقات بحوالہ بر الامام السیوطی و تحقیق موضعہ از احمد تیمور پاشا طبع قاہرہ ۱۹۲۶ء ص ۴

(۴) اتحاف النبلاء المتقین ص ۲۹۱

مؤرخ نجم الدین غزی نے سیوطی کے نامور شاگرد شمس الدین داودی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے علامہ سیوطیؒ کے تذکرہ میں ان کی تالیفات کو نام بنام گنایا ہے' ان کی تعداد پانچ سو سے اوپر ہے جو شہرت کی بنا پر تفصیل سے مستغنی ہیں(۱)

علامہ سیوطی کی تصانیف پر ہندوستان میں غالباً سب سے پہلی کتاب مولانا عبدالاول جونپوری (۱۲۸۴-۱۳۳۹ھ) نے لکھی' جو شکر المعطی فی ذکر مؤلفات الامام السیوطی کے نام سے شائع ہو چکی ہے' اس میں انہوں نے ان کی تالیفات پانچ سو سے زیادہ گنائی ہے' چنانچہ وہ "وفیات المشاہیر" میں لکھتے ہیں۔

"آپ کی تصانیف پانچ سو سے زیادہ ہیں جن کو میں نے شکر المعطی میں شمار کر دیا ہے۔"(۲)

مولانا عبدالحئی فرنگی محلی کا بھی یہی مختار ہے' چنانچہ الفوائد البھیہ میں فرماتے ہیں۔

وقد زادت علی خمسمائة شهرة ذكره تغني عن وصفه (۳)

سیوطی کی تالیفات پانچ سو سے زیادہ ہیں ان کی شہرت بیان سے مستغنی ہے

جمیل بک العظم نے تصانیف کی تعداد تقریباً پانچ سو چھتر لکھی ہے(۴)

مشہور مستشرق فلوگل نے کسی بالغ نظر عالم کی مرتب کردہ فہرست تالیفات الامام السیوطی کے نام سے کشف الظنون کے آخر میں شامل کی ہے' کشف الظنون لاطینی ترجمہ کے ساتھ لیپزک سے ۱۸۳۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں تالیفات کی تعداد ۵۶۰ (۵) علامہ سیوطی کے تلمیذ خاص مورخ مصر ابن ایاس حنفی المتوفی ۹۳۰ھ کا بیان ہے کہ سیوطی کی تالیفات کی تعداد چھ سو تک پہنچتی ہے(۶)

---

(۱) الکواکب السائرۃ ج ۱ ص ۲۲

(۲) وفیات المشاہیر مطبوعہ جادو پریس جونپور ص ۴

(۳) الفوائد البھیہ مع التعلیقات السنیہ' مطبع چشمہ فیض ۱۳۰۲ھ ص ۱۵

(۴) عقود الجواہر فی تراجم من لہم خمسون تصنیفاً فمائة فاکثر طبع بیروت ۱۳۲۶ھ ص ۱۹۵ تا ۲۱۶

(۵) ملاحظہ ہو کشف الظنون طبع لیپزک لیڈن ج ۶ ص ۶۶۵

(۶) بدائع الزہور فی وقائع الدہور ج ۳ ص ۶۳

شیخ محی الدین عبد القادر عیدروسی المتوفی ۱۰۳۸ھ النور السافر میں لکھتے ہیں۔

وصلت مصنفاته نحو الستمائة مصنفاً سوی مارجع عنه و غسّله

سیوطی کی تصانیف کی تعداد ان تصانیف کے علاوہ جن سے انہوں نے رجوع کیا یا ان کو دھوڈالا چھ سو کے قریب ہے۔

محدث بدر الدین محمد بن یحییٰ قرانی مالکی المتوفی ۱۰۰۸ھ اپنے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الصفا شہاب الدین بحری کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

انه قرأ علی شیخه الحافظ السیوطی فهرس اسماء مؤلفاته قال وهی ستمأیة (۱)

انہوں نے اپنے شیخ حافظ سیوطی کو ان کی مولفات کی فہرست پڑھ کر سنائی تھی ان کا بیان ہے کہ وہ چھ سو تھیں۔

شیخ شہاب الدین احمد مکناسی المتوفی ۱۰۲۵ھ درۃ الحجال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں

ان تصانیفه لا تحصی تجاوز الالف (۲)

ان کی تالیفات حد شمار سے باہر ہیں وہ ہزار سے بھی اوپر ہیں

شہرت و قبولیت

ان کی کتابیں اطراف عالم میں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور مسلمان ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

موصوف کی تالیفات کی قبولیت کا اندازہ اس کے حسب ذیل بیان سے کیا

---

(۱) فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹

(۲) درۃ الحجال بحوالہ فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹

جاسکتا ہے، وہ فرماتے ہیں۔

"۸۵۷ھ میں دیار مغرب سے صوفی یحییٰ بن ابی بکر المشہور بابن الجود مصراتی آئے، میری تالیفات میں تکملہ تفسیر شیخ جلال الدین محلی، الفیۃ المعانی، شرح النقایہ اور الکلم الطیب خرید کر وطن لے گئے پھر ۸۸۲ھ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ آئے، ان کا بیان ہے کہ وہاں کے اہل علم کو میری تالیفات سے اعتناء ہے وہ ان میں مقبول ہیں، اس مرتبہ وہ تالیفات میں الاتقان فی علوم القرآن، التوشیح علی الجامع الصحیح تاریخ الخلفاء اور البدیعیہ لے گئے۔(۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے ۸۸۲ھ تک علامہ سیوطی دیار مغرب تک نہیں گئے تھے۔

۸۸۴ھ میں میرے والد کے تلامذہ سلطان کے ایلچی امیر یشبک جمالی کے ہمراہ، شام، حلب، بلاد روم، بصری اور اسطنبول گئے تو میری تالیفات میں، الاتقان، جمع الجوامع فی العربیہ، شرح الفیۃ المعانی، نقایہ، شرح النقایۃ، شرح التقریب، اصول النحو (الاقتراح) اسباب النزول، شرح الفیۃ العراقی، شرح الفیۃ ابن مالک، الفیۃ الحدیث، الفیۃ النحو، الاشباہ والنظائر، نیز میری بہت سی دوسری مختصر کتابیں اپنے ہمراہ لے گئے اس طرح میری سو سے زیادہ کتابیں اس وقت (۸۸۴ھ تک ان دیار میں پہنچ گئی ہیں(۲)

اس سے ظاہر ہے ۸۸۴ھ تک بلاد شام کی طرف موصوف کو سفر کا اتفاق نہیں ہوا تھا

نور الدین بیطار جو اچھا خوشنویس تھا شام سے آیا میں نے اسے شیخونیہ میں ٹھہرایا، وہ ایک سال سے زیادہ رہا، اس نے تین سے زیادہ تالیفات نقل کیں اور شام لے گیا، پھر آیا تو پھر تیس سے زیادہ کتابیں لے گیا۔(۳)

---

(۱) السیوطی۔ کتاب التحدیث بنعمۃ اللہ ج ا ص ۱۵۵۔

(۲) ایضاً ص ۱۵۷ (۳) ایضاً

شیخ محی الدین عبدالقادر عیدروسی المتوفی ۱۰۳۸ھ النور السافر میں لکھتے ہیں۔

وصلت مصنفاته نحو الستمائة مصنفاً سوی مارجع عنه و غسّله

سیوطی کی تصانیف کی تعداد ان تصانیف کے علاوہ جن سے انہوں نے رجوع کیا یا ان کو دھوڈالا چھ سو کے قریب ہے۔

محدث بدرالدین محمد بن یحییٰ قرانی مالکی المتوفی ۱۰۰۸ھ اپنے شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الصفا شہاب الدین بکری کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

انه قرأ علی شیخه الحافظ السیوطی فهرس اسماء مؤلفاتة قال وهی ستمأیة (۱)

انہوں نے اپنے شیخ حافظ سیوطی کو ان کی مولفات کی فہرست پڑھ کر سنائی تھی ان کا بیان ہے کہ وہ چھ سو تھیں۔

شیخ شہاب الدین احمد مکناسی المتوفی ۱۰۲۵ھ درۃ الحجال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں

ان تصانیفة لا تحصی تجاوز الالف (۲)

ان کی تالیفات حد شمار سے باہر ہیں وہ ہزار سے بھی اوپر ہیں

شہرت و قبولیت

ان کی کتابیں اطراف عالم میں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور مسلمان ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

موصوف کی تالیفات کی قبولیت کا اندازہ اُس کے حسب ذیل بیان سے کیا

---

(۱) فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹

(۲) درۃ الحجال بحوالہ فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹

جاسکتا ہے' وہ فرماتے ہیں۔

"۸۸۵ھ میں دیار مغرب سے صوفی یحیٰ بن ابی بکر المشہور بابن الجود مصراتی آئے' میری تالیفات میں تکملہ تفسیر شیخ جلال الدین محلی' الفیۃ المعانی' شرح النقایہ اور الکلم الطیب خرید کر وطن لے گئے پھر ۸۸۲ھ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ آئے' ان کا بیان ہے کہ وہاں کے اہل علم کو میری تالیفات سے اعتناء ہے وہ ان میں مقبول ہیں' اس مرتبہ وہ تالیفات میں الاتقان فی علوم القرآن' التوشیح علی الجامع الصحیح تاریخ الخلفاء اور البدیعیہ لے گئے۔(۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے ۸۸۲ھ تک علامہ سیوطی دیار مغرب تک نہیں گئے تھے۔

۸۷۴ھ میں میرے والد کے تلامذہ سلطان کے ایلچی امیر یشبک جمالی کے ہمراہ' شام' حلب' بلاد روم' بصریٰ اور اسطنبول گئے تو میری تالیفات میں الاتقان' جمع الجوامع فی العربیہ' شرح الفیۃ المعانی' نقایہ' شرح النقایہ' شرح التقریب' اصول النحو (الاقتراح) اسباب النزول' شرح الفیۃ العراقی' شرح الفیۃ ابن مالک' الفیۃ الحدیث' الفیۃ النحو' الاشباہ والنظائر' نیز میری بہت سی دوسری مختصر کتابیں اپنے ہمراہ لے گئے اس طرح میری سو سے زیادہ کتابیں اس وقت (۸۷۴ھ تک ان دیار میں پہنچ گئی ہیں(۲)

اس سے ظاہر ہے ۸۸۲ھ تک بلاد شام کی طرف موصوف کو سفر کا اتفاق نہیں ہوا تھا

نور الدین بیطار جو اچھا خوشنویس تھا شام سے آیا میں نے اسے شیخونیہ میں ٹھہرایا' وہ ایک سال سے زیادہ رہا' اس نے تین سے زیادہ تالیفات نقل کیں اور شام لے گیا' پھر آیا تو پھر تیس سے زیادہ کتابیں لے گیا۔(۳)

---

(۱) السیوطی۔ کتاب التحدیث بنعمۃ اللہ ج ۱ ص ۱۵۵؛

(۲) ایضاً ص ۱۵۷ (۳) ایضاً

حافظ سید عبدالحئ کتانی کو مصر میں علامہ سیوطی کی تالیفات کی جو فہرست کتب دستیاب ہوئی تھی اس میں ان کی وفات سے سات سال قبل کی ۹۰۴ تالیفات کا ذکر تھا' یہ غالباً ان کی تصانیف کی کل تعداد ہے جس میں وہ سب کتابیں داخل ہیں جن سے موصوف نے رجوع کیا یا جو رد یا رد کر دی تھیں (۱)

ان کی تالیفات نصابی و درسی ضروریات کی تکمیل کا ذریعہ رہی اس وجہ سے ان کی شرح و حاشیہ نگاری کا سلسلہ اہل علم میں جاری رہا اور ان کی تالیفات سے بعض ایسی تالیفات بھی جو مکمل نہ کی جا سکیں جیسے تنویر الحوالک' جیسا کہ آئندہ ابواب میں علامہ سیوطی کے بیان سے عیاں ہے علماء طلبہ اور محققین میں متداول و مقبول رہیں۔

تصانیف کی شہرت و مقبولیت

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات میں بلاشبہ منقولات کا حصہ زیادہ ہوتا ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں معلومات و فوائد کا ایسا نادر ذخیرہ یکجا مل جاتا ہے جو اور کتابوں میں یکجا نہیں مل سکتا اس لئے ان کی تالیفات کو ان کی حیات ہی میں قبولیت عام کی سند حاصل ہو گئی تھے' مورخ غزی کا بیان ہے۔

وقد اشتهر اكثر مصنفاته فى حياته فى البلاد الحجازية والشامية والحلبية و بلاد الروم والمغرب و التكرور والهند واليمن (۲)

ان کی اکثر تالیفات ان کی حیات میں بلاد حجاز' شام' حلب' بلاد روم' مغرب تکرور' ہندوستان اور یمن میں مشہور ہو گئیں۔

---

(۱) ایضاً کتاب مذکور درۃ الجمال بحوالہ فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹

(۲) الکواکب السائرج ۱ ص ۲۲۸

شذرات الذہب فی اخبار من ذہب میں مذکور ہے :-

وقد اشتہر اکثر مصنفاتہ فی حیاتہ فی اقطار الارض شرقاً و غرباً (۱)

ان کی حیات ہی میں ان کی اکثر تصنیفات دنیا کے گوشہ گوشہ میں مشرق سے مغرب تک پھیل گئی تھیں۔

قاضی محمد بن علی شوکانی فرماتے ہیں :-

و تصانیفہ فی کل فن من الفنون مقبولۃ وقد سارت فی الاقطار سیر النہار (۲)

ان کی تصنیفات ہر فن میں مقبول ہیں اور روز روشن کی طرح عالم میں پھیل گئی ہیں۔

محدث شوکانی نے ایک اور موقع پر لکھا ہے :-

ان مؤلفاتہ انتشرت فی الاقطار و سارت بھذا الرکبان الی الأنجاد والا غوار و رفع اللہ لہ من الذکر الحسن والثناء الجمیل مالم یکن لأحد من معاصریۃ (۳)

ان کی تالیفات چار دانگ عالم میں پھیلیں، شہ سوار ان کو بالائی اور نشیبی حصوں میں لے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو شہرت و نیک نامی کی وہ عزت ور فعت بخشی جو ان کے معاصرین میں کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔

مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی نے التعلیقات السنیہ میں لکھا ہے :-

جلال الدین ، صاحب التصانیف التی سارت بہ الرکبان و انتفع بہ الانس و الجان (۴)

جلال الدین ایسے صاحب تصانیف ہیں کہ ان کی کتابوں کو سوار لے اڑے

---

(۱) شذرات الذہب از محمد بن العماد حنبلی ج ۸ ص ۵۳

(۲) البدر الطالع ج ۱ ص ۳۲۸

(۳) ایضاً ج ۱ ص ۳۳۴

(۴) الفوائد البہیہ والتعلیقات السنیہ ص ۱۵

اور ان سے انس و جن مستفید ہوئے۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی "اتحاف النبلاء والمتقین" میں رقم طراز ہیں :-

"مصنفاتش۔ در اقطار ارض از شرق و غرب منتشر گردیدہ و مسلمانان بداں منتفع شدند۔"(۱)

ان کی تصنیفات مشرق و مغرب میں ہر طرف پھیل گئی ہیں اور مسلمان ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں

تصانیف سے اہل علم کا اعتناء

سیوطی کی وفات کے بعد ان کی تصانیف کی قبولیت و شہرت بڑھتی رہی جس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ علماء اور مؤلفین کا ہمیشہ ان کی تالیفات کے ساتھ اعتناء رہا' ان کی شرحیں اور حاشیے لکھے گئے ان کی حیات میں بعض علماء نے تمام عمر ان کی تصانیف کے مطالعہ میں بسر کی' مؤرخ غزی شیخ حسن بن ثابت زمزمی المتوفی ۹۲۱ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں :-

اعتنى بعلم الزيارج و بتصانيف الشيخ جلال الدين السيوطي رحمه الله(۲)

انہوں نے فن زیارج اور سیوطیؒ کی تصانیف سے بڑا اعتناء کیا

حافظ محمد بن طولون حنفی دمشقی المتوفی ۹۵۳ھ نے جو کثیر التصانیف علماء میں سے تھے اپنی مشہور تصنیف کتاب التعلیقات میں علامہ سیوطی کی بہت سی تالیفات کو

---

(۱) اتحاف النبلاء المتقین طبع نظامی کانپور ۱۲۸۸ھ ص ۲۹۱

(۲) الکواکب السائرج ۱ ص ۱۷۷

جمع کیا ہے 'ابو الفلاح عبدالحیٰ بن العماد حنبلی المتوفی ۱۰۸۹ھ کا بیان ہے :-

کتب بخطه کثیرا من الکتب وعلق ستین جزاء سماها بالتعلیقات و کل جزء منها یشتمل علی مؤلفات کثیرة اکثرها من جمعه و منها کثیر من تالیفات شیخه السیوطی و کان واسع الباع فی غالب العلوم المشهورة (۱)

انہوں نے اپنے قلم سے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور ساٹھ جزء کی ایک کتاب مرتب کی ہے 'جو کتاب التعلیقات کے نام سے موسوم ہے 'اس کا ہر جزء بہت سی کتابوں پر مشتمل ہے جو زیادہ تر ان کی اپنی جمع کردہ ہیں اور بہت سی ان کے شیخ سیوطی کی تالیفات ہیں جنہیں اکثر علوم متداولہ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔
انہی وجوہ سے شیخ عبدالوہاب شعرانی نے فرمایا ہے :-

لولم یکن للسیوطی من الکرامات الا اقبال الناس علی تآلیفه فی سائر الاقطار بالکتابة والمطالعة لکان ذلک کفایة (۲)

علامہ سیوطی کی اگر اور کرامتیں نہ ہوتیں تو ان کے لئے یہی کرامات کافی تھی کہ عالم میں ہر طرف اہل علم ان کی کتابوں کے مطالعہ و کتابت میں مصروف ہیں۔
شیخ الاسلام محمد غزی سامانی المتوفی ۱۰۶۱ھ کا قول ہے :-

ولو لم یکن له من الکرامات الا کثرة المؤلفات مع تحریرها و تدقیقها کفی ذالك شاهدا لمن یومن بالقدر (۳)

---

(۱) ملاحظہ ہو شذرات الذہب ج ۸ ص ۲۹۹

(۲) فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۹

(۳) الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۹ و شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۴

علامہ سیوطی کی اگر کرامتیں نہ ہوتیں تو ان کی تالیفات کی کثرت اور تحقیق و تنقید ہی ایک مرد مومن کے لئے ان کی کرامت کا ثبوت ہے۔

اس سلسلہ میں حافظ سید عبدالحیّ کتانی کا تبصرہ بھی پڑھنے کے لائق ہے، وہ لکھتے ہیں :۔

قلت هذا امر جدير بالا عتبار فان مؤلفاته بالنسبة لمعاصريه و شيوخه حصلت على اقبال عظم عند الامة الاسلامية لم يحصل عليها غيره ولا تكاد تجد خزانة في الدنيا عربية او عجمية تخلو عن العدد العديد منها بخلاف مؤلفات اقرانه و شيوخه فانها اعزمن بيض الانوق (۱)

یہی امر کیا کم لائق اعتبار ہے کیونکہ امت مسلمہ کی جیسی عظیم توجہ ان کی تالیفات پر رہی ہے ایسی توجہ ان کے معاصرین اور شیوخ وغیرہ کی تالیفات پر نہیں رہی ہے، دنیائے عرب و عجم کا کوئی کتب خانہ ان کی متعدد تصانیف سے خالی نہیں ہے، اس کے برعکس ان کے ہمسر اور شیوخ کی تالیفات کا یہ حال ہے کہ وہ شکرہ کے انڈوں سے بھی زیادہ نایاب ہیں۔

---

(۱) فہرس الفہارس والاثبات تحقیق احسان عباس، بیروت دار الغرب الاسلامی ۱۴۰۶ھ ج: ۲ ص: ۱۰۱۹



باب پنجم

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تفسیر، حدیث، فقہ، عربیت، صرف ونحو، معانی وبیان، ادب، لغت، سیر، تاریخ وتذکرہ میں جو شاندار خدمات ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ اس لئے ان اسلامی علوم میں ان کی بعض مشہور تالیفات کا تعارف اور ان پر تبصرہ ہدیہ ناظرین ہے۔

علوم تفسیر میں ان کی بعض مشہور کتابوں کا تعارف :

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر اور علوم قرآن کے موضوع پر کم و بیش ۲۵ کتابیں یادگار چھوڑی ہیں ان میں سے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں چار کتابیں (۱)تفسیر جلالین (۲)مجمع البحرین و مطلع البدرین (۳)ترجمان القرآن فی تفسیر المسند اور (۴) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔

اختصار مطالب اور صحت مفہوم کے اعتبار سے تفسیر جلالین کی نظیر نہیں' روایت و درایت کی جامعیت کے لحاظ سے مجمع البحرین اپنی نظیر آپ ہوتی اگر مکمل ہو جاتی' روایتی نقطہ نظر سے ترجمان القرآن سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں' اور اس کا اختصار الدر المنثور اپنی افادیت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے علامہ موصوف کی انہی چند کتابوں پر تبصرہ ہدیہ ناظرین ہے۔

(۱) تفسیر جلالین

یہ قرآن مجید کی نہایت مختصر تفسیر ہے اس کو ایسے دو مفسروں نے جن کا لقب جلال الدین تھا' مرتب کیا ہے اس لئے یہ تفسیر جلالین کے نام سے مشہور ہے ان دو جلیل القدر مفسروں میں پہلے جلال الدین محمد بن احمد الشافعی محلی(۱) اور دوسرے جلال الدین شافعی سیوطیؒ ہیں۔

---

(۱) شمس الدین محمد بن علی الداودی' طبقات المفسرین' بیروت' دار الکتب العلمیہ ج ا ص ۱۰۰

تفسیر جلالین کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس کا نصف ثانی پہلے لکھا اور نصف اول بعد میں ترتیب دیا گیا ہے، شیخ جلال الدین محلی شافعی التوفی ۸۶۴ھ نے پہلے سورۃ الکھف سے سورۃ الناس تک تفسیر لکھی تھی، غالباً موصوف نے یہ حصہ اس لئے پہلے مرتب کیا کہ یہ نصف اول کی بنسبت زیادہ آسان ہے، اس کے بعد نصف اول کی تفسیر لکھنا شروع کی سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی تھی کہ ۸۶۴ھ میں شیخ موصوف کا انتقال ہو گیا، اور یہ مختصر تفسیر ناقص رہ گئی۔

علامہ محلیؒ (۱) کی یہ تفسیر حقیقت میں شیخ موفق الدین احمد موصلی کواشی التوفی ۶۸۰ھ کی مختصر تفسیر التلخیص سے ماخوذ ہے چنانچہ سیوطیؒ کا بیان ہے۔

شیخ احمد بن یوسف بن حسن بن رافع موصلی کواشی نے مختصر تفسیر لکھی تھی اس تفسیر پر علامہ محلی نے اعتماد کیا ہے لیکن میں نے تکملہ لکھتے ہوئے تفسیر الوجیز از واحدی، تفسیر البیضاوی، اور تفسیر ابن کثیر کو پیش نظر رکھا ہے۔(۲)

ان وجوہ سے تفسیر جلالین کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس تفسیر سے مغز سخن اور مراد و مطالب تک بآسانی رسائی ہو جاتی ہے تاہم بعض جگہ تفسیر میں ان کے

---

(۱) علامہ محلی کو علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی التوفی ۷۹۱ھ سے کمال مشابہت کی وجہ سے تفتازانی عرب کہا جاتا ہے، ان کو علوم معقولہ میں ایسا ہی کمال حاصل تھا جیسا علامہ تفتازانی کو حاصل تھا، تصنیف و تالیف کا بھی وہی انداز ہے جو علامہ موصوف کا انداز تھا، پھر انہی کی طرح قبولیت بھی حاصل ہے علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے۔

ألف كتبا تشد إليها الرجال في غاية الاختصار، والتحرير، والتنقيح و سلاسة العبارة و حسن المزج والحل يرفع الإيراد، وقد أقبل عليها الناس وتلقوها بالقبول و تداولوها (حسن المحاضرة في اخبار مصر و القاهره) طبع مصر ۱۲۹۹ھ، ج ۱ ص ۲۵۳

(۲) شمس الدین محمد بن علی الداودی، طبقات المفسرین بیروت دار الکتب العلمیہ، ج ۱ ص ۱۰۰

قلم سے لغزش ہوئی ہے ایسے مواقع پر حاشیہ نگاروں نے گرفت بھی کی ہے۔

علامہ محلی کی اس مختصر تفسیر قرآن کے ناقص رہ جانے کا اہل علم کو بہت صدمہ تھا زمانہ دراز کے بعد شیخ محلیؒ کے بھائی شیخ کمال الدین محلی نے ایک خواب دیکھا در اصل یہی خواب اس تفسیر کے تکملہ کا باعث بنا (جیسا کہ آگے آتا ہے) گویا کہ قرعۂ فال علامہ سیوطیؒ کے نام نکلا اس واقعہ کو علامہ سیوطیؒ نے "تکملہ جلالین" کے آخر میں نقل کیا ہے جو تفسیر جلالین کے مطبوعہ نسخوں میں منقول نہیں ہے، لیکن مفسر شیخ سلیمان شافعی نے وہ واقعہ علامہ سیوطیؒ کے اصل نسخہ جلالین "الفتوحات الالہیہ" میں سے بتمامہ نقل کیا ہے، جو ہدیہ ناظرین ہے۔

شیخ شمس الدین طوخی کا بیان ہے :-

مجھ سے میرے دوست شیخ کمال الدین محلی نے جو علامہ جلال الدین محلی کے بھائی تھے بیان کیا کہ انہوں نے ایک خواب میں اپنے بھائی جلال الدین محلی کو دیکھا کہ ان کے سامنے ہمارے دوست شیخ جلال الدین سیوطیؒ بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ہاتھوں میں اپنی لکھی ہوئی تفسیر ہے اور علامہ محلی فرما رہے ہیں کہ اس تفسیر کے ان دونوں حصوں میں سے کون سا حصہ اسلوب بیان کے اعتبار سے بہتر ہے میرا، یا آپ کا علامہ محلی نے فرمایا تم خود دیکھو، اور چند مقامات کی طرف اشارہ بھی کیا، اس میں اعتراضات کی طرف لطیف اشارہ بھی تھا، علامہ سیوطی پر علامہ محلی کی طرف سے جو اعتراض ہوتا، موصوف اس کا جواب دیتے اور شیخ محلیؒ سن کر مسکراتے اور ہنستے رہتے تھے۔

جلالین کے ہر دو حصوں میں بنیادی فرق

علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے کہ میرا یہ اعتقاد ویقین ہے کہ وہ وضع واسلوب جس کی شیخ محلی نے اپنی تفسیر میں طرح ڈالی ہے میرے طریقہ واسلوب سے زیادہ بہتر ہے اور حسن تالیف میں وہ حصہ فائق وممتاز ہے (۱)

علامہ سیوطیؒ نے اسلوب بیان اور طریقہ تفسیر میں شیخ محلی کی اتباع کی ہے اور ان کے طریقہ ونہج پر کتاب مذکور کا تکملہ لکھا ہے' موصوف کا بیان ہے :-

وقد اكملته بتكملة على نمطه من اول البقرة الى آخر الاسراء

میں نے تکملہ جلالین انہی کے انداز پر سورہ بقرہ سے آخر سورۂ اسراء تک مکمل کیا ہے

تفسیر جلالین میں علامہ سیوطیؒ کا التزام

علامہ سیوطی نے آغاز کتاب میں بصراحت لکھا ہے کہ اس تفسیر میں ہر جگہ حسب ذیل چار باتوں کا التزام کیا گیا ہے۔

(۱) تفسیر اس انداز پر کی گئی ہے کہ کلام اللہ کے معنی آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔

(۲) قول راجح کو اختیار کیا گیا ہے۔

(۳) ضروری اعراب کو بیان کیا گیا ہے۔

(۴) مختلف قرأتوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے اور طولانی بحثوں سے احتراز کیا گیا ہے (۲)

بشر لازمہ بشریت سے کیونکر خارج ہو سکتا ہے' بعض مقامات پر دونوں مفسروں سے تفسیر میں لغزش ہوئی انہوں نے قول راجح کے بجائے قول مرجوح نقل کیا' بلکہ ساقط الاعتبار قول درج کیا ہے

(۱) ملاحظہ ہو' تفسیر جلالین مع الکمالین والزلالین' طبع نولکشور لکھنو ۱۳۱۷ھ ص ۴
(۲) ایضاً

لغزش قلم

علامہ سیوطیؒ نے آیت شریفہ فلما اتٰها صالحاً جعلا له شركاء فيما اتهما . فتعلى الله عمّا يشركون (۹/۱٤) وغیرہ کی تفسیر میں اور علامہ محلی نے آیت شریفہ اذ دخلوا علىٰ داؤد ففزع منهم قالو لا تخف خصمٰن بغى بعضنا علىٰ بعضٍ فاحكم بيننا بالحق ولا تشطط و اهدنآ الىٰ سوآء الصراط (۲۳/۱۱)

اور آیت شریفہ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبى الا اذا تمنى القى الشيطٰن فى امنية فينسخ الله ما يلقى الشيطٰن ثم يحكم الله آيته ١٧/١٤ کی تفسیر میں ایسا ہی کیا ہے(۱)

نیز بعض جگہ تفسیر بھی مناسب الفاظ سے نہیں کی مثلاً آیۂ شریفہ وعلم آدم الأسماء كلها کی تفسیر میں رقمطراز ہیں :-

حتى القصعة والقصيعة والفسوة والفسيوة والمعزفة (۲)

تا آنکہ بڑا اور چھوٹا پیالہ، زور کا پاد اور پھسکی اور۔۔۔۔۔۔

یہ اہم تکملہ تفسیر علامہ سیوطیؒ نے صرف چالیس دن کی قلیل مدت میں مکمل کیا تھا فرماتے ہیں الفقة فى مدة قدر ميعاد الكليم میں نے اس کو مدت میعاد کلیم (چالیس دن) میں مرتب کیا ہے ۔ علامہ موصوف نے فراغت تالیف کا جو سن تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے :-

فرغ من تاليفه يوم الاحد عاشر شوال سنة سبعين و ثما نمائة و (كان) الابتداء فيه يوم الاربعاء مستهل رمضان من السنة المذكوره و فرغ من

(۱) ملاحظہ ہو تفسیر الجلالین مع الكمالين والزلالین، طبع نولکشور لکھنؤ ۱۳۱۷ھ ص ۴۴۔۳۷
(۲) جلالین، کراچی، اصح المطابع ۱۳۶۶ھ، ص: ۸

تبيضية يوم الاربعاء سادس صفر سنة احدى و سبعين و ثما نمائة

وہ (سیوطی) اس کی تالیف سے بروز یکشنبہ دس شوال ۸۷۰ھ میں فارغ ہوا اور اس کا آغاز بروز شنبہ یکم رمضان سال مذکور میں ہوا اور اس مسودہ کو بدھ کے دن چھ صفر ۸۷۱ھ میں صاف کیا۔

مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہے کہ یہ تکملہ تفسیر علامہ محلیؒ کی وفات کے چھ سال بعد مرتب ہوا اور اس وقت علامہ سیوطی صرف بائیس برس کے تھے، تفسیر کے موضوع پر یہ علامہ موصوف کا پہلا کارنامہ ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے اس کی ترتیب و تالیف میں کیسی جانفشانی و محنت کی ہے اس کا اندازہ موصوف کے حسب ذیل بیان سے کیا جاسکتا ہے۔

قد أفرغت فيه جهدى و بذلت فكرى فيه في نفائس أراها ان شاء الله تعالىٰ تجدى (۱)

میں نے اس کی تالیف میں بڑی محنت کی ہے اور نفائس تفسیر کو بہت غور و فکر سے جمع کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تمہیں فائدہ دیں گے۔

تفسیر جلالین اختصار و جامعیت میں اپنی نظیر آپ ہے، سچ ہے کہ اس تفسیر میں دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے 'اختصار ایسا ہے کہ سورہ مزمل تک تفسیر کے اور قرآن مجید کے حروف تعداد میں برابر ہیں' سورۂ "مدثر" کے بعد کچھ تفسیر کے حروف تعداد میں بڑھ گئے ہیں' حاجی خلیفہ " کشف الظنون " میں لکھتے ہیں :-

قال بعض علماء اليمن عددت حروف القران و تفسيره للجلالين فوجد تهما متسا وين إلى سورة المزمل' ومن سورة المدثر' التفسير زائد على القران فعلى هذا لا يجوز حمله بغير الوضوء (۲)

(۱) تفسیر الجلالین مع الکمالین والترالین طبع نولکشور لکھنؤ ۱۳۱۷ھ ص ۲۳۸

(۲) ایضاً

بعض علماء یمن کا بیان ہے کہ میں نے قرآن اور تفسیر جلالین کے حروف کو شمار کیا تو دونوں کے حروف کو سورہ مزمل تک برابر پایا اور سورۂ مدثر سے تفسیر کے حروف قرآن کے حروف سے بڑھ گئے اس وجہ سے اس کا بغیر وضو کے چھونا جائز ہے۔

اس کی جامعیت کے متعلق حاجی خلیفہ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔

وهو مع كونه صغير الحجم ' كبير المعنى لانه لب لباب التفاسير (۱)

تفسیر جلالین حجم کے اعتبار سے چھوٹی ہے لیکن معانی و مطالب کے اعتبار سے بہت اہم ہے کیونکہ یہ تفسیروں کا نچوڑ ہے۔

" الاکسیر فی اصول التفسیر" میں مذکور ہے :-

شہرت و قبول این تفسیر مبارک مستغنی است از بیان فضائل و شرح فواضل وے 'نزد علماء ہند در کتب درسیہ است' و مصداق این مثل سائر است کہ ہر کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر (۲)

اس مبارک تفسیر کی شہرت و قبولیت اس کے فضائل بیان کرنے اور اس کی خوبیاں بتانے سے مستغنی ہے' یہ ہندوستانی علماء کے یہاں نصابی کتب میں داخل ہے اور مشہور مثل کا مصداق ہے کہ جو قامت میں چھوٹی ہوتی ہے وہ قیمت میں بہتر ہوتی ہے۔

تفسیر جلالین' اختصار و جامعیت' صحت و مفہوم اور توضیح مطالب کی وجہ سے علماء و طلبہ کی مرکز توجہ رہی ہے' علماء اور اہل علم کو اختصارِ مضامین کی خاطر اس سے خاص اعتناء ہے اور کثرت سے اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے اس کا تیں مرتبہ مطالعہ کیا تھا **"لطائف المنن"** میں مذکور ہے۔

(۱) کشف الظنون طبع استنبول ۱۳۶۰ھ ج ا ک ۴۴۵
(۲) صدیق حسن خان قنوجی الاکسیر فی اصول التفسیر مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۰ھ ص ۵۸

طالعت تفسیر الجلالین نحو ثلاثین مرة

میں نے تفسیر جلالین کا تقریباً تیس مرتبہ مطالعہ کیا ہے۔

طلبہ قرآن فہمی کے لئے اس کو پڑھتے رہے ہیں، ہندوستان میں یہ کتاب زمانہ دراز سے نصاب درس میں داخل ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جنھوں نے قرآن مجید کا فارسی زبان میں نہایت نفیس ترجمہ کیا ہے، انہوں نے بھی غالباً انہی وجوہ سے اس کے پڑھنے کی وصیت فرمائی ہے، چنانچہ موصوف کے وصیت نامہ میں مذکور ہے۔

بعد ازاں قرآن عظیم درس گویند بآں صفت کہ صرف قرآن بخواند بغیر تفسیر و ترجمہ گوید در آنچہ مشکل باشد در نحو یا در شان نزول، متوقف شود، وبحث نماید و بعد از فراغ از درس تفسیر جلالین را بقدر درس بخواند دریں طریق فیضہا است (۱)

اس (مؤطا امام مالک) کے بعد قرآن کریم کا درس دیں اس طرح کہ وہ تفسیر کے بغیر قرآن پڑھے اور ترجمہ کرے جہاں مشکل پیش آئے نحو میں یا شانِ نزول میں ٹھہر جائے اور بحث کرے، جب درس قرآن سے فارغ ہو جائے تو تفسیر جلالین بقدر سبق پڑھے اس طریقۂ تعلیم میں بہت برکت ہے۔

انہی وجوہ سے نامور علماء نے اس پر حواشی وشروح لکھے چنانچہ سب سے پہلے علامہ سیوطیؒ کے شاگرد فقیہ و محدث شیخ شمس الدین محمد بن ابراہیم علقمی مصری شافعی المتوفی ۹۶۳ھ نے ۹۵۲ھ میں اس پر حاشیہ لکھا جس کا نام قبس النیرین علی تفسیر جلالین ہے اس کا قلمی نسخہ جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے (۲) موصوف کے بعد جن علماء اور مفسرین نے اس پر حاشیے اور شرحیں لکھیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) فقیہ بدر الدین محمد بن محمد کرخی بکری المتوفی ۱۰۰۶ھ / ۱۵۹۸ء نے ۹۸۱ھ میں **مجمع البحرین و مطلع البدرین** کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں نہایت مبسوط

---

(۱) وصیت نامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ" مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۲ھ ص ۱۹ یہ رسالہ لاہور سے عقید الجید کے ساتھ طبع ہوا تھا۔

(۲) فہرس المکتبة الازہریہ، طبع دوم ۱۳۷۱ھ

شرح لکھی ہے اس کا قلمی نسخہ جامع ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے(۱)

(۲) نور الدین علی بن سلطان محمد قاری المتوفی ۱۰۱۰ھ کے حاشیہ کا نام جمالین ہے جو موصوف نے ۱۰۰۴ھ میں مرتب کیا تھا اس کے متعلق حاجی خلیفہ رقم طراز ہیں :-

هی حاشیة مفیدة (۲) یہ مفید حاشیہ ہے۔

اس کا قلمی نسخہ قاہرہ کے کتب خانہ تیموریہ میں محفوظ ہے(۳)

(۳) شیخ عطیہ بن عطیہ اجہوری شافعی المتوفی ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء نے اس کی شرح تین جلدوں میں کی جو "الکوکبین النیرین فی حل الفاظ الجلالین" کے نام سے مشہور ہے اس کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔(۴)

(۴) شیخ سلیمان بن عمر عجیلی شافعی المتوفی ۱۲۰۴ھ نے چار جلدوں میں "الفتوحات الالٰهیه بتوضیح تفسیر الجلالین الدقائق الخفیه" لکھی ہے یہ نہایت مبسوط و مقبول شرح ہے یہ شرح سب سے پہلے ۱۲۷۵ھ بولاق مصر سے شائع ہوئی تھی پھر دیگر مطابع سے چھپ کر شائع ہوئی۔

(۵) شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی المتوفی ۱۲۴۱ھ نے ۱۲۲۵ھ میں اس کی جو شرح لکھی تھی وہ پہلی بار ۱۲۴۱ھ میں بولاق مصر سے تین جلدوں میں شائع کی گئی تھی پھر دوسرے مطبعوں نے بھی شائع کی۔

(۶) شیخ عبداللہ بن محمد براوی شافعی نے ۱۲۶۲ھ میں قرة العین و تزیمہ۔

....

(۱) فہرس المکتبه الازہریه طبع دوم ۱۳۷۱ھ

(۲) کشف الظنون ج ۱ ص ۴۴۵

(۳) فہرس الخزانه التیموریه طبع دار الکتب المصریه ۱۳۶۷ھ ج ۱ ص ۱۹۱

(۴) فہرس المکتبة الازہریه ج ۱ ص ۲۸۶

الفوادنامی حاشیہ لکھا جو چار جلدوں میں ہے (۱)

(۷) شیخ علی شبینی شافعی اشعریؒ سے "ضوء النیرین لفهم القرآن" یادگار ہے اس شرح کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے(۲)

(۸) مصطفیٰ بن شعبانؒ نے "فتوح الرحمن بتوضیح القرآن" کے نام سے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا اس کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے(۳)

(۹) شیخ سعد اللہ قندھاری نے ۱۳۰۶ھ میں "کشف المحجوبین عن خدی تفسیر الجلالین" لکھی جو ۱۳۰۷ھ میں بمبئی سے طبع ہو کر شائع ہوئی۔

ہندوستان اور پاکستان کے جن علماء نے اس تفسیر پر شرحیں اور حاشیے لکھے وہ یہ ہیں۔

شیخ سلام اللہ بن شیخ الاسلام محمد دہلویؒ المتوفی ۱۲۲۹ھ نے کمالین علی تفسیر جلالین لکھی (۴) جو پہلی مرتبہ ۱۲۸۵ھ میں شائع ہوئی تھی، پھر نولکشور نے ۱۳۴۲ھ میں اس کو دوبارہ شائع کیا تھا۔

مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ المتوفی ۱۳۰۴ھ کا حاشیہ ۱۲۸۲ھ میں مہتمم مطبع انسٹیٹیوٹ پریس محمد عبدالرزاق علی گڑھ نے شائع کیا تھا۔ محمد ریاست علی حنفی نے

(۱) فهرس المكتبه الازهريه ج ۱ ص ۲۸۱

(۲) ایضاً ج ۱ ص ۲۷۶

(۳) ایضاً ج ۱ ص ۲۷۶

(۴) حافظ العصر علامہ سید انور شاہ نے اس حاشیہ کو ملا علی قاریؒ کے حاشیہ سے زیادہ بہتر قرار دیا ملاحظہ ہو فیض الباری علی صحیح البخاری طبع قاہرہ ۱۳۵۷ھ ج: ۱ ص: ۲۱

زلالین کے نام سے حاشیہ لکھاجونولکشور نے ۱۳۴۲ھ میں کمالین کے ساتھ چھاپا تھا۔ روح اللہ حنفی نقشبندی التوفی ۱۳۱۴ھ نے ترویح الارواح لکھی یہ شرح بھی مطبع خادم التعلیم لاہور سے ۱۳۱۸ھ میں شائع کی گئی تھی۔ اب اس کا فوٹو ابو یوسف محمد یعقوب الفراہی نے کوئٹہ سے شائع کیا ہے۔

مولانا تراب علی لکھنوی التوفی ۱۲۸۱ھ نے تفسیر جلالین کے آخری حصہ یعنی پارہ عم کا تحشیہ ہلالین کے نام سے کیا تھا جو شائع ہو چکا ہے۔

علماء نے تفسیر جلالین پر شروح و حواشی ہی نہیں لکھے بلکہ بعض علماء نے اس انداز پر عربی زبان میں قرآن مجید کی مختصر تفسیریں بھی لکھی ہیں جن کے نام ہدیہ ناظرین ہیں۔

شیخ نور الدین احمد بن محمد عمری شافعی گازرونی، موصوف کی تفسیر کا نام "الصراط المستقیم فی تبیان القرآن" ہے اس کے متعلق نواب صدیق حسن خاں قنوجی لکھتے ہیں، (ھو) **تفسیر مختصر ممزوج کالجلالین** (۱)

ہندوستانی علماء میں سب سے پہلے شیخ نعمۃ اللہ بن عطاء اللہ نارنولی ثم فیروز پوری نے اس نوع کی تفسیر ۷۰۰ھ میں لکھی تھی سید عبد الحئی لکھنوی کا بیان ہے۔

تفسیر القرآن علیٰ نہج الجلالین للشیخ نعمۃ اللہ بن عطاء اللہ (۲)

شیخ محمد بن جعفر الحسینی گجراتی نے بھی اس انداز کی تفسیر مرتب کی تھی، معارف العوارف فی انواع العلوم و المعارف میں مذکور ہے **تفسیر القرآن علی نہج الجلالین**

....

(۱) ملاحظہ ہو الاکسیر فی اصول التفسیر ص ۸۵

(۲) الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند از عبد الحئی حسنی طبع دمشق ۱۳۷۷ھ ص ۱۶۵

للشیخ محمد بن جعفر الحسینی الگجراتی (۱) شیخ علی اصغر بن عبد الصمد قنوجی کی ثواقب التنزیل بھی اسی قسم کی تفسیر ہے نواب صدیق حسن خان قنوجی کا بیان ہے۔

این تفسیر وے در حسن ایجاز وافادۂ معنی مثل تفسیر جلالین (۲)

اس کی یہ تفسیر حسن اختصار اور معانی کی وضاحت میں جلالین کی طرح ہے۔

محمد بن بدر الدین صارد خانی المتوفی ۱۰۰۰ھ نے ۹۸۱ھ میں ایک مختصر تفسیر لکھی تھی وہ بھی ایسی ہی تفسیر ہے 'الاکسیر فی اصول التفسیر میں مذکور ہے :-

کتابے مختصر است مثل جلالین، دروے اقوال منتخب واعراب بمقتضائے حال باختصار بہ قراءت حفص ذکر کردہ دربلاد رومیہ شہرت دارد (۳)

یہ جلالین کی طرح ایک مختصر کتاب ہے اس میں چیدہ چیدہ اقوال اور مقتضائے حال کے مطابق اعراب مختصر طور پر حفص کی قراءت کے مطابق بیان کئے گئے ہیں روم کے شہروں میں اس کی شہرت ہے۔

(۴) مجمع البحرین و مطلع البدرین

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کا نام تحریر الروایہ و تقریر الدرایۃ نقل کیا ہے (۴) ممکن ہے اس کا نام "مجمع البحرین و مطلع البدرین الجامع بین تحریر الروایة و تقریر الدرایة" ہو۔

....

(۱) ایضاً الاکسیر فی اصول التفسیر ص ۱۶۵

(۲) ایضاً ص ۷۰

(۳) ایضاً ص ۶۳

(۴) کشف الظنون ج ۱ ک ۱۵۹۹

یہ علامہ محمد ابن جریر طبریؒ المتوفی ۳۱۰ھ کی معرکتہ الآراء تفسیر "جامع البیان فی تاویل القرآن" کے طرز کی تفسیر ہے، اور حسب بیان مؤلف اس سے زیادہ جامع و مفید ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترتیب و تالیف کا آغاز ۸۷۲ھ سے پہلے ہو چکا تھا ۸۷۲ھ میں علامہ موصوف نے اس کا مقدمہ " التحبیر فی علوم التفسیر " لکھا جس میں قرآن مجید کے ایک سودو علوم پر نہایت سیر حاصل تبصرہ کیا، جب موصوف کو علامہ برہان الدین زرکشی کی کتاب "البرہان فی علوم القرآن " ملی تو اسے سامنے رکھ کر ۸۷۸ھ میں از سرنو "مجمع البحرین" کا مقدمہ مرتب کیا، جو "الاتقان فی علوم القرآن" کے نام سے مشہور ہے، اس وقت یہ تفسیر زیر ترتیب تھی علامہ سیوطی نے الاتقان کی آخر فصل میں اس اہم تفسیر کا تذکرہ جس انداز سے کیا ہے اور اس کی تکمیل کی دعا کی ہے، اس سے ناظرین کو اس کی جامعیت وافادیت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے، علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

وقد شرعتُ فی تفسیر جامع لجمیع ما یحتاج الیه من التفاسیر المنقولة والا قوال المقولة والإستنباطات والإ شارات والأ عاریب واللغات و نکت البلاغة و محاسن البدائع وغیرذلك، بحیث لا یحتاج معه إلی غیره أصلاً، و سمیتة "بمجمع البحرین و مطلع البدرین" و هو الذی جعلت هذا الکتاب مقدمة له والله اسأل ان یعین علیٰ إکماله بمحمدٍ وآ له (۱)

(۱) الاتقان فی علوم القرآن، مطبع احمدی ۱۲۸۰ھ ص ۷ ۵ ۵

میں نے ایک جامع تفسیر لکھنا شروع کی جو جملہ تفسیری روایات 'مستند اقوال اور استنباطات 'اشارات 'اعراب 'لغات وبلاغت کے نکات 'فن بدیع کے محاسن اور خوبیاں وغیرہ امور کی جامع ہو جن کی تفسیر میں ضرورت پیش آئی ہے یہ کتاب ایسی جامع ہوگی کہ اس کے ہوتے ہوئے پھر کسی تفسیر کی کتاب کی حاجت باقی نہیں رہے گی 'میں نے اس تفسیر کا نام" مجمع البحرین و مطلع البدرین" رکھا ہے اور اس کتاب (الاتقان) کو اس کا مقدمہ قرار دیا ہے میں اللہ تعالیٰ سے بحق محمد و آل محمد ﷺ اس کتاب کی تکمیل میں مدد کا خواہاں ہوں۔

علامہ سیوطیؒ کے انداز جمع و تحقیق کے پیش نظر یہ کہنا بے جا نہیں کہ علامہ موصوف کی یہ تفسیر قدماءِ مفسرین کے دور سے عہد مؤلف تک کی تمام منقول و معقول تفاسیر کی جامع ہوگی۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر مکمل نہ ہو سکی 'حاجی خلیفہ کی نظر سے بھی یہ تفسیر نہیں گزری وہ بھی اس کی تکمیل کے متعلق متردد ہیں (۱) علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں اپنی تالیفات کی جو فہرست پیش کی ہے اس میں اس امر کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔

(۳) ترجمان القرآن فی تفسیر المسند

یہ نہایت مبسوط تفسیر ہے اور ۸۹۸ھ سے قبل کی تالیف ہے اس کی اہمیت اس کی جامعیت کے لحاظ سے ہے 'اس میں علامہ سیوطیؒ نے صحابہ 'تابعین اور تبع تابعین سے آیات کے سلسلہ میں جملہ تفسیری روایات ' آثار و اقوال کو بسند متصل نقل کیا ہے ' جس سے ہر قول و روایت کا مرتبہ و مقام اس کے صحیح و غیر صحیح ہونے کا علم بخوبی ہو جاتا

(۱) کشف الظنون 'ج ۲ 'ک ۱۵۹۹

ہے اس تفسیر کے بارے میں حاجی خلیفہ لکھتے ہیں۔
هو كبير في خمس مجلدات (۱) یہ بڑی تفسیر ہے اور پانچ جلدوں میں ہے
جب اس تفسیر کی تلخیص الدر المنثور ہی چھ جلدوں میں چھپ کر شائع ہوئی ہے تو ظاہر ہے یہ تفسیر مطبوعہ الدر المنثور کی دس بارہ جلدوں سے کیا کم ہو گی۔

(۴) الدر المنثور في التفسير بالماثور

یہ تفسیر چھ جلدوں میں پہلی مرتبہ مصر سے ۱۳۱۴ھ میں شائع کی گئی تھی اور اب ایران سے دوبارہ شائع کی گئی ہے۔
دار الفکر بیروت نے ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء میں آٹھ جلدوں میں شائع کی ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ نویں جلد میں ان تمام احادیث و آثار کے اطراف کا اشارہ دیا گیا ہے۔ اہل علم اور محققین کے لئے یہ نہایت مفید و کارآمد ہے اس لئے کہ اس سے احادیث و آثار کی تخریج و تصحیح آسانی سے کی جا سکتی ہے۔
یہ مقبول و متداول کتاب علامہ سیوطیؒ کی مذکورہ بالا مبسوط تفسیر ''ترجمان القرآن'' کا نہایت کامیاب اختصار و خلاصہ ہے جو ۸۹۸ھ میں کیا گیا تھا آغاز کتاب میں علامہ موصوف نے جو وجہ تلخیص بیان کی ہے وہ حسب ذیل ہے' فرماتے ہیں۔

لما ألفت كتاب ترجمان القرآن وهو تفسير المسند عن رسول الله ﷺ وأصحابه وتم بحمد الله في مجلدات فكان ما أوردته فيه من الآثار بأسانيد الكتب المخرج منها والرواة رأيت قصور أكثر الهمم عن تحصيله ورغبتهم في الإقتصار على متون الأحاديث دون الإسناد و تطويله فلخصت منه هذا المختصر مقتصرا فيه على متن الأثر مصدرا بالعزو و التخريج الى كل كتاب معتبر و سميته بالدر المنثور في التفسير بالماثور (۲)

---

(۱) ایضا ج ۱ ص ۷ ۳
(۲) الدر المنثور طبع مصر ۱۳۱۴ھ ج ۱ ص ۱

میں نے جب "ترجمان القرآن" کو جس میں تفسیری روایات کا سلسلۂ اسناد رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ تک بیان کیا گیا ہے وہ کئی جلدوں میں مکمل ہوا اس میں چونکہ آثار سند اور کتابوں کے حوالوں کے ساتھ منقول ہیں تو اکثر لوگوں کو اس کی تحصیل سے قاصر پایا اور ان کی رغبت نہ متون احادیث کی طرف دیکھی نہ اسناد اور راویوں کی طرف، ناچار میں نے اس کا یہ مختصر تیار کیا جس میں صرف متن حدیث کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا راوی کا نام اور کتاب کا حوالہ دیا اس خلاصے کا نام میں نے الدر المنثور فی التفسیر بالماثور رکھا ہے۔

مذکورۂ بالا عبارت سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطی نے آیات سے متعلق روایات کی اسناد کو حذف کر کے متون احادیث و آثار کو نقل کیا ہے اور جس کتاب سے جو روایت نقل کی ہے اس کا حوالہ دیا اور راوی کا نام بھی بتایا ہے مگر احادیث و آثار پر نقد و تبصرہ نہیں کیا ہے البتہ خاتمۂ کتاب پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی "کتاب العجاب فی بیان الاسباب" سے ایک نہایت طویل معلومات آفریں اقتباس نقل کیا ہے، جس کا مطالعہ بلاشبہ تفسیری روایات کے سلسلۂ اسانید پر نہایت بصیرت افروز تبصرہ ہے جس سے تفسیر کے جملہ طرق و اسانید کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے اور اس سے صحیح و غیر صحیح، ضعیف و منکر میں بآسانی تمیز کی جا سکتی ہے اس کا مطالعہ ترجمان القرآن کے لئے نہایت ناگزیر ہے تاہم تفسیر الدر المنثور میں سلسلۂ اسناد اور روایات کو نظر انداز کیا گیا اس لئے اس کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں، غالباً اس وجہ سے نواب صدیق حسن خاں قنوجی نے علامہ سیوطیؒ کے اس عظیم الشان کارنامہ کو سراہتے ہوئے "الاکسیر فی اصول التفسیر" میں اس امر کا شکوہ کیا اور لکھا ہے :-

این تفسیر متداول است محرر سطور ہم مطالعہ آن فائز شدہ خیلے جامع واقع

شدہ است اگر تنقیح نیز ہمراہ میداشت بے نظیر می بود(۱)

یہ تفسیر متداول ہے راقم سطور بھی اس کے مطالعہ سے مستفید ہوا ہے بہت جامع تفسیر ہے اگر تنقیح بھی اس کے ساتھ ملحوظ رکھی جاتی تو یہ بے نظیر تفسیر تھی۔

حافظ سیوطیؒ نے تفسیر "الدر المنثور" میں اس امر کا چونکہ خاص التزام کیا ہے کہ جس کتاب سے جو روایت نقل کی ہے اس کا حوالہ دیا ہے اس سے ایک محدث حدیث کے مرتبہ ومقام کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے' اس لئے اسے ہر روایت پر نقد و تبصرہ کی حاجت نہ تھی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "قرة العينين في تفضيل الشيخين" میں ایک موقعہ پر اس نکتہ کی طرف حسب ذیل الفاظ میں نہایت لطیف اشارہ کیا ہے وھوھذا:-

سیوطی در در منثور جمع احادیث مناسبہ بقر آن نمود' قطع نظر از صحت وسقم تا محدثے آنہارا بمیزان علم خود بسنجد' و ہر حدیثے را در محل خودش بگذارد(۲)

سیوطیؒ نے در منثور میں قرآنی آیات کی تفسیر سے متعلق حدیثیں' صحت وسقم سے قطع نظر جمع کی ہیں تاکہ محدث انہیں اپنے علم کی ترازو میں تولے اور ہر حدیث کو اس کے محل ومقام میں رکھے۔

قرآن مجید کو روایات' تاریخ وقصص بنی اسرائیل کی روشنی میں سمجھنے کے لئے یہ بڑی اہم ونہایت مفید کتاب ہے اور علامہ سیوطیؒ کی فن تفسیر میں بصیرت اور تفسیری روایات پر وسعت نظر کی شاہد عدل ہے۔

---

(۱) الاکسیر فی اصول التفسیر ص ۷۹

(۲) قرة العینین فی تفضیل الشیخین' مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۱ھ ص ۲۸۳

اس کتاب کی جامعیت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ تفسیر سے متعلق روایات کا جو ذخیرہ اس میں محفوظ ہو گیا ہے' وہ دس ہزار احادیث سے زیادہ ہے علامہ موصوف کا بیان ہے۔

وقد اعتنيت بما ورد عن النبی ﷺ فی التفسير و عن أصحابه فجمعت فی ذلك كتاباً حافلاً فيه أكثر من عشرة آلاف حديث (۱)

حضور اکرم ﷺ اور صحابہؓ سے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں جو کچھ مروی ہے اس کو میں نے نہایت اہتمام سے ایک کتاب میں جمع کیا ہے' جس میں دس ہزار سے زائد حدیثیں جمع کی ہیں۔

شاہ عبدالعزیز دہلویؒ المتوفی ۱۲۳۹ھ عجالہ نافعہ میں رقم طراز ہیں:-

احادیث متعلقہ بتفسیر را تفسیر گویند' تفسیر ابن مردویہ و تفسیر دیلمی و تفسیر ابن جریر و غیر مشاہیر تفاسیر حدیث اند و کتاب در منثور شیخ جلال جامع ہمہ است (۲)

تفسیر سے متعلق حدیثوں کو کتاب تفسیر کہتے ہیں' تفسیر ابن مردویہ' تفسیر دیلمی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ حدیث کی تفسیروں میں بہت مشہور کتابیں ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب الدر المنثور ان تمام کتابوں کی جامع ہے۔

تفسیر الدر المنثور قدماء مفسرین کی تفاسیر کی جامع ہے' قاضی شوکانی "فتح القدير الجامع فی الرواية والدراية من علم التفسير" میں لکھتے ہیں

(۱) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی' مطبع خیریہ مصر ۱۳۰۷ھ ص ۲۵

(۲) عجالہ نافعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۷

واعلم ان تفسير السيوطیؒ المسمی بالدر المنثور وقد اشتمل علی غالب ما فی تفاسیر السلف من التفاسیر المرفوعة إلی النبیﷺ و تفاسیر الصحابة ومن بعدهم وما فاته الا القليل النادر (۱)

تمہیں معلوم رہے کہ تفسیر سیوطیؒ جو الدر المنثور کے نام سے مشہور ہے وہ سلف کی بیشتر ایسی تفسیر کی کتابوں پر حاوی ہے جو رسول اللہﷺ صحابہ و تابعین کی بسند متصل روایات کی جامع ہے اگر اس سے کچھ رہ بھی گیا تو وہ بہت تھوڑا ہے۔

علامہ سیوطیؒ سے اس موضوع پر اگر کچھ رہ بھی گیا ہے تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ علامہ موصوف کو اس کا علم نہیں تھا بلکہ اس کی اصل وجہ کتب تفاسیر کا دستیاب نہ ہونا تھا' موصوف کو تفسیر کی بعض کتابیں تلاش و جستجو کے باوجود دیار مصر میں اس وقت نہیں مل سکی تھیں' ان کے تفحص و تلاش کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ امام وکیع کے شاگرد شیخ سعید حسین ابن داؤد المصیصی المتوفی ۲۲۶ھ کی تفسیر مسند کو موصوف نے کم و بیش بیس برس تک تلاش کی مگر کامیابی نہ ہوئی' موصوف کے شاگرد شیخ عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ کا بیان ہے :-

طالعت تفسير الإمام سنيد بن عبدالله الأزدی الراوی عن وكيع وهو تفسير نفيس وقد تطلبه الشيخ جلال الدين السيوطیؒ عشرين سنة فلم يظفر بنسخة منه' ثم جردت أحاديثه و آثاره فی مجلد (۲)

---

(۱) فتح القدیر مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۴۹ھ ج ۱۔ ص ۴

(۲) الشعرانی۔ لطائف المنن ص ۵۳۰

میں نے امام سعید حسین(۱) بن عبداللہ ازدی (ابو علی مصیصی) کی تفسیر کا مطالعہ کیا ہے موصوف وکیع المتوفی ۱۹۶ھ سے روایت کرتے ہیں یہ نہایت عمدہ تفسیر ہے اس کو شیخ جلال الدین سیوطی نے بیس برس تک تلاش کیا مگر ان کو اس کا نسخہ حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی' مطالعہ کے بعد میں نے اس کی احادیث و آثار کی تلخیص بھی ایک مجلد میں کی۔

حافظ سید عبدالحیؒ کتانی المتوفی ۱۳۸۲ھ نے فہرس الفہارس والاثبات میں تفسیر در منثور پر جو تبصرہ کیا ہے وہ پڑھنے کے لائق ہے' موصوف لکھتے ہیں :۔

الدر المنثور : وهو مطبوع في ست مجلدات ضخمة من طالعه بتعمق أدهشه وابهته واسكته ومن لم يطالعه اوطالعه منه حريفات انتقد واستمر ر مايراه غيره حلوا ولو سكت من لا يعلم ليسقط الخلاف (۲)

الدر منثور : چھ ضخیم جلدوں میں چھپ چکی ہے اس کا جو بغور مطالعہ کرے گا یہ اس کے ہوش گم کر دے گی حیران و ساکت کر دے گی جس نے اس کا مطالعہ نہیں کیا یا اس پر تنقید کے دو چار حرف پڑھ لئے وہ تفسیر کو چھوڑ کر انہی باتوں کو جو اس نے مطالعہ کی ہیں اچھا سمجھے گا اور جو نہیں جانتا وہ اگر سکوت اختیار کرے تو اختلاف ہی جاتا رہے۔

کسی ترکی کے عالم نے تفسیر الدرالمنثور کا مختصر بھی ایک جلد میں تیار کیا تھا اس کا قلمی نسخہ قاہرہ کے کتب خانہ تیموریہ میں محفوظ ہے (۳)

(۱) صحیح نام وہ ہے جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے۔
(۲) الشعرانی۔ لطائف المنن ص ۵۳۰
(۳) فهرس الخزانة التيموريه' ج ۱ ص ۵۶

(۹) الاتقان فی علوم القرآن

۸۷۲ھ میں علامہ سیوطیؒ نے تفسیر "مجمع البحرین و مطلع البدرین" کا مقدمہ لکھا جس میں علوم قرآن پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی، اس کا نام "التحبیر فی علوم التفسیر" رکھا یہ بھی اب شائع کیا گیا ہے۔

موصوف نے اس میں قرآن مجید سے متعلق ایک سو دو علوم پر تبصرہ کیا اس کتاب کی بنیاد علامہ بلقینی المتوفی ۸۲۸ھ کی کتاب مواقع العلوم ہے اس کے دو مخطوطے جامع ازھر کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں(۱)

اس کتاب کی تالیف کے بعد علامہ سیوطیؒ کو علامہ بدر الدین زرکشی المتوفی ۷۹۴ھ کی کتاب البرہان فی علوم القرآن کا علم ہوا اور وہ کتاب انہیں مل گئی تو اسے سامنے رکھ کر از سر نو مجمع البحرین کا مقدمہ لکھنا شروع کیا جو ۸۷۸ھ میں پورا ہوا۔ یہ مقدمہ الاتقان فی علوم القرآن کے نام سے عالم میں مشہور ہے۔

علوم قرآن پر راقم السطور نے الاتقان فی علوم القرآن (اردو) کے مقدمہ میں لکھا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں(۲)

یہ پہلی بار کلکتہ سے ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۲ء میں بشیر الدین اور نور الحق کی تصحیح سے دو جلدوں میں متوسط کے ۹۵۹ صفحات میں شائع کی گئی تھی۔

(۲) مطبعہ بولاق مصر (القاہرہ) سے طبع کی گئی تھی۔

(۳) مطبعہ کاستیلہ سے ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء میں شیخ نصر ھورینی کی ۱۲ صفحات کی تصحیح و تعلیقات کے ساتھ شائع کی گئی تھی۔

---

(۱) فہرس المکتبۃ الازھریہ، مصر، ۱۳۷۱ھ ج:۱ص:۱۶۸

(۲) الاتقان فی علوم القرآن (اردو) نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی ۱۹۶۱ء ج:۱ص:۵۴۰-۹۰

(۴) محمد حسین خان مہتمم مطبع مصطفائی دہلی نے شوال ۱۲۸۰ھ میں مولوی اسد علی اسلام آبادی کی تصحیح سے مطبع احمد خاں اموجاں دہلی سے شائع کی اور اس کے خاتمۃ الطبع میں تصریح کی ہے کہ کلکتہ سے شائع شدہ نسخہ میں اغلاط بہت ہیں یہ نسخہ متوسط تقطیع کے ۵۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۵) مطبعۃ عثمان عبدالرزق مصر سے ۱۳۰۶ھ میں اس کے حاشیہ پر اعجاز القرآن باقلانی بھی چھاپی گئی تھی۔

(۶) مطبعۃ المیمنیہ مصر سے ۱۳۱۷ھ میں

(۷) مطبعۃ الازہریہ سے ۱۳۱۸ھ میں اس کے حاشیہ پر اعجاز القرآن باقلانی شائع کی گئی۔

(۸) مطبعہ حجازی قاہرہ سے ۱۳۱۸ھ / ۱۹۲۹ء میں شائع کی گئی۔

(۹) ۱۳۵۴ / ۱۹۳۵ء میں محمود توفیق نے قاہرہ سے شائع کی تھی مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر نے تیسری بار ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء میں اور چوتھی بار ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء میں دو جلدوں میں شائع کی اس کے حاشیہ پر اعجاز القرآن ابوبکر باقلانی بھی طبع کی تھی، ار الفکر بیروت نے بھی اس کو شائع کیا ہے لیکن اس پر سال اشاعت درج نہیں ہے۔

(۱۰) شیخ ابو الفضل ابراہیم نے شیخ نصر ہورینی اور راوی کتاب شیخ جرامرد ناصری حنفی کے نسخہ سے جس پر ان کی اجازت ودستخط ثبت ہیں اتقان فی علوم القرآن کے متن کی تصحیح کی ہے جو مکتبہ المشہد الحسینی قاہرہ سے ۱۳۱۷ھ / ۱۹۶۷ء میں دو جلد میں زیور طبع سے آراستہ کی گئی تھی اور اب یہ نسخہ فوٹو سے بار بار شائع کیا جارہا ہے اس کا ایک اختصار عامر محمد مجیری نے المختار من الاتقان فی علوم القرآن کے نام سے کیا ہے جو دار

الفکر العربی قاہرہ سے ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا ہے۔

الاتقان فی علوم القرآن قرآنی علوم و معارف کا دائرۃ المعارف ہے اس میں جو اقوال و مسائل جمع کیے گئے ہیں انھیں بہترین ذخیرہ و نفیس ترین معلومات سمجھا جاتا ہے۔

کثیر التصانیف علمائے متاخرین میں علامہ سیوطیؒ کو جو مقام حاصل ہے اس میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہیں، علمی دنیا میں ان کی شہرت کثرت تالیفات ہی کے اعتبار سے نہیں بلکہ اصل شہرت ان چند اہم تالیفات کی وجہ سے ہے جن سے اہل علم کو استفادہ کیے بغیر آج بھی چارہ نہیں۔

(۱۰) الاکلیل فی استنباط التنزیل

یہ پہلی بار دہلی سے ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء میں اور دار الکتاب العربی قاہرہ سے ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء میں شائع کی گئی تھی۔

اس کے متعلق علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے :-

میں نے الاکلیل فی استنباط التنزیل تالیف کی ہے اس میں ہر ایسی آیت کی نشاندہی کی ہے جس سے کوئی فقہی یا اصولی یا اعتقادی مسئلہ نکالا گیا ہے اس کے علاوہ بعض ایسی آیتیں بھی ذکر کی ہیں جو بہت سے فائدوں اور گوناگوں مفید معلومات سے آراستہ ہیں ۶۵ ویں نوع میں ان کا ذکر اجمالاً کیا گیا ہے اکلیل میں ان کی شرح و تفصیل موجود ہے جو شخص ان باتوں کا تفصیل سے خواہشمند ہے اسے اکلیل کا مطالعہ کرنا چاہیے(۱)

---

(۱) الاتقان : ج : ۴ ص ۳۵

(۱۱) اسرار التنزیل

اس کا اصل نام "قطف الأزهار في كشف الاسرار" ہے یہ پہلی بار دہلی سے اسرار التنزیل کے نام سے شائع کی گئی تھی اور قطر سے قطف الازہار کے نام سے ۱۴۱۴ھ میں شائع کی گئی، اس کا ذکر بھی سیوطیؒ نے الاتقان میں کیا ہے جس کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی الاتقان سے پہلے کی تصنیف ہے، موصوف اس کے متعلق الاتقان میں رقمطراز ہیں :-

افرده بالتاليف العلامة أبو جعفر بن الزبير شيخ أبي حيان في كتاب سماه البرهان في مناسبة ترتيب سور القرآن ومن أهل العصر الشيخ برهان الدين البقاعي في كتاب سماه نظم الدرر في تناسب الآي والسور وكتابي الذى صنفته في أسرار التنزيل كافل بذلك، جامع لمناسبات السور والآيات مع ماتضمنه من بيان وجوه الاعجاز وأساليب البلاغة، وقد لخصت منه مناسبات السور خاصة في جزء لطيف سميته "تناسق الدرر في ترتيب السور (ج۳/۳۲۲)

ابو حیان کے استاد ابو جعفر بن الزبیر نے اس موضوع پر کتاب لکھی جس کا نام "البرهان في مناسبة ترتيب سور القرآن" نام رکھا اور ہمارے ہمعصر شیخ برھان الدین بقاعی نے اس موضوع پر کتاب تصنیف کی جس کا نام نظم الدرر فی مناسبۃ الآی والسور ہے اور میں نے جو کتاب لکھی ہے اس کا نام اسرار التنزیل ہے وہ بھی سورتوں اور آیتوں کی باہم مناسبت کی جامع ہے اس کے ساتھ اس میں اعجاز قرآن کے وجوہ اور بلاغت کے اسلوب کو حاوی ہے، میں نے اس کتاب کا خلاصہ تیار کیا اور سورتوں کی مناسبات کو جداگانہ کتاب میں جمع کیا اور اس کا نام تناسق الدرر فی تناسب السورر کھا ہے۔

تناسق الدرر فی تناسب السور دار الکتب العلمیہ بیروت سے ۱۴۰۱ھ میں شائع کی گئی ہے

(۱۲) لباب النقول التنزیل فی اسباب النزول

یہ پہلی بار ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں مطبعہ بولاق مصر سے پھر مختلف ادوار میں دمشق بیروت استنبول سے ۱۹ مرتبہ شائع کی گئی۔(۱)

قرآن فہمی کے لئے سورتوں اور آیتوں کے شان نزول سے واقفیت ضروری ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت اور آیت کب اور کہاں اتری ہے اور اس کا تعلق کس واقعہ سے ہے علامہ سیوطیؒ اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں اس موضوع پر مفسر واحدی کی کتاب کو زیادہ شہرت حاصل ہے لیکن اس میں معلومات کی تشنگی ہے وہ اصلاح کی محتاج ہے ابن حجرؒ نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہے لیکن وہ مسودہ ہی تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہ اس پر نظر نہیں کر سکے 'میں نے یہ مختصر و جامع کتاب لکھی ہے اس جیسی کتاب اب تک نہیں لکھی گئی۔

میں نے لباب النقول کو حدیث کی بنیادی اور جامع کتابوں سے مرتب کیا ہے اور محدث مزاج مفسرین کا خلاصہ اس میں پیش کیا ہے۔

میں نے اس کو مختصر تر بنایا ہے 'زیادہ سے زیادہ معلومات پیش کی ہیں حدیث کی معتبر روایات نقل کی ہیں اقوال کی نسبت قائلین کی طرف ہے(۲)

علامہ سیوطیؒ نے لباب النقول کا ذکر الاتقان میں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الاتقان سے پہلے کی تالیف ہے(۳)

(۱) عبدالجبار عبدالرحمٰن 'ذخائر التراث العربی الاسلامی' ج :۱ص ۶۰۱

(۲) لباب النقول 'بیروت 'داراحیاء العلوم '۱۹۷۸ء ص ۱۲۔

(۳) الاتقان ج :۱ ص :۸۲

(۱۳)مفحمات الأقران فی مبهمات القرآن

قرآن مجید میں بعض آیات ایسی موجود ہیں جو وضاحت کی محتاج ہیں ان میں ابہام پایا جاتا ہے، مبہمات قرآن ایک ایسا علم ہے جس کا جاننا ایک ناگزیر امر ہے چنانچہ علامہ سیوطیؒ مفحمات الأقران میں رقمطراز ہیں:

وقد صنف فی هذا النوع ابو القاسم السهیلی کتابه المسمی بالتعریف والإعلام وذیل علیه تلمیذ تلامذته ابن عساکر بکتابه المسمی بالتکمیل والإتمام وجمع بینهما القاضی بدرالدین بن جماعه فی کتاب سماه "البیان فی مبهمات القرآن" هذا کتاب یفوق الکتب الثلاثة بما حوی من الفوائد الزوائد وحسن الایجاز وعز و کل قول إلی من قاله، مخرجا من کتب الحدیث والتفاسیر المسندة وسمیته مفحمات الأقران فی مبهمات القرآن(۱)

اس موضوع پر ابوالقاسم السہیلی نے کتاب تصنیف کی جس کا نام التعریف والاعلام ہے اس پر اس کے شاگردوں کے شاگرد (حافظ ابن عساکر نے کتاب تالیف کی جس کا نام التکمیل والاتمام ہے پھر قاضی بدر الدین بن جماعہ نے ان دونوں کتابوں کو یکجا کیا اور اس کا نام "البیان فی مبہمات القرآن" رکھا (ابن جماعہ نے جو کتاب لکھی ہے) یہ ان تینوں کتابوں سے فائق ہے یہ بہت سے زاید فوائد کی جامع ہے اچھا اختصار ہے، ہر قول کی نسبت اس کے کہنے والے کی طرف ہے، حوالہ حدیث مستند تفسیروں سے پیش کیا گیا ہے اس کتاب کا نام مفحمات الأقران فی مبہمات القرآن رکھا ہے۔

عربی اقتباس کے پیش کرنے سے مقصد علامہ سیوطی کا اسلوب نگارش اور طریقہ تحقیق کو پیش کرتا ہے اور یہ اسلوب و طریقہ تحقیق پر چھوٹی بڑی کتاب میں جاری و ساری ہے

(۱) مفحمات الأقران فی مبہمات القرآن، مصر، احمد البابی، ۱۳۰۹ھ ص ۲

(ب) حدیث

علامہ سیوطیؒ نے حدیث اور علم حدیث میں چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھیں جن میں جمع الجوامع' الجامع الصغیر' الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج' تنویر الحوالك علی مؤطاء الامام مالكؒ' الزهر الربیٰ علیٰ سنن المجتبیٰ' الزجاجه علی سنن ابن ماجه' الدر المنتشره فی الاحادیث المشتهره' اللآلی المصنوعه فی الآحادیث الموضوعه' تدریب الراوی فی شرح التقریب النواوی' الألفیه فی الحدیث زیادہ مشہور ہیں ان میں سے بعض کتابیں اس لائق ہیں کہ اگر علامہ سیوطیؒ نے ان میں سے ایک ہی کتاب لکھی ہوتی جیسے جمع الجوامع وہ بھی ان کی شہرت وبقا کے لئے کافی تھی لیکن مختلف موضوع پر ان کی جامع تالیفات نے علامہ موصوف کی شہرت کو کسی ایک حلقہ میں محدود نہیں رکھا بلکہ اہل علم کے ہر طبقہ میں ان کی شہرت و قبولیت کو بقاء ودوام عطا کیا ہے اس سلسلہ کی دو کتابوں پر تبصرہ ہدیہ ناظرین ہے۔

(۱) جمع الجوامع - الجامع الکبیر - جامع المسانید

پہلی بار الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب' القاہرہ نے ۱۹۷۸ء میں دار الکتب المصریہ کے مخطوطہ کی فوٹو دو جلدوں میں شائع کی۔ پہلی جلد ۶۰۰ اور دوسری جلد ۸۴۶ صفحات پر مشتمل ہے' پھر اسے مجمع البحوث الاسلامیہ نے ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء سے ماہانہ شمارہ کے طور پر شائع کرنا شروع کیا جس کے ۱۹ شمارے اب تک نکل چکے ہیں۔ اور اب پوری طبع کی گئی ہے۔

وجہ تسمیہ اور سال تالیف

یہ کتاب حدیث کی مبسوط کتابوں کی جامع ہے اس لئے جمع الجوامع' اور

جامع کبیر کے نام سے بھی موسوم ہے بعض قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تالیف کا آغاز ۹۰۴ھ میں ہوا(۱) اور ۹۱۱ھ تک جو علامہ سیوطیؒ کا سال وفات ہے اس کی ترتیب و تدوین کا کام جاری رہا۔

ترتیب کتاب

جمع الجوامع دو حصوں میں منقسم ہے اور اب شائع ہو گئی ہے پہلے حصہ میں قولی حدیثوں کو جمع کیا ہے اور دوسرے حصہ میں احادیث فعلی وغیرہ کا بیان ہے، علامہ موصوف آغاز مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

کتاب جمع الجوامع کی قولی حدیثوں کا حصہ جس میں ہر حدیث کے اول لفظ کو حروف ہجا کی ترتیب سے حدیث کو نقل کیا گیا ہے کام تکمیل کو پہنچا تو میں نے باقی حدیثوں کو جو اس شرط سے خالی تھیں اور محض فعلی حدیثیں تھیں یا قول و فعل دونوں کی جامع تھیں یا سبب مراجعت وغیرہ پر مشتمل تھیں، ان کو جمع کرنا شروع کیا تاکہ یہ کتاب تمام موجودہ حدیثوں کی جامع بن جائے، یہ حصہ مسانید صحابہؓ پر مرتب ہے

---

(۱) جیسا کہ علامہ سیوطیؒ کے مندرجہ ذیل خواب سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ موصوف جمع الجوامع کے آخر ورق کے دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں شب پنج شنبہ ۸ ربیع الاول ۹۰۴ھ کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوں اور میں نے آپ سے جمع الجوامع کی تالیف کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو اس میں سے کچھ پڑھ کر سناؤں آپ ﷺ نے فرمایا سناؤ شیخ الحدیث! حضور اکرم ﷺ کا مجھے شیخ الحدیث کے الفاظ سے یاد فرمانا دنیا و مافیہا سے اچھا معلوم ہوا اور میں اس کی ترتیب و تدوین میں منہمک ہو گیا (جمع الجوامع حوالہ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر مقدمہ از یوسف النبہانی طبع قاہرہ ج ۱ ص ۷)

ترتیب میں عشرۂ مبشرہ کو مقدم رکھا ہے، پھر دیگر صحابہ کی مسانید ہیں، اسماء صحابہؓ کی ترتیب حروف معجم پر ہے پھر کنیتوں، مبہمات اور نسبتوں کو اور آخر میں مراسیل کو بیان کیا گیا ہے (۱)

کیا یہ کتاب تمام احادیث کی جامع ہے ؟

اس کتاب میں حافظ سیوطیؒ نے تمام احادیث کے حصر واستیعاب کا ارادہ کیا ہے، فرماتے ہیں :-

قصدت فی جمع الجوامع الاحادیث النبویة باسرها (۲)

میرا قصد تمام احادیث نبویہ کو جمع الجوامع میں جمع کرنا ہے۔

تمام احادیث سے مراد دو لاکھ سے زیادہ حدیثیں ہیں، شیخ عبد القادر شاذلی المتوفی ۹۳۵ھ دیباچہ الجامع میں حافظ سیوطیؒ سے ناقل ہیں :-

یقول أکثر ما یوجد علی وجه الأرض من الأحادیث النبویة القولیة والفعلیة مأتا ألف حدیث و نیف فجمع المصنف منها مائة ألف حدیث فی هذا الکتاب یعنی الجامع الکبیر واخترمته المنیة ولم یکمله ووقع فیه تقدیم و تاخیر سببه تقلیب وقع فی ورق المصنف فراغ فی الترتیب الحرف فما بعده و یستقم لك التعقیب فی کل ما تجده مخالفاً انتهیٰ.

موصوف فرماتے ہیں روئے زمین پر زیادہ سے زیادہ جو قولی اور فعلی

---

(۱) مقدمہ جمع الجوامع بحوالہ کنز العمال طبع دکن ۱۳۱۲ھ ج ۱ ص ۴

(۲) الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر طبع قاہرہ ۱۳۵۸ھ ج ۱ ص ۳

حدیثیں پائی جاتی ہیں وہ دو لاکھ سے اوپر ہیں مصنف نے ان میں سے ایک لاکھ حدیثیں اس کتاب یعنی جامع کبیر میں جمع کی ہیں اثناء ترتیب میں مصنف کا انتقال ہو گیا اور کتاب مکمل نہ ہو سکی کتاب کے اوراق الٹ پلٹ ہو جانے سے آگے پیچھے ہو گئے ہیں اگر تم نے ترتیب حرفی کا خیال رکھا تو جہاں ترتیب میں خرابی ہو گی تم درست کر لو گے۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ جمع الجوامع ناقص ہونے کے باوجود بھی ایک لاکھ حدیثوں کی جامع ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبدالقادر شاذلی نے یہ تعداد تخمین و قیاس سے بیان کی ہے کیونکہ شیخ علی متقیؒ نے علامہ سیوطیؒ کی تینوں کتابوں جامع صغیر زوائد جامع صغیر اور جامع کبیر کی حدیثوں کو ابواب پر مرتب کیا جن کی مجموعی تعداد چھیالیس ہزار چھ سو سولہ ہے(۱)

حیرت ہے کہ شیخ علی متقی نے جمع الجوامع کے ناقص ہونے کی طرف کنز العمال میں اشارہ تک نہیں کیا۔

تعداد احادیث کے متعلق علامہ سیوطیؒ کا مذکورہ بالا بیان ان کی اپنی معلومات کے اعتبار سے ہے نفس الامر کے اعتبار سے نہیں، شیخ عبدالرؤف مناوی، فیض القدیر میں لکھتے ہیں۔

هذا بحسب ما اطلع عليه المؤلف لا باعتبار ما في نفس الأمر لتعذر الإحاطة بها وإنا فتها على ما جمعه الجامع المذكور لو تم وقد اخترمنه المنية قبل إتمامه (۲)

---

(۱) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال تحقیق محمود عمر الدمیاطی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء- ج: ۸ ص: ۳۲۰

(۲) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج ۱ ص ۲۴

مؤلف کا یہ بیان ان کی اپنی معلومات کے اعتبار سے ہے واقع کے اعتبار سے نہیں کیونکہ خارج میں جتنی حدیثیں پائی جاتی ہیں ان کا احاطہ کرنا دشوار ہے اگر جمع الجوامع پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہوتی تو بھی اس کے علاوہ خارج میں حدیثیں پائی جاتی ہیں بھلا ایسی صورت میں جب کہ مؤلف کتاب تکمیل سے قبل ہی وفات پا گیا ہو احاطہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

اس موقع پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تعداد حدیث کے سلسلے میں علامہ سیوطیؒ کی معلومات کا دائرہ سرزمینِ مصر تک محدود ہے اس کا تعلق تمام عالم سے نہیں ہے پھر سرزمین مصر میں بھی تمام احادیث سے مراد تمام حقیقی نہیں بلکہ عرفی ہے، جس سے مراد بہت بڑا حصہ ہے کیونکہ جمع الجوامع کی تالیف کے بعد ایک زمانہ تک اہل علم اسی غلط فہمی میں رہے کہ تمام سے تمام حقیقی اور روئے زمین سے مراد سارا عالم ہے چنانچہ جب کسی حدیث کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا اور وہ ان کو اس کتاب میں نہیں ملی تو انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، چاروناچار اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے شیخ عبدالروف مناوی نے "البیان الأزہر فی احادیث النبی الأنور" لکھی چنانچہ موصوف اس کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے کتاب میں لکھتے ہیں :-

ومن البواعث علي تاليف هذا الكتاب أن الحافظ الكبير جلال الدين السيوطي ادعى أنه جمع في الكتاب الجامع الكبير الاحاديث النبوية مع أنه قد فاته الثلث فأكثر و هذا فيما وصلت إليه أيدينا بمصر وما لم يصل إلينا فيها أكثر و في الأقطار الخارجة عنها من ذلك أكثر فاغتر بهذه الدعوى كثير من الأكابر فصار كل حديث

يسئال عنه أو يريد الكشف عنه يراجع الجامع الكبير فإن لم يجده فيه غلب ظنه أنه لا وجود له فربما أجاب بأنه لا أصل له فعظم بذلك الضرر لركون النفس إلى الثقة لزعمه الاستيعاب وتوهم أن مازاد على ذالك لا يوجد في كتاب (۱)

اس کتاب کی تالیف کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے جامع کبیر میں تمام احادیث نبویہ ﷺ کو جمع کیا ہے حالانکہ ان سے بھی اس کا ایک تہائی حصہ رہ گیا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ' یہ تو وہ ہے جس تک مصر میں ہماری رسائی ہو سکی ہے اور جس تک ہماری رسائی نہیں ہو سکی وہ اس سے زیادہ ہے اور جو دیگر ممالک میں موجود ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے موصوف کے اس دعوے کی وجہ سے بہت سے اکابر اہل علم کو دھوکا ہوا چنانچہ ہر وہ حدیث جس کے متعلق ان سے سوال ہوتا اور وہ اس کو جامع کبیر میں دیکھتے اگر اس میں نہ پاتے تو گمان غالب یہ ہوتا کہ اس کا وجود نہیں ہے بسا اوقات وہ یہی جواب دیتے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اس سے بڑا ضرر رہوا کیونکہ نفس کو علامہ سیوطیؒ کے استیعاب احادیث کے دعویٰ پر اعتماد و اطمینان ہو جاتا' اور یہی خیال ہوتا کہ اس کتاب کے علاوہ جو حدیثیں ہیں وہ کسی کتاب میں نہیں مل سکتیں۔

اگر علامہ سیوطیؒ کے استیعاب احادیث کے دعوے پر غور کیا جاتا تو یہ بات

---

(۱) الجامع الأزہر في أحاديث النبي الأنور (قلمی) اس کتاب کا قلمی نسخہ ہمارے کرم فرما سید طلحہ صاحبؒ کے ایک عزیز کے پاس ۱۹۵۴ء میں حیدر آباد سندھ میں دیکھا اسی موقعہ پر ہم نے یہ عبارت نقل کی تھی۔ اب یہ کتاب جمع الجوامع کے ساتھ طبع کر دی گئی ہے۔

واضح ہو جاتی کہ ان کے اس دعوے کا تعلق ان کے بیان کردہ ماخذوں سے ہے کیونکہ انہوں نے جتنی حدیثیں نقل کی ہیں وہ انہی کتابوں سے منقول ہیں، جن کا تذکرہ موصوف نے بیانِ ماخذ میں کیا ہے علامہ سیوطیؒ نے اگر تمام محدثین کی مرتب کردہ حدیث کی کتابوں کو دیکھا ہوتا تو اس وقت کسی حدیث کا انکار جو اس کتاب میں نہ ملتی، قرین قیاس بھی تھا، جب حدیثیں ان کتابوں میں منحصر نہیں تو ایسا خیال کرنا بھی درست نہیں، اس امر کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ موصوف نے اس خیال سے کہ موت کا وقت قریب آگیا ہے اور کتاب پوری ہوتی نظر نہیں آتی اگر یہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی اور کوئی بالغ نظر اس پر ذیل لکھنا چاہے تو اس کو وہ کتابیں دیکھنا چاہئیں جو ہمارے مطالعہ سے رہ گئی ہیں اس لئے موصوف نے اپنے ماخذوں کی نشاندہی کرنے کے بعد لکھا ہے۔

هذا تذكرة مباركة باسماء الكتب التى انتهت مطالعتها على هذا التصانيف خشية أن تهجم المنية قبل تمامه على الوجه الذى قصد ته فيقيض الله تعالىٰ من يذيل عليه فاذا عرف ما انتهت مطالعته استغنى عن مراجعته و نظر ما سواه من كتب السنة (۱)

اس کتاب کی تالیف میں جن کتابوں تک میری رسائی ہو سکی ہے ان کتابوں کے ناموں کو اس خیال سے بیان کیا ہے کہ کہیں موت کا مجھ پر اچانک حملہ ہو جائے اور میں اس کتاب کو اس طریقہ پر جس طرح کے تکمیل کا ارادہ ہے نہ کر سکوں، اللہ تعالیٰ کسی اور شخص کو اس کا ذیل مرتب کرنے پر مامور فرمائے تو اس کو جب یہ معلوم ہو گا کہ میں ان کتابوں سے مراجعت کر چکا ہوں تو وہ ان کتابوں کی مراجعت سے مستغنی ہو جائے گا اور ان کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں کو دیکھے گا۔

(۱) الفتح الکبیر ج ا ص ۵

یہی وجہ ہے کہ جب بعض نامور محدثین نے اس کتاب کو پڑھا تو اس پر بہت کچھ اضافہ کیا، فخر مغرب حافظ ابو العلاء ادریس حسینی فاسیؒ المتوفی ۱۱۸۳ھ نے جب جامع کبیر کو پڑھا تو اس پر دس ہزار احادیث کا اضافہ کیا حافظ سید عبدالحیٰ کتانی فہرس الفہارس والاثبات میں رقم طراز ہیں :-

ولما قرأ الجامع الكبير للحافظ السيوطى واستدرك عليه نحو عشرة آلاف حديث كان يقيد ها فى طرة نسخته بحيث لو نقل ذلك فى كتاب جاء مجلدا (۱)

جب موصوف نے حافظ سیوطیؒ کی جامع کبیر کا مطالعہ کیا تو بطور استدراک تقریباً دس ہزار احادیث کا اس میں اضافہ کیا اس طرح سے کہ احادیث کو اپنے مملوکہ نسخہ جامع کبیر کے حاشیہ پر قلمبند کرتے گئے ان حدیثوں کو اگر نقل کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔

جامع کبیر میں مأخذ حدیث کی نشاندہی

حافظ سیوطیؒ نے اس کتاب میں حدیثوں کو صرف جمع ہی نہیں کیا بلکہ ارباب تخریج کی نشاندہی کر کے نہایت لطیف انداز میں ہر حدیث کا مرتبہ ومقام بھی متعین کیا، چنانچہ شیخ عبدالرؤف مناویؒ دیباچہ جمع الجوامع سے ناقل ہیں :-

أنه سالك طريقة يعرف منها صحة الحديث و حسنه و ضعفه وذلك أنه إذا عز للبخارى أوا لمسلم أوا بن حبان أو الحاكم فى المستدرك أوالضياء المقدسى فى المختارة فجميع ما فى هذه الكتب الخمسة

(۱) فہرس الفہارس والاثبات۔ج ۲ص ۲۰۱

صحیح فالعز و إلیها لیعلن بالصحۃ سواما فی المستدرك من المتعقب فانه تنبه علیه و كذا ما فی مؤطا الإمام مالك و صحیح ابن خزیمة وأبی عوانة ، وابن السكن، والمنتقی لابن جارود، والمستخرجات فالعزوا إلیها بالصحة ایضاً وما عزی لا بی داؤد، فما سكت علیه، فهو صالح ، وما عزاه للترمذی، وابن ماجة ، وابی داؤد الطیالسی، ولإمام احمد ،و ابنه عبدالله و عبدالرزاق و سعید بن منصور و ابن أبی شیبة وأبی یعلیٰ، والطبرانی فی الكبیر الاوسط ،والدار قطنی ،و أبی نعیم والبهیقی، فهذه فیها الصحیح والحسن والضعیف، و هو بینة غالباً و كل ما كان فی مسند أحمد فهو مقبول فإن الضعیف الذی فیه یقرب من الحسن وما عزاه للعقیلی وابن عدی والخطیب و ابن عساكر و الحكیم الترمذی والحاكم فی تاریخه، والدیلمی فی مسند الفردوس، فهو ضعیف .

علامہ سیوطیؒ ایک ایسے طریقے پر گامزن رہے ہیں جس سے حدیث کے صحیح حسن اور ضعیف ہونے کا پتہ لگ جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ اگر وہ بخاری، مسلم، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، مختارۂ ضیاء مقدسی کی طرف کسی حدیث کی نسبت کریں تو ان پانچ کتابوں میں جو حدیثیں ہیں وہ صحیح ہیں لہذا ان کی طرف نسبت کرنا اس کے صحت کا اعلان ہے بجز مستدرک کی وہ حدیثیں جن پر گرفت ہوئی ہے ان پر تنبیہ کی ہے یہی حکم مؤطا امام مالک، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن عوانہ، صحیح ابن السکن منتقی ابن جارود اور مستخرجات کا ہے چنانچہ ان کی طرف نسبت بھی صحت کا اعلان ہے اور جس کی نسبت ابو داؤد کی طرف ہے اور ابو داؤد نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے وہ صالح عمل ہے جس کی نسبت ترمذی، ابن ماجہ، ابو داؤد

طیالیسی، امام احمد، ان کے فرزند، عبداللہ، عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابویعلی، طبرانی کبیر، اوسط، دار قطنی، ابو نعیم اور بیہقی کی طرف ہے توان میں صحیح، حسن، ضعیف سب ہی موجود ہیں اور وہ اکثر اس کو بتاتے ہیں مسند احمد میں جو حدیث ہے وہ مقبول ہے کیونکہ جو ضعیف بھی اس میں ہے وہ حسن کے قریب قریب ہے اور جس کی نسبت عقیلی، ابن عدی، خطیب، ابن عساکر، حکیم ترمذی تاریخ حاکم اور مسند فردوس دیلمی کی طرف ہے وہ ضعیف ہے۔

علامہ سیوطیؒ کے اس بیان سے شاہ عبدالعزیزؒ کے اس قول کی کہ سیوطی بلا حوالہ و تحقیق کوئی بات نقل نہیں کرتے صداقت واہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے

اس امر کا اعتراف ہے کہ حدیث کی جملہ کتابوں میں جمع الجوامع سب سے زیادہ جامع اور مبسوط کتاب ہے شیخ علی متقیؒ برہانپوری ثم مکی المتوفی ۹۷۵ھ کا بیان ہے۔

إنی وقفت علی کثیر مما دونه الأئمة من کتب الحدیث فلم أرفیها أکثر جمعاً ولا أکبر نفعاً من کتاب جمع الجوامع الذی ألفه الإمام العلامة عبدالرحمن جلال الدین السیوطی ؒ سقی الله ثراه و جعل الجنة مثواه، حیث جمع فیه من الأصول الستة وغیرها الأتی ذکرها عند رموز الکتاب وأودع فیه من الأحادیث ألوفاً ومن الآثار صنوفاً وأجاده مع کثرة الجدوی و حسن الإفاده.

ائمہ فن نے حدیث کی جو بہت سی کتابیں مرتب کی ہیں ان پر میری نظر ہے میں نے ان میں سے جمع الجوامع سے جس کو امام علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطیؒ نے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے اور جنت میں ان کو جگہ دے

مرتب کیا ہے زیادہ جامع اور نافع کوئی کتاب نہیں دیکھی کیونکہ اس میں صحاح ستہ اور دوسری کتابیں جن کی علامتیں انہوں نے بتائی ہیں سب ہی جمع کر دی ہیں' اس میں مختلف اصناف کی ہزارہا احادیث و آثار یکجا کی ہیں' اور کتاب کو خوب سے خوب تر اور مفید سے مفید تر بنایا ہے' اس کتاب کی جامعیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے پچاس سے زیادہ حدیث کی کتابوں سے اس کو مرتب کیا ہے اور کوئی موضوع حدیث اس میں نقل نہیں کی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ "رسالہ اصول حدیث" میں رقم طراز ہیں :-

ولقد أورد السيوطيؒ في كتاب جمع الجوامع من كتب كثيرة تتجاوز خمسين' مشتملة على الصحاح' والحسان' والضعاف' وقال ما أوردت فيها حديثاً مرسوماً بالوضع' اتفق المحدثون علىٰ تركه' ورده والله اعلم.

علامہ سیوطیؒ نے اپنی تالیف جمع الجوامع میں پچاس سے زیادہ کتابوں سے جو صحیح' حسن اور ضعیف حدیثوں پر مشتمل تھیں روایتیں نقل کی ہیں اور فرمایا ہے کہ میں نے اس میں کوئی ایسی موضوع حدیث درج نہیں کی ہے جس کے نا قابل قبول اور متروک ہونے پر محدثین کا اتفاق ہو' واللہ اعلم۔

احکام سے متعلق احادیث کی جامع ترین کتاب

سنن کبریٰ بیہقی کے بعد ادلہ مذاہب کے باب میں جمع الجوامع سے جامع تر کتاب تالیف نہیں ہوئی ہے' شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں :-

وطالعت الجامع الكبير للشيخ جلال الدين السيوطيؒ' وكذلك الجامع الصغير وزيادته' وهي عشرة آلاف حديث ولا يكاد

يخرج من الشريعة عن أحاديث هذه الكتب شئى الا نادرا فهى اجمع كتاب صنف بعد سنن البيهقى فى الأدلة.

میں نے علامہ سیوطیؒ کی جامع کبیر کا مطالعہ کیا اور اسی طرح جامع صغیر اور زوائد جامع صغیر کا مطالعہ بھی کیا ہے، یہ کم وبیش دس ہزار حدیثوں کی جامع ہیں، احکام شرعیہ سے متعلق احادیث شاذ ونادر ہی ان کتابوں سے باہر ہوں تو ہوں، ادلہ شرعیہ کی سنن بیہقیؒ کے بعد یہ جامع ترین کتاب ہے۔

جمع الجوامع علامہ سیوطیؒ کی تالیفات میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے موصوف نے اگر کوئی اور کتاب نہ لکھی ہوتی تو تنہا یہی ایک کتاب ان کی شہرت وبقاء اور جلالت علمی کے لئے کافی تھی "جمع الجوامع" امت مسلمہ پر ان کا بہت بڑا احسان ہے، حافظ سید عبدالحئی کتانی فہرس الفہارس والأثبات میں لکھتے ہیں :-

ومن أهمها وأعظمها وهو من أكبر منه على المسلمين كتابه الجامع الصغير وأكبر منه وأوسع وأعظم الجامع الكبير، جمع فيها عدة آلاف من الاحاديث النبوية ، مرتبةً على حروف المعجم، وهما المعجم الوحيد الآن، المتداول بين المسلمين الذى يعرفون به كلم نبيهم و مخرجيها و مظانها و مرتبتها فى الجملة وقل من رايته انصف من 'الكاتبين اليوم 'و عرف مزية المترجم بكتا بيه فهذه منة على المسلمين وقد قال العلامة الشيخ صالح المقبلى فى كتابة العلم المشامخ بعد ان استغرب أنه لم يتصد أحد لجمع جميع الأحاديث النبوية على المقرب لعلها مكرمة ادخرها الله لبعض المتاخرين، وإذا الله قد أكرم

بذلك و أهل له من لم يكد يرمثله فى مثل ذلك الإمام السيوطى ؒ فى كتابه المسمىٰ بالجامع الكبير (۱)

ان کی اہم و عظیم تالیفات میں سے جو مسلمانوں پر ان کے عظیم الشان احسانات میں سے ہے' ان کی کتاب جامع صغیر ہے اور اس سے زیادہ مبسوط اور عظیم و ضخیم کتاب جامع کبیر ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں احادیث نبویہ ﷺ کو حروف معجم پر مرتب کیا ہے اور یہی دونوں معجم وہ واحد معجم ہیں جو آج مسلمانوں میں متداول و رواج پذیر ہیں جن سے وہ اپنے نبی ﷺ کے کلام کو پہچانتے ہیں' ان کی تخریج کرنے والوں کو جانتے احادیث کے مرتبہ و مقام کا فی الجملہ علم حاصل کرتے ہیں' میں نے اس دور کے کمتر مصنفین کو دیکھا جنہوں نے انصاف سے کام لیا ہو اور مذکورہ بالا دونوں کتابوں سے مرتب کی عظمت کو سمجھا ہو' علامہ شیخ صالح مقبلی نے اپنی کتاب العلم الشامخ میں اظہار حیرت کے بعد لکھا ہے کہ کوئی محدث بھی رسول اللہ ﷺ کی تمام احادیث کو یکجا جمع کرنے کے درپے نہیں ہوا' یہ سعادت شاید اللہ تعالیٰ نے بعض متاخرین علماء کے لئے مقدر فرمائی تھی' اس نے یہ اعزاز و شرف اب علامہ سیوطیؒ کو بخشا اور انہی کو اس کا اہل بنایا اس اہم کام میں اس کا مثل کوئی شخص قریب دکھائی نہیں دیتا جیسا کہ علامہ سیوطیؒ اپنی کتاب جامع کبیر میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

یہ جامع ہونے کے باوجود کما حقہ نافع نہیں

اس کتاب کی جامعیت وافادیت اپنی جگہ مسلم سہی لیکن اس حقیقت سے

---

(۱) فہرس الفہارس والاثبات تحقیق احسان عباس' بیروت' الکتانی دار الغرب الاسلامی ۱۴۰۲' ج ۲ / ۱۰۱۸_۱۰۱۷

انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی ترتیب ہرگز ایسی نہ تھی جس سے ہر خاص وعام کو پورا پورا فائدہ ہو سکتا' اس سے وہی لوگ مستفید ہو سکتے تھے اور ہو سکتے ہیں جن کو راوی کا نام معلوم ہو یا حدیث کا پہلا ٹکڑا انہیں یاد ہو' جن کو ان باتوں کا علم نہیں وہ کتاب کے استفادہ سے قاصر ہیں' اس امر کا کماحقہ احساس ان کے معاصر عارف ہندی و مسند حرم شیخ علاء الدین علی بن حسام الدین متقی برہانپوری ثم مکی المتوفی ۹۷۵ھ کو ہوا انہوں نے اس کتاب کو ابواب فقہ پر مرتب کیا موصوف ترتیب فقہی کا سبب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :-

لکن عاریا عن فوائد جلیلة (منها) ان من اراد أن یکشف عنه حدیثا وهو عالم بمفهومه لا یمکنه إلا أن حفظ رأس الحدیث إن کان قولیاً أواسم راویه إن کان فعلیاً ومن لا یکون کذلك تعسر علیه ذالك.

و(منها) ان من اراد ان یحیط و یطلع علی جمیع أحادیث البیع مثلاً 'وأحادیث الصلوٰة أو الزکوٰة أو غیرها ' لم یمکنه ذلك ایضاً ' إلا إذا قلب حمیع الکتاب ورقة ورقة وهذا ایضاً عسیر جدا.

لیکن یہ اہم فوائد سے خالی تھی' من جملہ ان کے یہ کہ جو کسی حدیث کے مفہوم سے واقف ہو اور وہ اس کو تلاش کرنا چاہتا ہو تو اس کو اس حدیث کا نکالنا ممکن نہیں' ہاں اگر اس کو حدیث قولی کا اول کلمہ جس کی اس کو تلاش ہے یاد ہو' یا راوی کا نام اگر وہ حدیث فعلی ہے' یاد ہو' تو پھر مشکل نہیں اور جس کو یاد نہیں اسے تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔

انہی فوائد میں سے یہ ہے کہ جو یہ چاہے کہ بیع کی یا نماز یا زکوۃ وغیرہ کی

مثلاً تمام حدیثوں کا احاطہ کرے اور وہ ان سے واقف ہو تو اس کے لئے بھی یہ ممکن نہیں مگر اس صورت میں کہ وہ پوری کتاب کی ورق گردانی کرے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ (۱)

انہی اسباب کی بناء پر شیخ علی متقیؒ نے سب سے پہلے جامع صغیر کو جو کتاب کا پہلا حصہ تھا ابواب فقہ پر مرتب کیا اور اس کا نام "**منهج العمال فی سنن الاقوال**" رکھا، شیخ موصوف نے دیباچہ کتاب میں یہ بیان نہیں کیا کہ اس کی ترتیب کا آغاز کس سن میں ہوا مگر بعض قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جامع صغیر کی ترتیب کا کام ۹۴۷ھ کے بعد اور ۹۵۲ھ سے پیشتر ہوا تھا کیونکہ شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے ۹۴۷ھ میں جب حج کیا تو شیخ متقیؒ سے بھی استفادہ کیا تھا، موصوف "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" میں جو ۹۵۲ھ کی تالیف ہے شیخ موصوف کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی تالیفات میں جامع صغیر کی ترتیب کا بھی ذکر کیا ہے (۲) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت صرف جامع صغیر کو ابواب فقہ پر مرتب کیا گیا تھا اس کے بعد زوائد جامع صغیر کو ابواب فقہ پر ترتیب دیا اور اس کا نام "**الاکمال لمنهج العمال فی سنن الاقوال**" رکھا پھر ان دونوں کو یکجا کر کے "غایۃ العمال فی سنن الاقوال" سے نامزد کیا، اور جب کتاب کا ایک حصہ مکمل کر لیا تو "جمع الجوامع" کا دوسرا حصہ جو فعلی احادیث پر مشتمل تھا، مرتب کیا، اور پوری کتاب کے ابواب کو "جامع الاصول" کی ترتیب کے مطابق حروف تہجی پر ترتیب دیکر اس کا نام "**کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال**"

---

(۱) منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند امام احمد بن حنبلؒ، طبع مصر ج ۱ ص ۳۳

(۲) لواقح الانوار طبع مصر ۱۳۱۵ھ ج ۲ ص ۱۵۹

رکھااور ۹۵۷ھ میں گویاپوری کتاب جمع الجوامع کوابواب فقہ پر مرتب کر کے اس سے استفادہ آسان کردیا(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی کابیان ہے :-

جامع صغیرو کتاب الجوامع شیخ جلال الدین سیوطیؒ راکہ احادیث بتر تیب حروف تہجی جمع کردہ وادعائے احاطہ جمیع احادیث نبوی ﷺ ازاقوال وافعال ﷺ کردہ بتر تیب فرمودہ وبر ابواب فقہیہ ترتیب دادہ' الحق بنظر دراں کتابہا ظاہر میشود کہ چہ کار کردہ' وچہ تصرفات نمودہ' وبار دیگر منتخبے ازاں گرفتہ واکثر مکررات راانداختہ آں نیز کتاب مہذب ومنقح آمدہ' گویند کہ شیخ ابوالحسن بکری می فرمود للسیوطیؒ منۃ علی العالمین وللمتقی منۃ علیہ (۲)

جامع صغیر اور جمع الجوامع علامہ جلال الدین سیوطیؒ جن میں احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیااور تمام قولی و فعلی احادیث رسول اللہ ﷺ کااحاطہ کرنے کا سیوطیؒ نے دعویٰ کیا تھا شیخ متقیؒ نے تبویب کی اور انہیں فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیاکام کیاہے اور کیسے تصرفات کئے ہیں پھر دوبارہ اس میں انتخاب کر کے مکرر حدیثوں کو الگ کیااور وہ (منتخب کنزالعمال) بھی ایک مہذب ومنقح کتاب ہے۔

کنزالعمال پہلی مرتبہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۲ھ میں آٹھ ضخیم جلدوں میں مولاناوحید الزماں حیدر آبادی کی تصحیح سے شائع کی گئی تھی' ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سے دوبارہ

(۱) کنزالعمال ج ۱۔ ص ۲

(۲) اخبار الاخیار 'مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۵۷۔۲۵۸

شائع کی گئی اور اب مؤسسہ الرسالہ بیروت نے شیخ بکر حیانی اور صفوۃ السقا کی تحقیق سے ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء میں ۱۶ جلدوں میں شائع کی ہے یہ اشاعت سابقہ اشاعتوں سے بہتر ہے۔

ندیم مرعشلی اور اسامہ مرعشلی نے اس کا انڈکس المرشد الی کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں تیار کیا تھا جسے موسسہ الرسالہ بیروت نے شائع کیا ہے ۱۴۰۹ھ تک اس کا تیسرا ایڈیشن بازار میں آگیا تھا۔

(۲) الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر

یہ کتاب سب سے پہلے دو جلدوں میں بولاق مصر سے ۱۲۸۶ھ میں شائع کی گئی تھی پھر مصر سے کئی مرتبہ شائع کی گئی ہے۔

جامع صغیر 'جمع الجوامع کی صرف قولی حدیثوں کی جامع ہے جو دس ہزار سے زیادہ قولی حدیثوں کا مجموعہ ہے اور حروف تہجی پر مرتب ہے جامع صغیر موصوف کی وفات سے دو سال پیشتر ۹۰۷ھ میں مکمل ہوئی' یہ علامہ موصوف کی مقبول ترین کتابوں میں سے ہے' جلیل القدر محدثین نے اس کی شرحیں لکھی ہیں 'سب سے پہلے موصوف کے شاگرد شمس الدین محمد علقمی شافعی المتوفی ۹۲۹ھ نے الکوکب المنیر فی شرح الجامع الصغیر لکھی' بعد میں شہاب الدین المتبولی شافعی المتوفی ۱۱۳۰ھ نے "الاستدراك لنضير على الجامع الصغير" تصنیف کی' ان کے بعد شیخ عبدالرؤف مناوی شافعی المتوفی ۱۰۳۰ھ نے فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر لکھی جو سب سے زیادہ جامع شرح ہے' اس کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :-

شرح عبدالرؤف مناوی بر جامع صغیر شیخ جلال الدین سیوطیؒ نیز اکثر احادیث را کفایت می کند(۱)

جامع صغیر علامہ جلال الدین سیوطیؒ پر عبدالرؤف مناوی کی شرح اکثر حدیثوں کے مطالب کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

شرح چھ ضخیم جلدوں میں مصر سے شائع کی گئی تھی۔

ان کے بعد شیخ علی بن احمد عزیزی شافعی التوفی ۱۰۷۰ھ نے السراج المنیر تالیف کی جو ۱۳۷۷ھ میں مصر سے تین جلدوں میں شائع کی گئی، شیخ عزیزی کے معاصر شیخ الاسلام محمد بن سالم حنفی التوفی ۱۰۸۱ھ نے بھی اس کی مختصر شرح لکھی تھی، وہ بھی السراج المنیر کے حاشیہ پر طبع کی گئی ہے، اور اب اسے مکتبہ الایمان مدینہ منورہ نے چار جلدوں میں فوٹو سے شائع کیا ہے۔

شیخ ابو الفرج عبدالرحمن بعلی دمشقی التوفی ۱۱۹۲ھ نے جامع صغیر کا ایک مختصر تیار کیا تھا جس میں صرف امام احمدؒ بخاریؒ اور مسلمؒ کی روایات کو نقل کیا تھا اس کا نام " نور الاخیار و روض الابرار فی حدیث النبی المصطفیٰ المختار " ہے بعد میں اس کی شرح بھی فتح الستار و کشف الستار کے نام سے لکھی تھی۔

مشہور خطاط و فقیہ شیخ علی شافعی التوفی ۱۰۷۴ھ جامع صغیر کے کاتب اور حافظ مشہور تھے انہوں نے اس کتاب کی نقل و تحشیہ کو اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔

مؤرخ محمد امین خلاصۃ الاثر میں لکھتے ہیں :-

كان ياكل من كسب يمينه و كتب كتباً كثيرة بخطه منها

---

(۱) شاہ عبدالعزیز دہلویؒ عجالہ نافعہ نور محمد اصح المطابع ۱۳۶۳ء ص ۱۶

الجامع الصغير للسيوطيؒ و كتب منه إحدى و عشرين نسخة فيها و سبب ذلك أنه اشترى النسخة من بعض الأفاضل وقابلها و صححها و كتب على ألفاظها المشكلة مقالات شراحه واعتنى بها ولزمها حتى حفظ الكتاب عن ظهر قلب.

موصوف اپنے دست وبازو کی کمائی کھاتے تھے' انہوں نے بہت سی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھی تھیں انہی میں سے جامع صغیر بھی ہے جس کے انہوں نے اکیس نسخے نقل کئے تھے اور اس میں انہیں شہرت حاصل تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ موصوف نے فضلاء وقت میں کسی سے ایک نسخہ خریدا پھر اس کا مقابلہ کیا صحت کی' اس کے مشکل الفاظ کی تشریح میں شارحین حدیث کا کلام نقل کیا اور اس کا خاص اہتمام کیا اور کتاب مذکور کے ساتھ ایسے چمٹے رہے کہ کتاب انہیں زبانی یاد ہو گئی تھی(۱)

علامہ سیوطی نے وفات سے قبل اس کا ایک ذیل بھی لکھا تھا جو "ذیل زیادۃ الجامع الصغیر" کے نام سے مشہور ہے یہ ذیل چار ہزار چار سو اڑتالیس حدیثوں پر مشتمل اور حروف تہجی پر مرتب ہے اس کے بھی ایک ٹکڑے کی شرح شیخ عبدالرؤف مناویؒ نے السعادۃ بشرح الزیادۃ کے نام سے لکھی تھی جس کا تذکرہ شیخ محبی نے خلاصۃ الاثر میں کیا ہے (۲) شیخ علی متقیؒ نے الجامع الصغیر اور زوائد الجامع الصغیر پر جو بصیرت افروز تبصرہ کیا ہے وہ ہدیہ ناظرین ہے :-

....

(۱) خلاصۃ الاثر فی اعیان الحادی عشر ج ۳۔ ص ۱۶۰

(۲) خلاصۃ الاثر فی اعیان الحادی عشر ج ۲ ص ۴۱۳

ان الاحادیث التی فی الجامع الصغیر و زوائدہ اھم واخصر وابعد من التکرار (۱)

وہ حدیثیں جو جامع صغیر زوائد جامع صغیر میں ہیں وہ زیادہ صحیح، مختصر اور تکرار سے بہت دور ہیں (ان میں تکرار نہیں ہے)

شیخ یوسف نبہانیؒ نے زیادۃ الجامع اور جامع صغیر کو یکجا کر دیا ہے جو الفتح الکبیر کے نام سے تین جلدوں میں مصر سے ۱۳۵۰ھ میں شائع کی گئی تھی۔

علامہ سیوطیؒ نے جامع الصغیر کے بعد زوائدۃ الجامع الصغیر لکھی ہے۔

(۳) اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة

یہ کتاب پانچ بار زیور طبع سے آراستہ کی گئی ہے، پہلی بار مطبعۃ الادبیۃ قاہرہ سے ۱۳۱۷ھ میں شائع کی اور اس کے ساتھ علامہ موصوف کی حسب ذیل تین کتابیں ۱- کتاب ذیل اللآلی المصنوعۃ ۲- کتاب التعقبات علی الموضوعات ۳- کتاب النکت البدیعات علی الموضوعات اور قاضی شوکانی کی کتاب الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ اور ملا علی قاری کی کتاب الموضوعات الکبری بھی شائع کی تھیں۔ پھر المکتبۃ التجاریۃ الکبری، قاہرہ سے جس پر سال اشاعت درج نہیں، اس کے بعد عبد اللطیف الخطیب صاحب المکتبہ الحسینیہ المصریہ نے شائع کی۔ شیخ احمد بن محمد بن الصدیق مغربی حسنی کے پڑھے ہوئے نسخہ سے ۱۳۵۲ھ میں اچھے دو جلدوں میں شائع کی، پھر دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت سے دوسری بار ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں شائع کی گئی۔ یہ موضوعات ابن الجوزی کی تلخیص ہے، چنانچہ موصوف آغاز کتاب میں رقم طراز ہیں :-

(۱) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ط : ۵ بیروت مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۱ھ ص ۳۰ ج ۱

"جعلی و موضوع حدیثوں سے واقفیت بھی اہم دینی امور میں سے ہے اس موضوع پر حافظ ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی المعروف بابن الجوزی المتوفی ۵۹۷ھ نے کتاب الموضوعات من الاحادیث المرفوعات لکھی تھی (جسے صاحب المکتبة السلفیه بالمدینة المنورہ نے مطبعة المجد قاہرہ سے چھپواکر ۱۳۸۶ء میں شائع کی) جس میں بعض ضعیف حدیثوں کو موضوع قرار دیا بلکہ بعض ایسی حسن اور صحیح احادیث کو جنہیں حفاظ حدیث و ائمہ فن ابن الصلاح نے علوم الحدیث میں اور دیگر محدثین نے اپنی تالیفات میں حسن و صحیح ہونے کی تصریح کی موضوعات کے زمرہ میں داخل کیا تھا۔"

میں نے اس امر میں استخارہ کیا جب مجھے شرح صدر ہوا' توفیق ارزانی ہوئی تو میں نے ان احادیث کی انہی کتابوں سے تخریج کی جن سے موصوف نے کی تھی جیسے تاریخ خطیب' حاکم' کامل ابن عدی' کتاب الضعفاء از عقیلی' ابن حبان' ازدی' افراد الدار قطنی' حلیہ ابو نعیم وغیرہ' ان کی سندوں کو حذف کیا اور ابن الجوزی کا کلام نقل کر کے لفظ "قلت" کے بعد اس پر تنقید و تنبیہ کی' حافظ ابو عبداللہ حسین بن ابراہیم جوزقانی نے جن احادیث کی تخریج کی ان پر (ج) کی علامت لگائی گئی ہے۔

میں نے اس کتاب کا نام اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ رکھا' یہ کتاب میں نے ۸۷۰ھ میں جب کاروان عمر اکیسویں منزل طے کر رہا تھا' شروع کی اور ۸۷۵ھ میں مکمل کی اس میں اختصار کی وجہ سے تعقبات (گرفت و اعتراضات) کم کئے گئے تھے' اس کے متعدد نسخے نقل کئے گئے

ایک نسخہ بلاد تکرور پہنچ گیا پھر ۹۰۵ھ میں از سر نو مبسوط تعقبات لکھے اور بہت سی موضوع حدیثوں کا اضافہ کیا جن کا ذکر ابو الفرج ابن الجوزیؒ سے رہ گیا تھا جس سے کتاب نئی صورت میں جلوہ گر ہوئی' پہلے نسخوں کو نظر انداز کر کے اسی ہیئت و حالت پر چھوڑا اور دوسرے نسخے تیار کئے۔ سابقہ نسخہ کو الموضوعات الصغریٰ اور نئے نسخہ کو الموضوعات الکبریٰ کا نام دیا' اب الموضوعات الکبریٰ قابل اعتماد ہے(۱)

(۱) السیوطیؒ' اللآلی المصنوعہ' بیروت' دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر ط ۲ ۱۳۹۵ھ ج ا ص ۲'۳

(ج) اصول حدیث

اصول حدیث میں مقدمہ ابن الصلاح نہایت اہم کتاب ہے۔

اس کی شرحیں بھی بہت لکھی گئی اور تلخیص اور مختصر بھی کثرت سے تیار کئے گئے ہیں۔ چنانچہ امام نووی المتوفی ۶۷۶ھ نے اس کا مختصر "ارشاد الطلاب الحقائق الی معرفۃ سنن خیر الخلائق" کے نام سے کیا جو عبدالباری فتح اللہ السلفی کی تحقیق سے مکتبۃ الایمان نے ۱۴۰۸ھ میں مدینہ منورہ سے دو جلدوں میں شائع کیا۔

۲- امام نوویؒ نے اس کا خلاصہ "التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر والنذیر" تیار کیا' اس خلاصہ کی شرح علامہ سیوطیؒ نے "تدریب الراوی شرح تقریب النواوی" لکھی۔ یہ پہلی بار المطبعۃ الخیریہ مصر سے ۱۳۰۷ھ میں شائع کی گئی تھی' پھر ۱۹۰۹ء میں محمد نمکانی نے اس کو شیخ عبدالوہاب عبداللطیف کی تحقیق سے مدینہ منورہ سے شائع کیا۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ تدریب الراوی کے متعلق رقمطراز ہیں :-

سمیته تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی وجعلته شرحاً لهذا الکتاب خصوصاً ثم لمختصر ابن الصلاح وسائر کتب الفن عموماً (۱)

میں نے اس کا نام تدریب الراوی شرح تقریب النواوی رکھا ہے اور اس کتاب کی خصوصی اور مقدمہ ابن الصلاح اور فن کی دوسری تمام کتابوں کی عمومی شرح کی ہے مطلب یہ ہے کہ میں نے اس شرح میں فن اور فن کی دوسری کتابوں کے مباحث سے بھی

---

(۱) تدریب الراوی' مصر المطبعۃ الخیریہ' ۱۳۰۷ھ ص ۳

بحث کی ہے لہذا یہ فن کی اور کتابوں کی بھی عام شرح ہے یہی وجہ ہے علماء کو اس کتاب سے اعتناء رہا ہے

تدریب الراوی ۸۹۰ھ سے پہلے کی تالیف ہے(۱)

۳-الفیۃ السیوطی فی علوم الحدیث- نظم الدرر فی علم الاثر :

یہ پہلی بار محی الدین عبدالحمید کی تحقیق سے المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ نے مصر سے شائع کیا تھا' پھر مطبعۃ السلفیہ نے ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں چھاپا تھا۔

فن حدیث کی مصطلحات میں ایک ہزار اشعار کا منظومہ ہے علامہ سیوطیؒ نے اس میں حافظ عبدالرحیم العراقی المتوفی ۸۰۶ھ کے الفیہ سے معارضہ کیا ہے اور اس میں معلومات کا اضافہ بھی موصوف نے اسے پانچ دن میں: ۱۳ ربیع الآخر بروز جمعہ ۸۸۱ھ میں تالیف کیا تھا(۲)

محمد محفوظ بن عبداللہ الزرمسی نے چار مہینہ چودہ دن میں اس کی شرح "منہج ذوی النظر" مکہ مکرمہ میں لکھی تھی۔ یہ شرح مصطفیٰ البابی نے ۱۳۲۷ھ ۱۹۰۰ء میں مصر سے شائع کی تھی۔

احمد محمد شاکر نے بھی اس کی شرح لکھی ہے وہ بھی عام ہے۔

(۱) ایضاً تحقیق عبدالوہاب' عبداللطیف' مدینہ منورہ' المکتبۃ العلمیہ ۱۳۷۸ھ / ۱۹۰۹ء (ص) مقدمۃ المحقق

(۲) الفیۃ السیوطی فی علم الحدیث' تحقیق احمد شاکر (بیروت) المکتبۃ العلمیۃ- ص: ۱۴۶

(ج) فقہ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کو فقہ میں اجتہاد کا دعویٰ تھا اس موضوع پر موصوف نے الازھار الفضہ فی حواشی الروضہ مختصر الروضہ القنیۃ مختصر التنبیہ الوافی اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق اور جمع الجوامع وغیرہ لکھیں لیکن الاشباہ والنظائر اور الحاوی کو زیادہ شہرت و قبولیت حاصل ہے۔

(۱) الاشباہ والنظائر کئی مرتبہ طبع کی گئی ہے پہلی مرتبہ مکہ معظمہ سے ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۲ء میں شائع کی گئی اس کے حاشیہ پر المواھب السنیۃ شرح الفوائد البہیہ بھی طبع کی گئی تھی، پھر مصطفی البابی الحلبی نے ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء میں قاہرہ سے شائع کی۔

علامہ موصوف نے اس موضوع پر پہلے ایک "مختصر الشوارد الفوائد فی الضوابط والقواعد" لکھی اور اہل علم و طلبہ کو اس کا گرویدہ پایا تو الاشباہ والنظائر لکھی چنانچہ علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے۔

تم اس میں جب غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ میری زندگی کا ماحصل ہے امہات فن کی جامع مشکل مسائل کا حل اور مطول کتابوں کا خلاصہ ہے(۱)

فقہ شافعیہ میں یہ کتاب معلومات کا مختصر دائرۃ المعارف ہے۔

(۲) الحاوی للفتاویٰ فی الفقہ و علوم القرآن والحدیث والاصول والعقائد والتصوف والنحو وغیرھا پہلی بار مکتبہ القدسی نے اسے دو جلدوں میں قاہرہ سے ۱۳۵۲ھ میں شائع کیا تھا پھر مطبعۃ السعادۃ نے ۱۳۷۸ھ میں اور اس کے بعد المکتبۃ التجارۃ الکبریٰ نے ۱۹۵۹ء میں زیور طبع سے آراستہ کیا اور اب اسے پاکستان میں فوٹو سے شائع کیا گیا ہے، دیار عرب سے بھی برابر شائع کی جارہی ہے۔

(۱) السیوطیؒ، الاشباہ والنظائر ص ۵

مصر اور دیگر ممالک اسلامیہ کے اہل علم کی طرف سے فقہ، علوم تفسیر و حدیث، عقائد و تصوف اور نحو وغیرہ سے متعلق جو سوالات علامہ موصوف سے کئے گئے تھے الحاوی للفتاوی ان جوابات کا مجموعہ ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے بیشتر جوابات کو مستقل نام سے موسوم کیا ایسے رسائل کی تعداد جو الحاوی میں شامل ہیں اناسی (۷۹) ہے۔

الحاوی مذکورۂ بالا علوم میں نہایت مفید معلومات کا جامع ہے اور علامہ موصوف کی بصیرت اور وسعت معلومات کا شاہد عدل ہے۔

اناسی رسائل جو الحاوی میں شامل ہیں وہ حسب ذیل ہیں

(۱) تحفة الأنجاب بمسئلة السنجاب

(۲) المحظ الوافر من المغنم في استدراك الكافر إذا أسلم

(۳) ذكر التشنيع في مسئلة التسميع

(٤) جزء في صلاة الضحىٰ

(٥) بسط الكف في إتمام الصف

(٦) اللمعة في تحرير الركعة لإدراك الجمعه

(۷) ضوء الشمعه في عدد الجمعه

(۸) الجواب الحاتم عن سوال الخاتم

(۹) ثلج الفوأد في أحاديث لبس السواد

(۱۰) وصول الأماني بأصول التهاني

(۱۱) بذل العسجد بسوال المسجد

(۱۲) قطع المجادله عند تغيير المعامله

(۱۳) بذل الهمة في طلب براء ة الذمه

(۱٤) هدم الجانی علی البانی

(۱۵) البارع فی أقطاع الشارع

(۱٦) الإنصاف فی تمييز الأوقاف

(۱۷) الجهر بمنع البروز علی شاطئی النهر

(۱۸) كشف الضبابه فی مسئله الاستنابة

(۱۹) المباحث الزكيه فی المسئلة الدوركيته

(۲۰) القول المشيّد فی وقف المؤيّد

(۲۱) البدر الذیٰ انجلی فی مسئله الولاء

(۲۲) حسن المقصد فی عمل المولد

(۲۳) القول المضی فی الحنث فی المضی

(۲٤) فتح المغالق أ نت تالق

(۲۵) المنجلی فی تطور الولی

(۲٦) النقول المشرقة فی مسئله النفقه

(۲۷) تنزيه الانبياء عن تسفية الأغبياء

(۲۸) حسن التصريف فی عدم التحليف

(۲۹) رفع البأس و كشف الا لتباس فی ضرب المثل من الاقتباس

(۳۰) فتح المطلب المبرورفی الجواب عن الاسئلة الواردة من التكرور

(۳۱) القذ اذه فی تحقيق محل الاستعاذه

(۳۲) دفع التعسف فی إخوة يوسف

(٣٣) القول الفصيح فى تعيين الذبيح

(٣٤) الحبل الوثيق فى نصرة الصديقؓ

(٣٥) الأخبار المأثوره فى الإطلاء بالنورة

(٣٦) الجواب الحزم عن حديث التكبير جزم

(٣٧) المصابيح فى صلاة التراويح

(٣٨) القول الجلى فى حديث الولى

(٣٩) قطف الثمر فى موافقات عمرؓ

(٤٠) اعمال الفكر فى فضل الذكر

(٤١) نتيجة الفكر فى الجهر بالذكر

(٤٢) الدر المنظم فى الإسم الأعظم

(٤٣) المنحة فى السبحة

(٤٤) اعذب المناهل فى الحديث من قال أنا عالم فهو جاهل

(٤٥) حسن التسليك فى حكم التشبيك

(٤٦) شدّ الأثواب فى سدّ الأبواب

(٤٧) العجاجة الزر نبية فى السلالة الزينبيه

(٤٨) الدرة التاجيه على الأسئلة الناجية

(٤٩) رفع الخدر عن قطع السدر

(٥٠) العرف الوردى فى أخبار المهدى

(٥١) الكشف عن مجاورة هذه الأمة الألف

(٥٢) كشف الريب عن الجيب

(۵۳) كتاب البعث

(۵٤) رفع الصوت بذبح الموت

(۵۵) بلوغ المأمول فی خدمة الرسول ﷺ

(۵٦) إتحاف الفرقة برفو الخرقة

(۵۷) إتمام النعمة فی اختصاص الإسلام بهذه الأمة

(۵۸) تنزية الإعتقاد عن الحلول والإتحاد

(۵۹) تزئين الأرائك في إرسال النبي ﷺ إلى الملائك

(٦۰) إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء

(٦۱) الإعلام بحكم عيسىٰ عليه السلام

(٦۲) لبس اليلب في الجواب عن إيراد حلب (مبحث المفاد)

(٦۳) اللمعة فی أجوبة الأسئله السبعه

(٦٤) الاحتفال بالأطفال

(٦۵) طلوع الثريا باظهار ما كان خفيا (أحوال البعث)

(٦٦) تحفة الجلساء برؤية الله للنساء

(٦۷) مسالك الحنفاء في والدى المصطفاء

(٦۸) القول الأشبه في حديث من عرف نفسه فقد عرف ربّه

(٦۹) الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد و النجباء والأبدال

(۷۰) تنوير الحلك في إمكان رؤية النبي ﷺ والملك

(۷۱) فجر الثمد في إعراب أكمل الحمد

(۷۲) ألوية النصر فی خصيصی بالقصر

(۷۳) الزند الورى فى الجواب عن السوال السكندرى

(۷٤) رفع السنة فى نصب الزنه

(۷۵) الأجوبة الزكيه عن الألغاز السبكية

(۷٦) الأسئلة المأته

(۷۷) تعريف الفئة بأجوبة الاسئلة المائة

(۷۸) الأسئلة الوزير ية وأجوبتها

(۷۹) الأوج فى خبر عوج

(د) نحو' معانی وبیان اور لغت

علامہ سیوطی کی علم النحو میں "البہجۃ المضیئۃ فی شرح الألفیہ" "الفتح القریب علی مغنی اللبیب" "شرح شواہد المغنی" "الاقتراح فی اصول النحو" "التوشیح علی التوضیح" "السیف الصقیل علی حواشی ابن عقیل" مشہور تالیفات ہیں لیکن الأشباہ والنظائر اور جمع الجوامع اور اس کی شرح ھمع الھوامع اس فن کا دائرۃ المعارف ہے۔

(۱) کتاب الاشباہ والنظائر فی النحو

یہ کتاب تین بار چھپی ہے پہلی بار چار جلدوں میں دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۶۔۱۷ھ میں شائع کی گئی تھی پھر دائرۃ المعارف العثمانیہ سے ۱۳۵۹۔۶۱ھ میں شائع کی گئی تیسری بار مکتبۃ الکلیات الازہریہ قاہرہ نے پھر ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں عبداللطیف سعد کی تحقیق سے شائع کی گئی۔

اس کتاب میں علامہ سیوطیؒ نے علم النحو کے متعلق نہایت نادر معلومات کی بہم رسانی کا حق ادا کیا ہے یہ علماء و محققین اور ارباب فن اساتذہ کے پڑھنے کے لائق کتاب ہے اس فن میں موصوف کے مطالعہ کا نچوڑ ہے اس کی قدر و قیمت کا اندازہ علامہ سیوطیؒ کے مقدمہ کتاب سے کیا جاسکتا ہے موصوف لکھتے ہیں۔

آغاز عمر سے فنون عربیہ اور اس کی مختلف انواع کو میرے دلچسپ علوم میں اولیت کا درجہ حاصل رہا ہے میں ان علوم کی نادر معلومات حاصل کرنے کی خاطر راتوں کو جاگا' بہت جسمانی و ذہنی مشقت اٹھائی' زمانہ طالب علمی سے میں اس فن کی قدیم و جدید کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا میں نے اس فن کی بیشتر کتابوں تک رسائی پائی انھیں پڑھا' غور و فکر کی اس فن کی بہت ہی تھوڑی کتابیں میرے مطالعہ سے چھوٹی ہیں' میں نے اس موضوع

پر چھوٹی بڑی ہر کتاب پڑھی ہے' ائمہ نحو وادب کی سوانح وسیر' ان کے مذاہب ودبستان فکر سے میرا اعتناء رہا ہے' ان کے محاورات' مجالس' مناظرات ومذاکرات میری نظر میں ہیں' میرے پاس اس فن کا کم وبیش ایک بار شتر علم نوشتہ صورت میں محفوظ تھا۔

ارادہ تھا کہ اس فن میں ایسی کتاب مرتب کرتا جس کی طرف کسی کا ذہن نہیں گیا جو نوشتہ مواد میرے پاس محفوظ تھا اسے جس طرح مرتب کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا' دس برس سے زیادہ وہ نوشتہ میرے پاس محفوظ رہا پھر گم ہو گیا تو اسے از سر نو جمع کرنے اور لکھنے کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کی' استخارہ کیا نئے عزم اور ارادہ سے اس اہم کام کو فقہی انداز پر مرتب کرنا شروع کیا اور سات حسب ذیل ابواب پر ترتیب دیا۔

باب اول' قواعد واصول کلیہ (۱) کے بیان میں۔

باب دوم' ضوابط (۲) واستثنائات وتقسیمات کے بیان میں

باب سوم' بعض مسائل نحو کی دیگر مسائل پر بنیاد کے بیان میں ہے۔

باب چہارم' فن جمع وفرق پر مشتمل ہے۔

باب پنجم' میں فن چیستان نحو وامتحانی سوالات کا ذکر ہے۔

باب ششم میں فن مناظرات ومجالسات' مذاکرات' مراجعات ومحاورات' فتاویٰ' واقعات مراسلات ومکاتبات کا تذکرہ ہے۔

باب ہفتم' فن افراد وغرائب کے بیان میں ہے۔

مذکورہ بالا ابواب سبعہ کو میں نے الاشباہ والنظائر کا نام دیا ہے یہ ایسی تالیف ہے

....

(۱) قاعدہ وکلیہ مختلف ابواب کی فروع کو جامع ہوتا ہے

(۲) ضابطہ باب واحد کی فروع کو جامع ہوتا ہے

جس کے حصول کے لئے سفر کیا جائے اور مردانِ کار اس کی تحصیل میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں"(۱) یہ کتاب علم نحو میں ان جملہ خصوصیات کی جامع ہے جس کا تذکرہ ہم نے المزہر میں کیا ہے۔

(۲) ہمع الهوامع فی شرح جمع الجوامع فی علم العربیۃ

یہ کتاب چار بار طبع کی گئی ہے۔

سب سے پہلی محمد امین الخانجی نے مطبعۃ السعادۃ قاہرہ سے ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۷ء میں محمد بدر الدین النعسانی کی تصحیح سے شائع کی گئی تھی پھر پہلی جلد مطبعۃ کردستان العلمیہ مصر سے ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں دوسری جلد مطبعۃ جمالیہ سے احمد بن الامین الشنقیطی کی کتاب الدرر اللوامع کے ساتھ شائع کی گئی' پھر دار المعرفہ بیروت سے دو جلدوں میں شائع کی گئی مگر کتاب میں سالِ اشاعت درج نہیں ہے' بعد ازاں دار البحوث العلمیہ' کویت سے نامور محقق عبد السلام محمد ہارون' عبد العالی سالم مکرم کی تحقیق سے شائع کی جارہی ہے پہلی جلد ۱۳۹۴ھ میں نکلی اور دوسری جلد ۱۳۹۵ھ' ۱۹۷۵ء میں عبد العالی سالم مکرم کی تحقیق سے شائع کی گئی ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے ۸۷۱ھ میں جب اکتیس سال کے تھے اس کو مرتب کیا تھا موصوف اس کے متعلق آغاز کتب میں رقم طراز ہیں:

"میں نے سو کتابوں کے مطالعہ کے بعد اسے ایسی اچھوتی ترتیب سے مرتب کیا جس پر کوئی پہلے گامزن نہیں ہوا' اس میں اصول فقہ کی راہ اختیار کی اسے سات ابواب پر مرتب کیا اس میں نحو کا چھوٹا بڑا ہر مسئلہ بیان کیا ہے یہ مجموعہ آنکھوں کی

---

(۱) السیوطیؒ' ہمع الهوامع شرح جمع الجوامع تحقیق عبد السلام محمد ہارون' عبد العالی سالم مکرم الکویت' دار البحوث العلمیہ ج ۱ص ۱

ٹھنڈک کانوں کی راحت اور بہت سے اقتباسات کا جامع ہے(۱) یہ چند مقدمات اور سات ابواب پر مرتب ہے مقدمات میں کلمہ کی تعریف اس کے اقسام کلام و جملہ اعراب مبنی و معرب نکرہ و معرفہ اور اس کے اقسام سے بحث ہے۔

باب اول میں مرفوعات و نواسخ کا بیان ہے۔

باب دوم میں منصوبات کا ذکر ہے

باب سوم مجرورات و مجزومات وغیرہ پر مشتمل ہے

باب چہارم میں عوامل کا تذکرہ ہے

باب پنجم میں ان انواع کے توابع کو بیان کیا گیا ہے

باب ششم میں ابنیہ کی بحث ہے

باب ہفتم میں کلمات افرادیہ کے تغیرات کی تفصیل ہے جسے زیادیات و حذف ابدال و نقل و ادغام وغیرہ ہیں۔

استاد عبد السلام محمد ہارون نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

(۱) یہ سیبویہ کے دور سے سیوطیؒ کے عہد تک مسائل نحویہ کا جامع ہے۔

(۲) شواہد عربیہ کا دائرۃ المعارف ہے

(۳) مؤلف نے جن سو ماخذوں سے کتاب مرتب کی ہے ان میں سے بعض آج بلاد عربیہ میں مفقود ہیں۔

(۴) کتاب التصریح حاشیہ صبان حاشیہ یاسین و خضری جن پر اس دور کے

---

(۱) السیوطیؒ ہمع الہوامع شرح جمع الجوامع تحقیق عبد السلام محمد ہارون عبد العال سالم مکرم الکویت دار البحوث العلمیہ ج ۱ ص ۱

طلبہ کامدار ہے وہ ہمع الھوامع سے ماخوذ ہیں۔(۱)

یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئیے کہ علامہ سیوطیؒ نے جمع الجوامع کی تالیف میں زیادہ تر استفادہ ابو حیان اندلسی کی کتابوں سے کیا تھا' موصوف ابو حیان اندلسی کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں۔

''ابو حیان اندلسی کی کتاب **التذییل والتکمیل فی شرح التسهیل**'الارتشاف اور مختصر الارتشاف ایسی کتابیں ہیں کہ علم نحو میں ان سے بڑی کتابیں نہیں لکھی گئیں اور نہ ان اختلافی مسائل نحو میں ان سے جامع کوئی کتاب ہے' میں نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں انہی دو کتابوں پر اعتماد کیا ہے اور اس کی کتاب التذکرۃ فی العربیہ سے بہت استفادہ کیا ہے(۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع الجوامع 'بغیۃ الوعاۃ سے پہلے کی تالیف ہے۔

کتاب الاقتراح فی علم اصول النحو

یہ کتاب پہلی بار مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف انتظامیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء میں شائع کی گئی تھی پھر مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء اور استنبول سے ۱۹۷۹ء میں شائع کی گئی۔

احمد محمد قاسم کی تحقیق سے پہلی بار مطبعہ السعادہ قاہرہ سے ۱۹۷۶ء میں شائع کی گئی۔

اس کتاب میں اصول نحو کے مباحث سب سے بہتر ہیں ' مباحث کی جامعیت اور حسن ترتیب کے متعلق علامہ سیوطی کا بیان ہے :-

لم تسمح قريحة بمثاله ' ولم ينسج على منواله' في علم لم أسبق إلى ترتيبه ولم اتقدم إلى تهذيبه' وهو اصول النحو الذى

(۱) سیوطیؒ ہمع الھوامع ص :۱ ص :۱۱ (مقدمۃ المحقق)

(۲) ایضاً بغیۃ الوعاۃ تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم ج :۱ ص :۲۸۲

هو بالنسبة إلى النحو كاصول الفقه بالنسبة إلى الفقه' وإن وقع في متفرقات كلام بعض المؤلفين وتشتت في اثناء كتب المصنفين ' فجمعته وترتيبه صنع مخترع

اس کی مثال پیش کرنے میں کسی شخصیت نے فیاضی نہیں کی اور نہ کوئی اس طرز وروش پر کتاب کا تانابانا بنا سکا اس ترتیب پر علم نحو میں کوئی آگے نہیں بڑھا اور نہ اس علم کی تہذیب کی طرف کسی نے پیش قدمی کی اور وہ علم اصول نحو ہے جسے نحو سے وہ نسبت حاصل ہے جو اصول فقہ کو فقہ سے ہے اگرچہ بعض مؤلفین (جیسے انباری وابن جنی) کے کلام میں متفرق جگہ پائی جاتی ہیں اور مصنفین کی کتابوں میں ادھر ادھر پھیلی ہوتی ہیں' میں نے انہیں یکجا کیا انہیں نئی ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے' محمود فجال نے الإصباح فی شرح الاقتراح کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے یہ شرح دارالقلم نے ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء میں شائع کی تھی

معانی وبیان وبلاغت

عقود الجمان فی علم المعانی والبیان

یہ پہلی بار مطبعۃ بولاق قاہرہ سے ۱۲۹۳ھ میں شائع کی گئی تھی۔

یہ الفیہ جو ہزار اشعار پر مشتمل ہے اس کی شرح ہے جو شرح عقود الجمان کے نام سے مشہور ہے۔

یہ شرح پہلی مرتبہ مطبعہ الشرق قاہرہ سے ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء ل پھر ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۶ء میں طبع کی گئی تھی اس کے حاشیے پر حلیته اللب المصون علی الجوهر المكنون از احمد دمنہوری بھی طبع کی گئی تھی بعد ازاں مطبعة مصطفى البابی الحلبی قاہرہ سے ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء میں شائع کی گئی تھی۔

اس شرح کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تقریباً ہر مسئلہ میں قرآن و حدیث سے مثال پیش کی گئی ہے اس اعتبار سے یہ شرح بہت مفید و نادر فوائد کی جامع ہے۔

علوم لغت

المزهر في علوم اللغة وأنواعها

یہ چار بار طبع کی گئی ہے پہلی بار نصر الهورینی کی تصحیح سے مطبعۃ الامیریہ بولاق قاہرہ سے ۱۲۸۲ھ میں طبع کی گئی تھی دوسری بار مطبعۃ السعادہ مصر سے ۱۳۱۵ھ میں محمد سعید الرافعی صاحب المطبعۃ الازہریہ نے مطبعۃ السعادہ قاہرہ ۱۳۲۵ھ میں دو حصوں میں یکجا شائع کی تھی اس کے بعد صبیح واولادہ نے قاہرہ سے شائع کی۔

پانچویں مرتبہ محمد احمد جاد المولیٰ، علی محمد البجاوی اور ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق سے پہلی بار ۱۹۴۲ء میں عیسیٰ البابی الحلبی نے دو ضخیم جلدوں میں شائع کی دوسری جلد کے آخر میں اعلام و اسماءِ کتب کا اشاریہ بھی دیا گیا ہے اپنی صوری و معنوی دونوں حیثیت سے یہ ایڈیشن سابقہ اشاعتوں سے بہت ممتاز ہے۔ ۱۳۷۸ھ ۱۹۵۸ء تک یہ ایڈیشن فوٹو سے چار بار شائع کی گئی، پھر ناشر نے کتاب پر سال اشاعت دینا چھوڑ دیا۔

علامہ سیوطیؒ نے اس کتاب کو پچاس انواع پر مرتب کیا ہے آٹھ انواع میں لغت بحیثیت اسناد، تیرہ انواع میں لغت بحیثیت الفاظ تیرہ انواع میں لغت بحیثیت معنی سے بحث کی ہے، پانچ انواع میں لطائف لغت کا بیان ہے ایک نوع میں حفظ لغت وضبط مفردات کا تذکرہ کیا ہے آٹھ انواع میں لغت وراویانِ لغت کا ذکر ہے، ایک نوع شعر و شعراء کی معرفت سے متعلق ہے اور آخری اغلاط عرب سے تعلق رکھتی ہے۔

یہ فن علامہ سیوطیؒ کے بحث و نظر کا خاص موضوع تھا اس وجہ سے

المزہر نہایت مفید مطالب پر مشتمل ہے' موصوف نے اپنی دوسری تالیفات کی طرح اس کتاب میں فن کی سینکڑوں اہم کتابوں سے اخذ واقتباس کر کے متعلقہ مباحث کو نہایت اختصار وخوش اسلوبی سے کتاب میں جمع کیا ہے ان کی اپنی تحقیقات گو کم ہیں مگر کتاب مجموعی حیثیت سے ایسی پراز معلومات ہے کہ عربی زبان کے وسیع ترین ذخیرہ میں اس کتاب کا جواب نہیں' موصوف نے اس کی ترتیب وتہذیب میں جتنی سعی وکاوش کی ہے اس کا اندازہ کتاب کے مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے یہ امر ان کی وسعت ودقت نظر اور فنون لغت وادب میں مجتہدانہ بصیرت کا شاہد عدل ہے چنانچہ موصوف آغاز کتاب میں رقم طراز ہیں :-

"لغت وانواع لغت کا علم نہایت اعلیٰ وعمدہ علم ہے' اس کتاب کی نہایت اچھوتی ترتیب ہے ابواب بندی میں جدت ہے' یہ علوم لغت وانواع لغت' شروطِ اداء وسماعِ لغت کے بیان میں ہے میں نے اس کے بیانِ انواع واقسام میں علوم حدیث کی نقل کی ہے اور عجائب وغرائب کو بہت اچھی اور انوکھی ترتیب سے پیش کیا ہے' متقدمین نے ان امور سے بہت کم اعتناء کیا ہے' یہ مجموعہ ایسا ہے جس کی طرف کسی نے پہل نہیں کی' اس راہ پر مجھ سے پہلے کوئی گامزن نہیں ہوا' میں نے اس کا نام المزہر فی علوم اللغۃ (علوم لغت شگوفے در شگوفے) رکھا ہے(۱)

المزہر لغت وانواع لغت پر نہایت بصیرت افروز جامع تبصرہ اور معلومات کا مفید ترین ذخیرہ ہے اس کے مطالعہ سے کتبِ لغت کی ترتیب اور ائمہ لغت کے مراتب

(۱) السیوطیؒ' المزہر' القاہرہ' داراحیاء الکتب العربیۃ۔ ج۱ص۱

وطبقات سے آگاہی ہوتی ہے یہ لغت واقسام لغت میں ہر نوع کی جملہ معلومات سے پُر ہے' ڈیڑھ سو سے زیادہ کتابوں کے عمیق مطالعہ کے بعد علامہ موصوف نے المزہر لکھی ہے۔

(۲) خلیل بن احمد بصری کی کتاب العین سے عہد مصنف تک لغت کی مشہور کتابوں کا تعارف و تبصرہ ہے۔

(۳) لغت وعلوم لغت کی جملہ معلومات کا مختصر دائرۃ المعارف ہے۔

(۴) اس کتاب کے بیشتر بنیادی ماخذ زیور طبع سے آراستہ ہوگئے ہیں تاہم بہت سے مأخذ آج بھی ممالک اسلامیہ کے مشہور کتب خانوں میں مفقود ہیں چنانچہ بعض مراجع تک محققین کی رسائی نہیں ہو سکی' ان مواقع کو انہوں نے بلا تحقیق چھوڑ دیا ہے(۱)

(۵) لغت و نحو کے سینکڑوں ذیلی موضوع کتاب میں زیر بحث آئے ہیں جس کا اندازہ موضوعی فہرست سے کیا جاسکتا ہے جو محققین نے ہر جلد کے آخر میں لگائی ہے(۲)

---

(۱) المزہر ج ا ص ا (مقدمة المحققين)

(۲) محققین المزہر نے ایک سو چونسٹھ کتابوں کا جو اشاریہ جلد ثانی کے آخر میں دیا ہے وہ بھی مکمل معلوم نہیں ہوتا اس میں علامہ سیوطیؒ کی کتاب المکنی' فی الکنی کا نام فہرست میں نہیں ہے حالانکہ موصوف نے اس کا ذکر ج ا ص : ۵۰۶ میں کیا ہے' اس سے ظاہر ہے کہ بعض کتابوں کا نام اندراج سے رہ گیا ہے۔

المهذب فيما وقع في القرآن من المعرب

یہ پہلی بار عبداللہ الجبوری کی تحقیق سے رسالہ "المورد" ج: اشارہ اول ودوم (۱۹۷۱) ص ۷۵-۱۲۶، پھر ڈاکٹر تھامی الراجی الھاشمی کی تحقیق سے احیاء التراث الاسلامی المشترک بین المکتبۃ العربیۃ والامارات المتحدۃ العربیۃ ۱۹۷۰ء میں شائع کی گئی۔

اس کا ذکر علامہ سیوطیؒ نے الاتقان فی علوم القرآن ج: ۱ ص ۱۰۵ میں کیا ہے، لکھتے ہیں:-

وقد أفردت في هذا النوع كتابا سميته المهذب فيما وقع في القرآن من المعرب وها أنا ألخص فوائده

میں نے اس نوع میں کتاب تالیف کی ہے جس کا نام المہذب فیما وقع فی القرآن من المعرب' میں یہاں اس کے مختصر فوائد بیان کرتا ہوں

الدر النثير في تلخيص نهاية ابن الأثير

پہلی بار ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۳ء میں عبدالعزیز بن اسماعیل الطہطاوی کی تصحیح کے ساتھ قاہرہ سے شائع کی گئی تھی، پھر ۱۳۲۳ھ میں راغب اصفہانی کی المفردات کے حاشیہ پر المطبعۃ المیمنیہ مصر سے شائع کی گئی۔

الدر النثیر پر علامہ سیوطیؒ نے ذیل بھی لکھا ہے۔

نظام اللسد في اسماء الأسد

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے یہ رسالہ شیر اور اس کے بچوں کے ناموں پر لکھا ہے، موصوف کا بیان ہے:-

ابو سہل ہروی نے اپنی تالیف میں شیر کے چھ سو نام ذکر کئے اور صفدی نے

اعیان العصر میں تصریح کی ہے کہ اس نے ایک مجموعہ میں شیر کے پانچ سو اور شیر کے چے کے تین سو نام لکھے' آٹھ سو ہو گئے۔ میں نے لغت کی کتابوں میں جستجو کی تو پانچ سو نام ملے مزید جستجو کی تو ابن خالویہ کی الترتیبل المدون میں ڈیڑھ سو اور ہاتھ آگے' میں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی اس کا نام نظام الاسدر کھا(۱)

المتوكلى فيما ورد فى القرآن باللغة الحبشية والفارسية والنبطية 'والتركية' والعبرانية والرومية والبربرية

یہ رسالہ پہلی بار ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء میں مطبعہ عثمان عبدالرزاق میں طبع کرا کر مصر سے شائع کیا گیا تھا۔

علامہ سیوطیؒ نے اس رسالہ میں حبشی' فارسی' ترکی' نبطی' عبرانی' رومی اور بربری زبان کے جو الفاظ آئے ہیں ان کو پیش کیا ہے اور مصر کے بادشاہ کے نام معنون کیا ہے۔

(۱) حاجی خلیفہ ج ۲ ص ۱۹۶۰

(ز) سیر

سیر اور تاریخ و تذکرہ علامہ سیوطی کا دلچسپ موضوع رہا ہے اس فن میں انہیں کامل دستگاہ حاصل تھی تاریخ الصحابہ' طبقات الحفاظ' طبقات الأصولیین 'تاریخ اسیوط' المکنی فی الکنی' تحفة المذاکر' المنتقی من تاریخ ابن عساکر' تحفة الظرفاء باسماء الخلفاء' ان کی تالیفات سے ہیں 'بغیته الوعاة فی طبقات اللغویین و النحاة' تاریخ الخلفاء اور حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاهرة' کو زیادہ شہرت و قبولیت حاصل ہے۔

الخصائص الکبریٰ (اور) کفایته الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب یہ پہلی بار مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ' حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۹ھ / ۱۳۲۰ھ میں دو ضخیم جلدوں میں شائع کی گئی تھی۔

۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۷ء میں محمد علی صبحی المدنی نے دار الکتب الحدیثہ' قاہرہ سے محمد خلیل ہراس کی تحقیق سے تین جلدوں میں شائع کی ہے ہراس نے حواشی میں سیوطیؒ کی پیش کردہ احادیث و روایات پر تنقید کی ہے لیکن مقدمہ میں اس پر روشنی نہیں ڈالی۔

موصوف نے اس میں بیس برس محنت کے بعد ایک ہزار سے زیادہ خصائص و معجزات نبوی ﷺ کو کتب احادیث و سیر سے جمع کیا ہے یہ اس موضوع پر سب سے زیادہ جامع کتاب ہے موصوف نے رسالت مآب ﷺ کی سیرت میں سب سے زیادہ فائدہ اسی کتاب سے اٹھایا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ موصوف کے کسی معاصر نے اس کتاب کی نسبت اپنی طرف کی جس کی وجہ سے موصوف نے ایک مقالہ الفارق بین المصنف والسارق لکھا تھا۔

أنموذج اللبيب في خصائص الحبيب

یہ ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۶ء میں عباس احمد جعفر کی تحقیق سے دار المدینۃ المنورہ نے مدینہ سے شائع کی ہے یہ الخصائص الکبری 'کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب کا خلاصہ و تلخیص ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے اس کے پہلے باب میں ان خصوصیات و امتیازات کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو تمام نبیوں میں حاصل ہیں اور کسی اور نبی اور رسول کو حاصل نہیں۔ دوسرے باب میں ان خصوصیات کو بیان کیا ہے جو آپ کو اپنی امت میں حاصل ہیں۔

محمد احمد الاھدل نے اس کی شرح فتح القریب شرح انموذج اللبیب کے نام سے کی ہے اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۴۰۵ھ میں مطبعۃ النھضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ سے شائع کیا گیا ہے۔

(ح) تاریخ

تاریخ الخلفاء امراء المؤمنین القائمین بامر اللہ

یہ پہلی بار کلکتہ میں ولیم لیس اور مولوی عبدالحق کی تصحیح سے ۱۸۵۶ء ' ۱۲۷۳ھ میں زیور طبع سے آراستہ کی گئی دوسری بار ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء میں لاہور سے اور تیسری مرتبہ ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء مطبعۃ المیمنیہ مصر نے اس کے حاشیہ پر آثار الاول فی ترتیب الاولؒ مولانا حسن بن عبداللہ کے ساتھ شائع کی۔
اس کے بعد ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء میں مطبع مجتبائی دہلی سے اور ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں قاہرہ سے شائع کی گئی تھی۔ پھر ۱۳۵۱ھ میں المطبعۃ المنیریہ قاہرہ سے شائع کی گئی

المکتبہ التجاریۃ الکبریٰ مصر نے بھی محمد محی الدین عبدالحمید کی تحقیق سے شائع کی تھی جس کا تیسرا ایڈیشن ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء میں نکلا تھا' عبدالحمید کا ایڈیشن سابقہ اشاعتوں میں سب سے بہتر ایڈیشن ہے اس کا فوٹو نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب کراچی نے پہلی بار ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء میں شائع کیا تھا۔

علامہ سیوطیؒ نے اس کتاب میں عہد صدیقی سے اپنے دور تک مسلمان حکمرانوں کے حالات جن کی امامت و خلافت پر امت کا اتفاق ہے اور اہم واقعات' نیز نامور ارباب کمال اور اہل علم کا تذکرہ کیا ہے اس لئے اس کتاب میں فاطمی خلفاء کا تذکرہ نہیں ہے۔(۱)

(۱) السیوطیؒ، تاریخ الخلفاء تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید ص ۴

جلال الدین سیوطی نے خاتمہ کتاب میں تصریح کی ہے کہ ۷۰۰ھ تک تاریخی واقعات ذہبی کی تاریخ الاسلام کا اور ۷۸۳ھ تک ابن کثیرؒ کی البدایہ والنہایہ کا خلاصہ ہیں پھر اس کے ذیول سے تاریخی واقعات مختصراً نقل کئے گئے ہیں اور ۸۵۰ھ تک ابن حجر کی کتاب انباء الغمر سے لئے ہیں' اہل علم وارباب کمال کے حالات تاریخ بغداد الخطیب اور تاریخ دمشق ابن عساکر' کتاب الاوراق صولی' کتاب الطیورات' حلیہ ابی نعیم' مجالس دینوری کامل مبرد اور امالی ثعلب وغیرہ سے منقول ہیں(۱) محقق کتاب نے سال تالیف پر روشنی نہیں ڈالی لیکن علامہ موصوف نے کتاب التحدث بنعمۃ اللہ میں تصریح کی ہے کہ ۸۸۲ھ میں ابن الجود عصراتی دیار مغرب سے آئے تو میری کتاب تاریخ الخلفاء بھی خرید کر لے گیے(۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ الخلفاء ۸۸۲ھ سے پہلے کی تالیف ہے لیکن کتاب میں ۹۰۳ھ کی وفیات بھی موجود ہیں ممکن ہے تالیف کتاب کے بعد یہ مصنف کا اضافہ ہو(۳)

تاریخ الخلفاء اسلامی تاریخ کی بنیادی کتابوں کا نہایت جامع و مفید خلاصہ ہے اس لئے اس دور میں بہت مقبول ہوئی اور نصاب درس کی زینت بنی۔

H.SGARRET نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو Histry of the calipths کے نام سے ۱۸۸۱ء میں کلکتہ سے شائع کیا گیا تھا پھر ۱۹۷۷ء میں اس ترجمہ کو karim sons نے کراچی سے شائع کیا یہ پوری کتاب کا ترجمہ نہیں ہے اردو میں اس کا ترجمہ بیان الامراء کے نام سے شائع کیا گیا۔

---

(۱) ایضاً ص ۷۔۵۱۶ (۲) السیوطیؒ کتاب التحدث بنعمۃ اللہ ج ۱ ص ۱۵۵

(۳) تاریخ الخلفاء ص ۵۱۶ و ۵۲۳

حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ

یہ مصر (قاہرہ) سے چھ مرتبہ طبع کی گئی ہے پہلی بار ۱۸۶۵ء میں حجری طباعت سے دو جلدوں میں مطبعۃ الوطن سے ۱۲۹۹ھ میں 'مطبعۃ الموضوعات سے ۱۳۲۱ھ میں' مطبعۃ السعادۃ سے ۱۳۲۴ھ میں مطبعۃ الشرفیہ قاہرہ سے ۱۳۲۷ھ میں شائع کی گئی' اس کے ایک حصہ کا ترجمہ لاطینی میں ۱۸۳۸ء میں شائع ہوا تھا۔

صاحب دار احیاء الکتب لعربیہ عیسیٰ البابی الحلبی نے اسے پہلی بار محمد ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق سے ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء میں شائع کیا' واضح رہے کہ ۷۷۹ھ کا لکھا ہوا نسخہ موصوف کے پیش نظر رہا ہے۔

دوسری جلد کے آخر میں اسماء واماکن اور کتابوں کے ناموں کا اشاریہ اور موضوعات کی فہرست بھی دی گئی ہے یہ ایڈیشن اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے سابقہ تمام ایڈیشنوں سے زیادہ ممتاز و بہتر ہے۔

علامہ موصوف نے آغاز کتاب میں لکھا ہے کہ یہ کتاب نفیس معلومات کی جامع اور تنہائی میں بہترین ساتھی ہے میں نے اس کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں مختلف کتابوں کا مطالعہ کیا' پھر اٹھائیس بنیادی ماخذوں کی نشاندہی کے بعد لکھا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی کتابوں سے اس تالیف میں فائدہ اٹھایا گیا ہے۔(۱)

اس میں مصر کی قدیم تاریخ سے قدرے بحث کی گئی ہے اور دور اسلامی سے مصنفؒ کے زمانہ تک مصر و قاہرہ کی تاریخ و ثقافت کو عہد بعہد بیان کیا گیا ہے یہ اپنے موضوع پر نہایت معلومات آفریں' مفید و جامع کتاب ہے گو اس کے بیشتر ماخذ اس

(۱) حسن المحاضرہ ص ۵۱۶

دور میں زیور طبع سے آراستہ ہوگئے ہیں لیکن بعض ماخذ، اسلامی ممالک کے خطی ذخائر میں آج بھی مفقود ہیں اس لئے اس کی علمی حیثیت وافادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

محقق محمد ابو الفضل ابراہیم نے اس اہم تالیف کے سن تالیف پر روشنی نہیں ڈالی لیکن کتاب کے مطالعہ سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۹۰۳ھ کی تالیف ہے چنانچہ علامہ سیوطیؒ شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن عمر انصاری سعدی مخاری قادری کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں۔

وهو الآن شاعر الدنيا على الاطلاق لا يشاركه في طبقته احد' مات في جمادى الاولیٰ ۹۰۳ھ(۱)

وہ اس زمانے میں علی الاطلاق اسلامی دنیا کا شاعر ہے اس کے طبقہ میں کوئی اس کا ہمسر نہیں وہ جمادی الاولیٰ ۹۰۳ھ میں مرا ہے۔

اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطی نے پچپن سال کی عمر میں دو سو پینسٹھ کتابیں مرتب کی تھیں، لیکن علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حسن المحاضرہ کا ذکر کتاب التحدث بنعمۃ اللہ میں کیا ہے جو ۸۹۰ھ کی تالیف ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس سے پہلے لکھی گئی تھی، اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ موصوف وقتاً فوقتاً کتاب میں اضافے کرتے رہے تھے یہ اضافہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

(۱) السیوطیؒ حسن المحاضرہ تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، القاہرہ دار احیاء الکتب العربیۃ ۱۳۸۷ھ ج:۱ص:۵۷۵

(ز) تذکرہ

۱- طبقات المفسرین

یہ پہلی بار لائیڈن سے ۱۸۳۹ء میں شائع کی گئی تھی پھر ۱۹۶۰ء میں تہران سے اور ۱۹۷۶ء میں مکتبہ قاہرہ سے شائع کی گئی۔

علامہ سیوطیؒ آغاز کتاب میں رقمطراز ہیں :

طبقات المفسرين اذ لم أجد من اعتنىٰ يافرادهم كما اعتنىٰ بالقراء والمحدثين والفقهاء والنحاة وغيرهم

طبقات المفسرین (ایسا موضوع ہے) کہ میں نے کسی عالم کو نہیں پایا جس نے مفسرین کے طبقات سے اعتناء کیا ہو۔ جس طرح قراء، محدثین، فقہاء اور ارباب نحو وغیرہ کے طبقات سے اعتناء کیا ہے۔

علامہ موصوف نے طبقات المفسرین میں ایک سو چھتیس (۱۳۶) مفسرین کا تذکرہ کیا ہے۔

موصوف کے مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ اس موضوع پر سب سے پہلے کتاب لکھنے کا شرف انہی کو حاصل ہے

۲- نظم العقیان فی أعیان الأعیان

یہ کتاب پہلی بار قلب ہٹی کے مقدمہ کے ساتھ ۱۹۲۷ء میں نیویارک سے شائع کی گئی تھی۔

علامہ سیوطیؒ نے اس میں نویں صدی ہجری کے دوسو (۲۰۰) ہمعصروں ارباب کمال علماء، شعراء ادباء، فقہاء، قضاۃ، روساء، امراء ہیئت داں اور شاہان وقت کا

مختصر تذکرہ کیا ہے ہر ایک کے نام، لقب، کنیت، تاریخ ولادت، استاذ، تصنیفات اور وفات وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔

حافظ شمس الدین سخاوی کی تاریخ وفات ۹۰۲ھ نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب علامہ سخاویؒ کی وفات کے بعد لکھی گئی ہے۔

۳- طبقات الحفاظ

پہلی بار مستشرق FWustenfeld/ کی مساعی سے گوٹا گن سے فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ تین جلدوں میں شائع کی گئی تھی پھر مصر وبیروت سے شائع کی گئی۔

مؤرخ اسلام شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے تذکرۃ الحفاظ میں عہد رسالت سے اپنے عہد تک ۱۱۷۶ حفاظ حدیث کا تذکرہ چودہ طبقات میں کیا۔ علامہ سیوطیؒ نے اس کی تلخیص اور اپنے عہد تک اس پر کم وبیش نوے حفاظ کا اضافہ واستدراک ۲۴ طبقات میں مکمل کیا۔ طبقات الحفاظ کا اختتام حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانیؒ المتوفی ۸۵۲ھ کے تذکرہ پر کیا۔

۴- ذیل طبقات الحفاظ للذھبی

یہ ذیل، حافظ ابو المحاسن حسینی دمشقی المتوفی ۷۶۵ھ اور حافظ تقی الدین محمد بن فہد المتوفی ۸۷۱ھ کے ذیول کے ساتھ پہلی بار مطبعۃ الترقی دمشق سے ۱۳۴۷ھ میں شائع ہوا تھا۔

مذکورۂ بالا ذیول میں سے حافظ ابو المحاسن کے ذیل سولہ حفاظ حدیث کا اور تقی الدین بن فہد کے ذیل میں ۲۳ تئیس حفاظ کا اضافہ کیا ۲۲ طبقہ میں پانچ۔

۱- الشہاب الہکاری ۲- ابن حبیب ۳- سراج القزوینی ۴- امین الوانی

۵- ابن المرابط۔

۲۴ طبقہ میں عمر بن مسلم، ۲۵ طبقہ میں ابن الجزری اور شہاب بوصیری کا اضافہ کیا ہے۔

تذکرہ

۱- بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة.

یہ کتاب قاہرہ سے تین مرتبہ شائع کی گئی ہے، پہلی بار مطبعۃ السعادۃ مصر سے ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں طبع کی گئی تھی دوسری بار اس کا فوٹو دار المعرفہ بیروت سے شائع کیا گیا جس پر سن طباعت نہیں دیا گیا تیسری مرتبہ عیسیٰ البابی الحلبی نے محمد ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق سے ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء میں اسے دو جلدوں میں شائع کیا دوسری جلد کے آخر میں تفصیلی اشاریہ بھی دیا گیا ہے ۹۷۸ھ کا لکھا ہوا نسخہ محقق کے پیش نظر رہا ہے ان وجوہ سے یہ اشاعت سابقہ اشاعت سے بہت بہتر ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کو ابتداء عمر سے نحو وادب اور ادباء وائمہ نحو سے بہت شغف رہا موصوف نے اس موضوع پر تین سو سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کیا جن میں بعض کتابیں پچاس (۵۰) اور پچھتر (۷۵) جلدوں میں تھیں جن بنیادی ماخذوں کی آغاز کتاب میں نشاندہی کی گئی ان کی مجموعی تعداد چون (۵۴) ہے جن میں چودہ (۱۴) کتابیں بلاد اسلامی کی تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں، نو کتابیں اندلس سے، چھ مصر سے متعلق ہیں، یہ سفر نامے ہیں گیارہ محدثین کے معاجم و تذکرے ہیں تین امالی، تین ادبی مجموعے اور تاریخ کی کتابیں جنہیں پڑھ کر موصوف نے اس کتاب کا مواد جمع کیا وہ سات مجلدات میں آیا تھا اس کا نام الطبقات الکبریٰ رکھا تھا۔

۸۶۹ھ میں جب مکہ میں حافظ نجم الدین المکی فہد نے اس کو دیکھا تو مشورہ دیا کہ ایک جلد میں اس کا خلاصہ تیار کریں، یہ بات دل کو لگی چنانچہ اس کا خلاصہ ایک جلد میں تیار کیا اور اس کا نام "الطبقات الوسطیٰ" رکھا پھر اس کی تلخیص کی وہ "بغیة الوعاة" کے

نام سے مشہور ہے کتاب کے اختتام پر مندرجہ ذیل ابواب وفضول کا اضافہ کیا۔ ان کا مطالعہ اہل علم' اساتذہ اور طلبہ کے لئے بہت مفید ہے۔

(۱) باب الكنى والألقاب والنسب والإضافات

(۲) باب المؤتلف والمختلف

(۳) فصل فيمن آخر اسمه' و .يه"

(٤) فصل في الأباء والأبناء والأحفاد والأخوة والأقارب

(٥) باب في أحاديث منتقاة من الطبقات الكبرىٰ

اسے رمضان ۸۷۱ھ میں مرتب کیا تھا ایسی اہم و مفید اور علمی جواہر پاروں سے آراستہ کتاب موصوف نے بائیس برس کی عمر میں لکھی تھی(۱)

اس مسودہ کی مدد سے کتاب الاشباہ والنظائر فی النحو لکھی تھی(۲)

اس کتاب میں اسماء واعلام حروف تہجی کے اعتبار سے مذکور ہیں لیکن برکت کی خاطر ابتداء محمد اور پھر احمد کے نام سے کی گئی ہے۔

یہ کتاب ۲۲۰۹ مشہور ادباء اور ائمہ نحو ولغت کے حالات پر مشتمل اور نہایت مفید معلومات سے آراستہ ہے اس کے بعض بنیادی ماٰخذ طبع ہو چکے ہیں لیکن بعض ماٰخذ اسلامی ممالک کے کتب خانوں میں آج دستیاب نہیں(۱)

....

(۱) السیوطیؒ بغیۃ الوعاۃ ' تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم ' ج ۱ ص ۶۔

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۴۲۹

باب ششم

مؤلفات سیوطی کے فہرست نگاروں پر ایک نظر

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی مطبوعہ کتابوں کے مطالعہ سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اپنی تالیفات کے آغاز و اختتام میں سال تالیف نقل کرنے کا التزام نہیں کرتے یا وہ التزام کرتے ہوں، لیکن جن قلمی نسخوں سے کتابیں شائع کی گئی ہیں ان پر سن تالیف موجود نہ ہو چنانچہ بعض مطبوعہ ۱۲۸۴ھ / ۱۳۳۹ھ پر سن تالیف موجود ہے، بعض پر نہیں ہے اس لئے عموماً ان کی مطبوعہ تصانیف میں سنوار ترتیب کا پتہ نہیں چلتا موصوف اپنی تالیفات میں دوران بحث کہیں کہیں اپنی دوسری تالیفات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں موضوع پر فلاں کتاب پہلے لکھی تھی اور محولہ کتابیں اس تالیف سے پہلے کی تالیفات ہیں، لیکن پھر بھی ان کتابوں کے سنین کی تعیین مشکل ہے، ان وجوہ سے ان کی تالیفات کو سنین کی ترتیب سے پیش کرنا آسان نہیں، ہمارے علم میں نہیں کہ کسی فہرست نگار نے موصوف کی تالیفات کی فہرست سنوار ترتیب سے تیار کی ہو۔

ہندوستان کے نامور عالم مولانا عبدالاول جونپوریؒ نے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی ایک فہرست "شکر المعطی"، کے نام سے مرتب کی تھی وہ شائع ہو چکی ہے لیکن جستجو کے باوجود ہمیں وہ پاکستان میں دستیاب نہیں ہوئی، اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ فہرست فنون پر مرتب ہے یا حروف تہجی پر اس کی ترتیب پر قائم ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تصانیف کی ترتیب سہ گانہ اقسام میں پائی جاتی ہے پہلی ترتیب جو ندرت ترتیب، ندرت معلومات، اہمیت، افادیت و جامعیت کے

اعتبار سے کی گئی ہے یہ وہ انوکھی ترتیب ہے جو علامہ سیوطیؒ نے کتاب التحدث بنعمۃ اللہ میں خود پیش کی ہے یہ اہم کام صحیح معنی میں ایک مصنف ہی کر سکتا ہے۔

تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کثیر التصانیف عالم و مصنف تھے، ان کی تالیفات اسلامی دنیا کے کم و بیش ہر کتب خانے میں پائی جاتی ہیں، بعض کتابیں ندرت معلومات، اہمیت و افادیت، جامعیت و اختصار کی وجہ سے بہت مقبول ہیں کثرت سے چھپتی رہتی ہیں، مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں، متاخرین علماء ان کی شرح لکھتے رہے ہیں، عصر حاضر میں محققین انہیں نہایت محنت اور قیمتی نادر تحقیقات سے شائع کر رہے ہیں جو ہر طبقہ میں ان کی قبولیت کی نہایت روشن دلیل ہے علامہ سیوطی کی مطبوعہ و مخطوطہ کتابیں کم و بیش ہر چھوٹے بڑے کتب خانے میں پائی جاتی ہیں، ادبی و اسلامی گوناگوں موضوعات پر شائقین کو ان کی تصانیف کی گزشتہ دور کی بنسبت موجودہ دور میں زیادہ احتیاج ہے اس لئے وہ جن ماخذوں سے مواد نقل کرتے ہیں بیشتر ماخذ بسہولت یکجا دستیاب نہیں اور بعض ماخذ اسلامی دنیا میں آج بھی مفقود ہیں۔

ان وجوہ سے ان کی تصانیف و تالیفات کی فہرستیں تیار کی جاتی رہیں ہم یہاں ان کی تالیفات کی تین فہرستیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) وہ فہرست جو علامہ سیوطیؒ نے ندرت معلومات، اہمیت و افادیت و جامعیت کے پیش نظر تیار کی تھی۔ وہ ہفت اقسام میں منحصر ہے۔

(۲) تیسری وہ فہرست ہے جو حروف ہجا کی ترتیب پر ڈاکٹر تھامی نے مرتب کرائی ہے تاکہ اس سے معلومات میں اضافہ اور فائدہ اٹھانے میں سہولت ہو۔

ہم نے بھی حروف ہجا پر ایک فہرست تیار کی ہے اس میں مطبوعات کی نشاندہی کی تاکہ ناظرین کو معلوم ہو سکے کہ علامہ سیوطی کی فلاں فلاں کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہیں۔

(۳) نیز جن کتابوں کے ترجمے شائع ہو گئے ہیں ان کی طرف بھی بعض جگہ اشارہ کیا گیا ہے۔

(۴) کتب خانوں میں مخطوطات کی فہرستوں میں موصوف کی تالیفات کے سن تالیف کو تلاش کیا جو مل سکے ان کا سن تالیف بتایا گیا۔

(۵) اور جس تالیف کا اہم و قدیم نسخہ کسی کتب خانہ میں محفوظ ہے اس کی بھی نشاندہی کی گئی۔

(۶) علامہ موصوف کی بعض تالیفات کا علم ہمیں مخطوطات کی فہرستوں سے ہوا، ان کتابوں کے نام ہم نے اس فہرست میں بڑھائے ہیں۔

(۷) ان فہرستوں کے دیکھنے سے اس امر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علامہ موصوف نے کن موضوع پر کام کیا اور کن موضوع پر کام کرنے اور کرانے کی ضرورت ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ عربی کمپوزنگ کی سہولتیں یہاں آسانی سے میسر نہیں کمپوز کرنے والے عربی سے واقف نہیں ہیں جو عربی جانتے ہیں وہ توجہ نہیں کرتے جو توجہ کرتے ہیں وہ بہت گراں کام کرتے ہیں جو متوسط طبقہ برداشت نہیں کر سکتا پھر تصحیح دردسر بن جاتی ہے اس لئے سردست اس فہرست کو ملتوی کرنا مناسب سمجھا گیا اور اس کی جگہ ڈاکٹر تھامی راجی ہاشمی کی فہرست پر اکتفاء کیا گیا۔

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی تیسری فہرست ڈاکٹر تھامی راجی ہاشمی نے

"المغرب فیما وقع فی القرآن من المغرب،، کے مقدمہ میں پیش کی جو لجنتہ الشرکة للتراث الاسلامی نے حکومة المملکة العربیة السعودیه و حکومة الأمارات العربیة المتحده کے اشتراک سے نہایت آب وتاب سے شائع کی ہے اس میں ڈاکٹر موصوف نے علامہ سیوطیؒ کی تصانیف کے قلمی نسخے عالم کے کتب خانے میں جہاں محفوظ ہیں، نشاندہی کی ہے تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے یہ بہت مفید ہے یہ فہرست چار سو آٹھ کتابوں پر مشتمل ہے اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علامہ سیوطیؒ کی تالیفات نے عالم کے کتب خانوں کا کیسا احاطہ کیا ہوا ہے وہ علمی کتب خانہ میں موجود اور محفوظ ہیں ہم اس فہرست کو ڈاکٹر تہامی کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔

تالیفات سیوطیؒ کے ہفت گانہ اقسام

قسم اول: ان کتابوں کی ہے جو اپنے موضوع پر یکتا و منفرد ہیں

قسم دوم: ان تالیفات کی ہے کہ ان جیسی کتاب کوئی علامۂ وقت ہی لکھ سکتا ہے

قسم سوم: ان تالیفات پر مشتمل ہے جن کا حجم مختصر ہے

قسم چہارم: ان تالیفات کی جامع ہے جو ایک کراسہ میں آگئی ہیں

قسم پنجم: میں ان تالیفات کا ذکر ہے جو فتویٰ کے طور پر معرض وجود میں آئی تھیں۔

قسم ششم: ان مؤلفات کی جامع ہے جو ان اہل علم کی روش پر لکھی گئی ہیں جنہیں صرف روایت سے اعتناء رہا ہے

قسم ہفتم: میں ان تالیفات کا تذکرہ ہے جنہیں شروع کیا تھوڑا بہت لکھا پھر اتمام کا ارادہ نہ ہوا اور وہ یوں ناقص رہ گئیں

تالیفات سیوطی کے ہفت گانہ اقسام

علامہ سیوطی نے اپنی تالیفات کی سات قسمیں کی ہیں،

قسم اول: پہلی قسم ان کتابوں کی ہے جو اپنے موضوع پر یکتاو منفرد ہیں اور ان میں موصوف کو یکتائی کا دعویٰ ہے علامہ سیوطیؒ نے اپنے دعوے کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ میرے علم کے مطابق علمی دنیا میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی معاذ اللہ یہ بات نہیں کہ متقدمین اس جیسی کتاب لکھنے سے عاجز تھے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس جیسی کتاب لکھنے کی طرف انہوں نے توجہ نہیں کی، لیکن معاصرین میں ایسی کتاب لکھنے کی طاقت نہیں، اس لئے کہ اس کام کے لئے وسعت نظر، کثرت معلومات، جہد مسلسل درکار ہے، معاصرین ان صفات سے عاری ہیں میری حسب ذیل اٹھارہ کتابیں مذکورہ بالا صفات سے آراستہ ہیں۔

(۱) الإتقان فی علوم القرآن

(۲) اسرار التنزیل

(۳) الاشباہ والنظائر فی العربیة یہ المصاعد العلیہ فی القواعد العربیة کے نام سے بھی موسوم ہے۔

(٤) الاقتراح فی اصول النحو و جدله

(٥) الإكليل فی استنباط التنزیل

(٦) ترجمان القرآن

(٧) تناسق الدرر فی تناسب الآیات والسور

(٨) الجامع فی الفرائض، یہ مکمل نہیں ہوئی

(۹) جمع الجوامع فی النحو

(۱۰) السلسلة في النحو

(۱۱) الدّرّ المنثور

(۱۲) شرح شواهد المغنی

(۱۳) صون المنطق والكلام عن فن المنطق والكلام

(۱٤) طبقات النحاة الكبرىٰ

(۱۵) الفتح القريب على مغنى اللبيب

(۱٦) النكت على الألفية والكافية والشافية والشذور والنزهة (یکجا)

(۱۷) النكت البديعات على الموضوعات

(۱۸) همع الهوامع شرح جمع الجوامع (۱)

....

(۱) السيوطي كتاب التحدث بنعمته الله تحقيق اليزابث مارى سارتين، القاهره، المطبعة العربية الحديثه ۱۹۷۲ء ص ۱۰۵ ج ۲ و ۱۰٦

قسم دوم

دوسری قسم ان تالیفات کی ہے کہ ان جیسی کتاب کوئی علامہ وقت لکھ سکتا ہے، ان میں بعض وہ کتابیں ہیں جو پوری ہو گئیں، یا اس کا معتد بہ حصہ لکھا گیا، وہ ایک جلد میں ہے یا اس سے زیادہ و کم ہے اس قسم کی تالیفات کی تعداد پچاس ہے۔

(۱) الأشباه والنظائر فی الفقه (یہ ایک مجلد میں ہے)

(۲) الألفية فی المعانی والبيان (اس کا نام العقود الجمان ہے)

(۳) الألفية فی النحو والتصريف والخط (اس کا نام الفریدہ ہے)

(٤) البدور السافرة عن امور الآخرة

(٥) تاريخ الخلفاء، (یہ ایک مجلد میں ہے)

(٦) التخصيص فی شرح شواهد التلخيص

(۷) تدريب الراوی فی شرح تقريب النواوی (یہ ایک مجلد میں ہے)

(۸) التذكرة (یہ پانچ جلدوں میں ہے)

(۹) التعليقة الكبرىٰ على الروضة، اس کا نام الأزهار الفضة فی حواشی الروضة ہے کتاب الاذان تک ایک مجلد تیار ہوئی، میری آرزو ہے کہ کاش یہ کتاب پوری ہو جاتی تو مجھے بقیہ مصنفات کے ناقص رہ جانے کا قلق نہ ہوتا، اللہ سے نذر مانی ہے کہ اگر یہ میری منت کے مطابق ہوئی تو پھر اس کے ہوتے ہوئے کسی کتاب کی حاجت نہ رہے گی۔

(۱۰) تكمله تفسير الشيخ جلال الدين المحلی، یہ اول بقرہ سے آخر سورہ اسراء تک ہے

(۱۱) تلخيص الخادم، الخادم للزركشی کا مختصر ہے اور کتاب الزکاۃ سے آخر

کتاب الحج تک لکھی گئی ہے.

(۱۲) التوشیخ علی الجامع الصحیح ، یہ ایک مجلدؔ میں ہے

(۱۳) جامع المسانید، مسند معلل ہے اس کا ایک مجلدؔ لکھا گیا ہے

(۱٤) حاشیه تفسیر البیضاوی، یہ سورۂ انعام تک ایک جلد میں ہے

(۱۵) حسن المحاضره فی اخبار مصر و القاهره، یہ ایک مجلد میں ہے.

(۱٦) الخلاصة فی نظم الروضه مع زیادات کثیره، اس میں کوئی حرف زائد(۱) نہیں ہے یہ اول طہارت سے صلاۃ تک تقریباً ایک ہزار اشعار میں ہے اور خروج سے سرقہ تک دو ہزار سے زائد شعر ہیں۔

(۱۷) درر البحار فی احادیث القصار ، یہ حروف معجم پر مرتب اور ایک جلد میں ہے

(۱۸) دقائق التنبیة

(۱۹) دقائق مختصر الروضة

(۲۰) الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج.

(۲۱) رفع الخصاصة فی شرح الخلاصة، یہ مذکورۂ بالا منظومہ کی دو جلدوں میں شرح ہے۔

(۲۲) الریاض الأنیقة فی شرح الأسماء النبویة.

(۲۳) شرح ألفیه ابن مالك، یہ شرح متن کے ساتھ مخلوط ہے۔

(۲٤) شرح ألفیة العراقی ، یہ شرح ایک جزء لطیف میں ہے۔

(۲۵) شرح التنبیه، یہ شرح متن کتاب کے ساتھ پیوستہ و مخلوط ہے اس کا ایک

(۱) السیوطیؒ، کتاب التحدث بنعمة اللہ، ص ۱۰۹

حصہ کتاب الاذان تک لکھا گیا ہے۔

(۲۶) شرح الشاطبیه ایضاً

(۲۷) شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ فی القبور

(۲۸) شرح عقود الجمان ، اس کا نام حل العقود ہے۔

(۲۹) شرح الفریده، اس کا نام المطالع المفیده ہے، یہ پوری نہ ہو سکی

(۳۰) شرح الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع لابن السبکی، یہ ایک مجلد میں ہے

(۳۱) طبقات الحفاظ

(۳۲) طبقات النحاة الصغریٰ، اس کا نام بغیته الوعاة ہے، یہ ایک مجلد میں ہے

(۳۳) طبقات المفسرین، اس کا ایک حصہ لکھا گیا ہے۔

(۳۴) عین الاصابه فی معرفة الصحابة، یہ حافظ ابن حجرؒ کی کتاب "الاصابہ" کی تلخیص ہے۔

(۳۵) الفوز العظیم فی لقاء الکریم، یہ شرح الصدور کا مختصر وخلاصہ ہے۔

(۳۶) قطر الدرر علی نظم الدرر، یہ میرے الفیہ اصول الحدیث کی شرح ہے اس کے مختلف حصے لکھے گئے ہیں، یہ ایک مجلد میں ہے

(۳۷) القول الحسن فی الذب عن السنن، یہ موضوعات ابن الجوزی پر تعقبات ہیں۔

(۳۸) کشف المغطا فی شرح المؤطا، اس کا بھی ایک معتد بہ حصہ لکھا گیا ہے یہ ایک مجلد میں ہے۔

(۳۹) الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع لابن السبکی، یہ ڈیڑھ ہزار

اشعار پر مشتمل ہے۔

(٤٠) اللآلی المصنوعة فی الأخبار الموضوعة، یہ موضوعات ابن الجوزی کی تلخیص، زیادات و تعقبات (اضافات واعتراضات) ایک مجلد میں ہے

(٤١) لب اللباب فی تحریر الأنساب

(٤٢) لباب النقول فی أسباب النزول

(٤٣) لمّ الأطراف و ضم الأتراف . یہ اطراف مزی کا مختصر ہے، الفاظ حدیث کو حروف معجم پر مرتب کیا گیا ہے یہ میں نے الکشاف فی معرفة الأطراف للحسینی سے تلخیص کی ہے، ایک مجلد میں ہے.

(٤٤) مختصر التنبیه، اس کا نام الوافی ہے

(٤٥) مختصر الروضة مع زیادات کثیرة، اس کا نام الغنیة ہے، یہ اثناء صداق تک لکھا گیا ہے۔

(٤٦) مختصر حسن المحاضرة فی أخبار مصر والقاهره، یہ ایک مجلد میں ہے

(٤٧) المرقاة العلیة فی شرح الأسماء النبویة

(٤٨) منهاج السنة و مفتاح الجنة، اس کا ایک معتدبہ حصہ میں نے تیار کیا ہے۔

(٤٩) المعجزات والخصائص النبویة، یہ ضخیم کتاب ہے

(٥٠) الینبوع فیمازاد علی الروضة من الفروع، یہ ایک مجلد میں ہے اور مسودہ ہے (١)

....

(١) السیوطیؒ، کتاب التحدث بنعمته الله، ص ١٠٩

قسم سوم

تیسری قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جن کا حجم مختصر ہے، یہ کتابیں دو کراسوں سے دس کراسوں میں پھیلی ہوئی ہیں، ان کی تعداد ستر (۷۰) ہے۔

(۱) آداب الملوك

(۲) الآية الكبرىٰ في قصة الأسراء

(۳) الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة

(٤) إسعاف المبطأ برجال المؤطاء

(٥) الافصاح بفوائد النكاح

(٦) الألفية في مصطلح الحديث، اس کانام نظم الدرر في علم الأثر ہے

(۷) البديعية، اس کانام نظم البديع في مدح الشفيع ہے یہ ایک کراسہ میں ہے

(۸) تأييد الحقيقة العلية و تشييد الطريقة الشاذلية

(۹) تاريخ أسيوط، اس کانام المضبوط في تاريخ اسيوط ہے

(۱۰) تاريخ الملائكة . اس کانام الحبائك في تاريخ الملائك ہے

(۱۱) التحبير في علوم التفسير

(۱۲) تحفة النابه بتلخيص المتشابه

(۱۳) التذنيب في زوائد التقريب

(١٤) تشييد الأركان من ليس في الإمكان أبدع مما كان

(١٥) تقرير الأستناد في تيسير الأجتهاد

(١٦) تمام الإحسان في خلق الأنسان

(۱۷) تخريج احاديث صحاح الجوهري، اس کانام فلق الصباح ہے

(۱۸) تمهید الفرش فی الخصال الموجبة لظل العرش

(۱۹) جهد القريحة فی تجريد النصيحة، یہ نصيحة الايمان فی الرد علی منطق اليونان لابن تيميه کا مختصر ہے۔

(۲۰) حاشيه علی شرح الشذور

(۲۱) حسن التلخيص لتالی التلخيص، یہ خطیب قزوینی کی التلخيص المفتاح کا مختصر ہے۔

(۲۲) خصائص يوم الجمعة، یہ جمعہ کے دن کی سو خصوصیات پر مشتمل ہے۔

(۲۳) خمائل الزهر فی فضائل السور

(۲۴) داعی الفلاح فی أذكار المساء والصباح

(۲۵) درّ التاج فی إعراب مشكل المنهاج

(۲۶) درّ السحابة فی من دخل مصر من الصحابة

(۲۷) الدّرر المنتثرة فی الأحاديث المشتهرة

(۲۸) الرّد علی من أخلد إلی الأرض و جهل أن الاجتهاد فی كل عصر فرض

(۲۹) رفع البأس عن بنی العباس

(۳۰) رفع شان الجنان

(۳۱) الروض الا نيق فی مسند صديق

(۳۲) شرح الاستعاذة والبسملة

(۳۳) شرح البديعية

(۳۴) شرح الرجبية، یہ فرائض میں ہے اور متن کے ساتھ ملا ہوا و مخلوط ہے۔

(۳۵) شرح القصيدة الكافية، یہ علم تصریف میں ہے

(۳۶) شرح الملحة، یہ شرح متن کے ساتھ وابستہ ومربوط ہے

(۳۷) شرح النقاية ، اس کا نام اتمام الدراية للقراء النقاية ہے۔

(۳۸) شوارد الفرائد فی الضبواط والقواعد من اربعة فنون

(۳۹) ضوء الصباح فی فوائد النكاح

(٤٠) الطب النبوی

(٤١) طبقات الشافعية، یہ بہت مختصر کتاب ہے۔

(٤٢) طبقات الكُتّاب

(٤٣) العذب السلسل في تصحيح الخلاف المرسل في الروضة ۔

(٤٤) قلائد الفوائد، اس میں فوائد علیہ کو نظم کیا گیا ہے

(٤٥) القول المشرق فی تحريم الاشتغال بالمنطق

(٤٦) كشف التلبيس عن قلب أهل التدليس، یہ إيضاح الإشكال للحافظ عبدالغنی کی تلخیص اور اضافات وزیادات کے ساتھ ہے۔

(٤٧) الكلم الطيب والقول المختار فی المأثور من الدعوات والأذكار

(٤٨) مارواه الواعون فی أخبار الطاعون

(٤٩) المدرج فی المدرج

(٥٠) معترك الأقران فی مشترك القرآن

(٥١) مفتاح الجنة فی الاعتصام بالسنة

(٥٢) مفحمات الأقران فی مبهمات القرآن

(٥٣) مناهل الصفاء فی تخريج أحاديث الشفاء

(٥٤) منتهى الآمال فی شرح حديث إنّما الأعمال

(۵۵) المهذب فيما وقع في القرآن من المعرب

(۵٦) النقايه ۔ یہ کتاب چودہ علوم میں ہے۔

(۵۷) الوسائل إلى معرفة الأوائل

(۵۸) وظائف اليوم والليلة

(۵۹) الوفية باختصار الألفية، یہ چھ سو اشعار پر مشتمل ہے۔

(٦٠) الهيئة السنية في الهيئة السّنية (۱)

مستشرقہ موصوفہ نے علامہ سیوطی کی کتابوں کی کل تعداد ستر (۷۰) بیان کی تھی لیکن مطبوعہ نسخہ میں ساٹھ کتابوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ موصوفہ کے پیش نظر جو نسخہ رہا ہے وہ ناقص تھا۔

(۱) السیوطیؒ فی کتاب التحدث بنعمۃ اللہ ص ۱۱۱۔۱۱۵

قسم چہارم

چوتھی قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جو ایک کراسہ میں آگئی ہیں، یہ مسائل فتویٰ کے علاوہ ہیں اور یہ سو (۱۰۰) تالیفات ہیں۔

(۱) أبواب السعادة في أسباب الشهادة

(۲) أحاسن الاقتباس في محاسن الاقتباس

(۳) الأخبار المرويه في سبب وضع العربية

(٤) أربعون حديثا في الجهاد

(٥) أربعون حديثا في ورقة

(٦) إرشاد المهتدين إلي نصرة المجتهدين

(۷) الأزهار الفائحة على الفاتحة، یہ میری پہلی تصنیف ہے۔

(۸) الأساس في فضل بني العباس

(۹) الاقتناص في مسئلة التنماص

(۱۰) إلقاء الحجر لمن زكّى سابّ أبي بكر و عمر، یہ روافض کی شہادت کے رد میں ہے اور ایک جزء میں ہے۔

(۱۱) أنموذج اللبيب في خصائص الحبيب

(۱۲) بزوغ الهلال في الخصال الموجبة للظلال

(۱۳) بلغة المحتاج في مناسك الحاج

(۱٤) تحفة الظرفاء باسماء الخلفاء . یہ قصیدہ رائیہ سو اشعار پر مشتمل ہے۔

(۱٥) تخريج أحاديث شرح العقائد

(۱٦) تذكرة المؤتسي بمن حدث و نسي

(۱۷) تذكرة النفس

(۱۸) ترجمة الشيخ محى الدين النووى

(۱۹) ترجمة شيخنا قاضى القضاة البلقينى

(۲۰) تعريف الاعجم بحروف المعجم

(۲۱) التعريف بآداب التاليف

(۲۲) الثغور الباسمة فى مناقب فاطمة

(۲۳) جزء اخر ۔ اس کانام التسلى والا طفاء لنارٍ لا تطفى ہے

(۲٤) جزء فى أدب الفتيا

(۲۵) جزء فى أسماء المدلسين

(۲٦) جزء فى ذم زيارة الامراء

(۲۷) جزء فى ذم القضاء

(۲۸) جزء فى ذم المكس

(۲۹) جزء فى شعب الإيمان

(۳۰) جزء فى موت الأولاد

(۳۱) جزء فى الصلاة على النبى ﷺ

(۳۲) جزء فى فضل الشتاء

(۳۳) جزء فيمن وافقت كنية كنية زوجته من الصحابة

(۳٤) الجمانة فى اللغة

(۳۵) الجمع والتفريق بين الانواع البديعية

(۳٦) الجواب الأسد فى تنكير أحد و تعريف الصمد

(۳۷) جیاد السلسلات

(۳۸) الحجج المبنیه فی التفصیل بین مکة والمدینة

(۳۹) حسن النیة و بلوغِ الأمنیة فی الخانقاه الرکنیة

(٤٠) حصول الفوائد بأصول العوائد

(٤١) الدّرّ النثیر فی قرأة إبن کثیر

(٤٢) درج العلی فی قرأة ابی عمرو ابن العلاء

(٤٣) درج المعالی فی نصرة الغزالی علی المنکر المتغالی

(٤٤) درر الکلم و غرر الحکم

(٤٥) الذیل الممهد علی القول المسدّد

(٤٦) ردّ علی البهاء بن النحاس

(٤٧) ردّ علی الشریف الجرجانی

(٤٨) رساله فی تفسیر الفاظ متداولة

(٤٩) رسالة فی ضربی زیداً قائماً

(٥٠) الرفد فی فضل الحقد

(٥١) الروض الاریض فی طهر المحیض

(٥٢) ریح النسرین فیمن عاش من الصحابة مائة و عشرین

(٥٣) الزهر الباسم فیما یزوج فیه الحاکم

(٥٤) السلاف فی التفضیل بین الصلوٰة والطواف، یہ منظومہ ہے۔

(٥٥) السلالة فی تحقیق المقر والا ستحالة

(٥٦) سهام الإصابة فی الدعوات المجابة

(۵۷) شذ العرف فی اثبات المعنی للحرف

(۵۸) شرح أربعين حديثا، اس کے چند کراسے لکھے گئے ہیں یہ اربعون حدیثاً فی ورقۃٍ کی شرح ہے۔

(۵۹) شرح تذكرة النفس

(۶۰) شرح الحيعلة والحوقلة

(۶۱) شرح الكوكب الوقاد فی أصول الاعتقاد، نظم العلم السخاوی

(۶۲) الشماريخ فی علم التاريخ

(۶۳) الشمعة المضيئة فی العربية

(۶٤) الشهد فی النحو، یہ قصیدہ بحر الهزج میں ہے

(۶۵) الطلعة الشمسية فی تبيين الجنسية من شرط البيبرسية

(۶۶) طی اللسان عن ذم الطيلسان

(۶۷) الظفر بقلم الظفر

(۶۸) العبرات المسكوبة فی أن استتابة تارك الصلوٰة مندوبة

(۶۹) العرف فی معنی الحرف

(۷۰) العرف الشذی فی احكام ذی

(۷۱) العشاريات

(۷۲) عمدة المتعقب فی الرد علی المتعصب، یہ قاضی شمس الدین امشاطی قاضی الحنفیہ کے ساتھ موصوف کی جو بحث ہوئی تھی اس کی داستان ہے۔

(۷۳) فتح الجليل للعبد الذليل فی قوله تعالیٰ الله ولی الذين امنو، الآية سے موصوف نے ایک سوبیس انواع بدیع نکالی ہیں۔

(۷۴) فصل الخطاب فی قتل الکلاب
(۷۵) فصل الکلام فی ذمّ الکلام
(۷۶) فصل الکلام فی حکم السّلام، یہ منظومہ ہے
(۷۷) قطر الندی فی ورود الھمزۃ للنداء
(۷۸) القول المجمل فی الرد علی المھمل
(۷۹) کبت الأقران فی کتب القرآن
(۸۰) کشف الصلصلۃ عن وصف الزلزلۃ
(۸۱) کشف اللبس عن قضاۃ الصبح بعد طلوع الشمس
(۸۲) الکلام علی أول سورۃ الفتح، یہ ایک وضاحت وتشریح ہے
(۸۳) الکلام علی قولہ تعالیٰ "ولو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا" الآیۃ
(۸۴) الکلام عن حدیث احفظ اللہ یحفظك، یہ ایک وضاحت وتشریح ہے
(۸۵) اللآلی المکللۃ فی تفضیل المعملۃ علی المشغلۃ
(۸۶) اللمع فی اسماء من وضع
(۸۷) مختصر أذکار النووی، اس کا نام إذکار الأذکار ہے
(۸۸) مختصر شفاء الغلیل فی ذم الصاحب والخلیل. اس کا نام الشھاب الثاقب ہے
(۸۹) مختصر الملحۃ
(۹۰) مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع
(۹۱) المستطرفۃ فی أحکام دخول الحشفہ
(۹۲) مطلع البدرین فیمن یؤتیٰ اجرین
(۹۳) المعانی الدقیقہ فی إدراك الحقیقۃ

(۹۴) مقاطع الحجاز، یہ منظومہ ہے

(۹۵) المقامات، یہ چار مقامات ہیں

(۹٦) المقدمة فی الفقه

(۹۷) المنیٰ فی الکنیٰ

(۹۸) موشحة فی النحو

(۹۹) میزان المعدلة فی شان البسملة

(۱۰۰) النفحة المسکیة والتحفة المکیة، یہ عنوان الشرف کے طرز کی کتاب ہے

(۱۰۱) نور الحدیقه، یہ میرا منظومہ ہے

(۱۰۲) الید البسطی فی تعیین الصلوٰة الوسطیٰ (۱)

ایہ اسو تالیفات بتائی گئی تھیں لیکن ویسے یہ ایک سو دو (۱۰۲) ہیں

....

(۱) السیوطی، کتاب التحدث بنعمة اللہ ج ۲ ص ۱۱۵۔۱۲۱

قسم پنجم

پانچویں قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جو فتوے کے طور پر معرض وجود میں آئی تھیں، یہ کراسہ دو کراسوں میں یا اس سے بھی کم میں ہیں اس نوع کی تصانیف اس وقت تک اسی (۸۰) ہوئی ہیں۔

(۱) إتحاف الوقد بنبأ سورة الحفد

(۲) إتمام النعمة فی اختصاص الإسلام بهذه الأمة

(۳) الأجوبة الزكية عن الألغاز السبكية

(٤) الأخبار المألورة في الإطلا بالنوره

(٥) إزالة الوهن عن مسئلة الرهن

(٦) إسبال الكسى على النساء

(۷) الإعراض والتولى عن من لا يحسن أن يصلى اس کا دوسرا نام الصحة ہے

(۸) إعمال الفكر فی فضل الذكر

(۹) الإعلام بحكم عيسىٰ عليه السلام

(۱۰) أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء

(۱۱) البدر الذى انجلى فی مسئله الولاء

(۱۲) الإنصاف فی تمييز الأوقاف

(۱۳) بذل العسجد لسوال المسجد

(۱٤) بذل الهمة فی طلب براء ة الذمة

(۱٥) بسط الكف في إتمام الصف

(۱٦) تحفة الأنجاب بمسئلة السنجاب

(١٧) تزئين الأرائك في إرسال النبي ﷺ إلى الملائك

(١٨) تعريف الفئة بأجوبة الأسئلة المائة

(١٩) تنبئة الغبي بتبرئة ابن عربي

(٢٠) تنبيه الواقف على شرط الواقف

(٢١) تنزيه الإنبياء عن تسفيه الأغبياء

(٢٢) تنوير الحلك في إمكان رؤية النبي والملك

(٢٣) جزء في رفع اليدين في الدعاء

(٢٤) جزء في السبحة

(٢٥) جزء في صلوٰة الضحیٰ

(٢٦) جزء في الغنج

(٢٧) جزء في فضل التاريخ و شرفه والحاجة إليه

(٢٨) جزيل المواهب في اختلاف المذاهب

(٢٩) الجواب الحاتم عن سوال الخاتم

(٣٠) الجواب الحزم عن حديث " التكبير جزم "

(٣١) الجواب المصيب عن إعتراضات الخطيب

(٣٢) حسن التعريف في عدم التحليف

(٣٣) حسن المقصد في عمل المولد

(٣٤) حصول الرفق بأصول الرزق

(٣٥) الحظ الوافر من المغنم في استدراك الكافر اذا أسلم

(٣٦) الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد والعباد والأبدال

(۳۷) دفع التشنیع فی مسئلة التسمیع

(۳۸) الدّر المنظم

(۳۹) رفع الأسیٰ عن النساء

(٤۰) رفع التعسف فی إخوة یوسفؑ

(٤۱) رفع السّنه فی نصب الزنة

(٤۲) رفع الشر وقع الهرّ الصادرین عن عبدالبر

(٤۳) رفع الصوت بذبح الموت

(٤٤) رفع منار الدین وهدم بناء المسلمین

(٤٥) الزند فی السلم فی القند

(٤٦) الزند الورى فی الجواب عن السوال السکندری

(٤۷) السهم المصیب فی نحر الخطیب

(٤۸) سیف النظار فی الفرق بین الثبوت والتکرار

(٤۹) شد الابطال (کذا) علی أهل الإبطال

(٥۰) شدّ الأثواب فی سدّ الأبواب

(٥۱) ضوء الشمعة فی عدد الجمعة

(٥۲) فتح المغالق من انت تالق

(٥۳) فجر الثمد فی إعراب أکمل الحمد

(٥٤) ألفوائد البارزه والکامنة فی النعم الظاهرة والباطنة

(٥٥) ألفوائد الکامنه فی ایمان السیدة آمنه اس کادوسرا نام التعظیمؒ والمنة فی أن والدی المصطفیٰ فی الجنة ہے

(٥٦) ألفوائد المتفرقة من بيت طرفة

(٥٧) ألفوائد الممتازة فى صلاة الجنازة

(٥٨) الغذاذه فى تحقيق محل الاستعاذة

(٥٩) قطع المجادلة عند تغيير المعاملة

(٦٠) ألقول الأشبه فى حديث من عرف نفسه فقد عرف ربّه

(٦١) ألقول الجلى فى حديث الولى

(٦٢) ألقول الفصيح فى تعيين الذبيح

(٦٣) ألقول المشيد في وقف المؤيد

(٦٤) القول المضى في الحنث فى المضى

(٦٥) الكر على عبدالبر

(٦٦) كشف الضبابة فى مسئلة الاستنابة

(٦٧) اللفظ الجوهرى فى رد خباط الجوهرى

(٦٨) اللمعة عن أجوبة الأسئلة السبعة

(٦٩) اللمعة فى تحقيق الركعة لإ دراك الجمعة

(٧٠) المباحث الزكية في المسئلة الدوركية

(٧١) المحرور فى قوله : "ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر"

(٧٢) المصابيح فى صلاة التراويح

(٧٣) المعتلى فى تعدد صور الولى

(٧٤) نتيجة الفكر فى الجهر بالذكر

(٧٥) نصرة الصديق على الجاهل الزنديق

(۷٦) نفح الطيب عن أسئلة الخطيب

(۷۷) النقول المشرقة فى مسئلة النفقة

(۷۸) وصول الأمانى بأصول التهانى

(۷۹) وقع الأسل فيمن جهل ضرب المثل

(۸۰) هدم الجانى على البانى [۱]

---

(۱) السیوطی، کتاب التحدیث بنعمۃ اللہ ج۱ ص ۱۲۱۔۱۶۲

قسم ششم

چھٹی قسم ان مؤلفات کی ہے جو ان اہل علم کی روش پر لکھی گئی ہیں جنہیں صرف روایت سے اعتناء رہا ہے، یہ میں نے زمانہ طالب علمی میں جب استادوں سے روایت حدیث کی اجازت لی تھی، لکھی تھیں، بایں ہمہ یہ کتابیں فوائد پر مشتمل ہیں، اگر کوئی اور لکھتا تو یہ فوائد بھی نہ ملتے۔

(۱) أربعون حديثاً توافق فيها اسم الشيخ والصحابي، یعنی راوی اور صحابی کا نام ایک ہے

(۲) اربعون حديثا متباينة

(۳) اربعون حديثا من رواية مالك عن نافع عن ابن عمر

(٤) البراعة في تراجم بني جماعة

(٥) تلخيص معجم الحافظ ابن حجر

(٦) جزء خرجته للشهاب الحجازي فيه المسلسل بالشعراء والكتاب

(۷) جزء خرجته لشيخنا الامام الشمن فيه المسلسل بالنحاة وغيره

(۸) الرحلة القيومية

(۹) الرحلة المكية والمدينة

(۱۰) الفتح المكي في تراجم البيت السبكي

(۱۱) فهرست خرجتة لشيخنا الامام الشمني

(۱۲) فهرست المرويات

(۱۳) قطف الثمر في رحلة شهر

(١٤) المسلسلات الكبرىٰ

(۱۵) مشیخة خرجتها، للشیخ شمس الدین البالی

(۱۶) مشیخة خرجتها لمولانا امیر المؤمنین المتوکل علی الله خلیفة العصر

(۱۷) المعجم الأوسط، اس کانام العمدہ ہے

(۱۸) المعجم الصغیر ،اس کانام المنتقیٰ ہے

(۱۹) المعجم الکبیر لشیوخی، اس کانام حاطب لیل وجارف سیل ہے

(۲۰) مقالید التقالید .

(۲۱) الملتقط من الدرر الکامنة فی أعیان المأة الثامنة لابن حجر۔ یہ ایک جلد میں ہے۔

(۲۲) المنتقیٰ من أحاسن المنن فی الخلق الحسن

(۲۳) المنتقیٰ من أسنی المطالب لابن الجزری

(۲٤) المنتقیٰ من تاریخ الخطیب

(۲۵) المنتقیٰ من تفسیر ابن أبی حاتم

(۲٦) المنتقیٰ من تفسیر عبدالرزاق

(۲۷) المنتقیٰ من تفسیر الفریابی

(۲۸) المنتقیٰ من سنن البیهقی

(۲۹) المنتقیٰ من سنن سعید بن منصور

(۳۰) المنتقیٰ من سیرة ابن سید الناس

(۳۱) المنتقیٰ من فضائل القرآن لا بی عبید

(۳۲) المنتقیٰ من مسند ابن أبی شیبة

(۳۳) المنتقیٰ من مسند أبی علی

(۳۴) المنتقیٰ من مسند مسدّد

(۳۵) المنتقیٰ من مشیخة ابن البخاری

(۳۶) المنتقیٰ من مصنف عبدالرزاق

(۳۷) المنتقیٰ من معجم ابن قانع

(۳۸) المنتقیٰ من معجم الدمیاطی

(۳۹) المنتقیٰ من معجم الطبرانی

(۴۰) المنتقیٰ من الوعد والا نجاز (۱)

(۱) السیوطی، کتاب التحدث بنعمۃ اللہ ج ۲ ص ۱۲۶۔۱۲۹

قسم ہفتم

ساتویں قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جنہیں شروع کیا تھوڑا بہت لکھا بھی پھر پورا کرنے کا ارادہ نہ ہوا اور یوں وہ کتابیں ناقص رہ گئیں۔

(۱) ابتهاج فی نظم المنهاج، اس کے چندورق لکھے گئے

(۲) أزهار الآكام فی أخبار الأحكام، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۳) استذكار الالباء فی شعر العرب العربا،

(٤) الألفيه فی القرأت العشر

(٥) بغية الرائد فی الذيل علی مجمع الزوائد

(٦) بيان الإصابة فی آلتی الكتابة

(٧) تاريخ العصر

(٨) تجريد أحاديث المؤطا

(٩) تجريد العناية الی تخريج أحاديث الكفاية لابن الرفعة

(١٠) تشنيف الأسماع بمسائل الإجماع، اس کے چندورق لکھے گئے

(١١) تطريز العزيز

(١٢) التعليقة السنية علی السنن النسائية

(١٣) تلخيص دقائق مختصر الروضة للأصفونی

(١٤) تنوير الحوالك علی مؤطا مالك

(١٥) التوشيح علی التوضيح لابن هشام

(١٦) توضيح المدرك فی تصحيح المستدرك

(١٧) جمع الجوامع فی الفقة

(۱۸) حاشيه على شرح الشواهد للغيني

(۱۹) حاشية على شرح المنهاج للدميری

(۲۰) حاشيه على قطعة الأسنوی

(۲۱) الحصر والإشاعة لأشراط الساعة

(۲۲) الحواشي الصغرىٰ على الروضة، اس کا نام قطف الأزہار ہے اس کے چند کراسے لکھے گئے۔

(۲۳) الخصيص فی شرح شواهد التلخيص والمطول والعمدة على مختصر المتقدم

(۲۴) الدّر الثمين في المصداق بيمين

(۲۵) الدرر الثمينة في أحكام البحر والسفينة

(۲٦) الدرر المنتشرات على جامع المختصرات

(۲۷) رفع الحواجب عن الكواكب، یہ ایک کراسہ میں تمام ہوئی

(۲۸) الروض المكلل والورد المعلل فی مصطلح الحديث

(۲۹) زوائد الرجال على تهذيب الكمال

(۳۰) زوائد سنن سعيد بن منصور، اس کا نام لطائف المنن ہے اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳۱) زوائد شعب الايمان للبيهقي على الكتب الستة اس کا ایک تہائی حصہ پانچ کراسوں میں لکھا گیا

(۳۲) زوائد نوادر الأصول للحكيم الترمذی، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۳۳) السيف الصقيل فی حواشي شرح ابن عقيل، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳٤) شرح ألفيه ابن معط،

(۳۵) شرح بانت سعاد (۱)

(۳٦) شرح بردہ، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳۷) شرح البهجة یہ ۸٦۷ھ میں شروع کی تھی جب سنا کہ شیخ زکریا انصاری شرح لکھ رہے ہیں تو ارادہ لکھنے کا چھوڑ دیا۔

(۳۸) شرح تحفة الوردیه، یہ نحو میں ہے اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳۹) شرح تدریب للبقلینی، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٤٠) شرح التسهیل، اس کے چند ورق لکھے گئے

(٤۱) شرح تصریف العزی

(٤۲) شرح تنقیح اللباب للشیخ ولی الدین، اس کا ایک ورق لکھا گیا

(٤۳) شرح الخلاصة فی الفقة، یہ میرے منظومہ الخلاصہ کی شرح ہے اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٤٤) شرح الروض لابن المقری

(٤۵) شرح سنن ابن ماجة مطول، اس کے شروع کے چند کراسے لکھے گئے

(٤٦) شرح ضروری التصریف لابن مالك، اس کا نصف کراسہ لکھا گیا

(٤۷) شرح علی جمع الجوامع، میری اس تالیف کے چند ابتدائی کراسے لکھے گئے

(٤۸) شرح عمدة الأحکام، اس کے چند ورق لکھے گئے

(٤۹) شرح لمعة الإشراق فی الاشتقاق للسبکی

(۵۰) شرح مسند الإمام الشافعی ، شیخونیہ میں تدریس کے موقع پر اس کی چند

(۱) السیوطیؒ کتاب التحدث بنعمۃ اللہ ج ۲۔ ص ۱۲٦۔ ۱۲۹

مجالس لکھی گئی تھیں

(۵۱) شرح نظم الاقتراح للعراقی، اس کے چندورق لکھے گئے

(۵۲) شرح الوسیط للغزالی

(۵۳) شرح الوفیه، اس کے چندورق لکھے گئے

(۵٤) طبقات الأصولیین

(۵۵) طبقات الأولیاء، اس کا نام حلیة الأولیاء ہے چند کراسے لکھے گئے

(۵٦) طبقات الشافعیة، یہ منظوم ہے اس کے چند اوراق لکھے گئے

(۵۷) طبقات شعراء العرب

(۵۸) العمدة، یہ الفوائد المتکاثرة کا مختصر ہے۔

(۵۹) الفوائد المتکاثرة فی الأحادیث المتواترة، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٦۰) الکافی فی زوائد المهذب علی الوافی

(٦۱) کشف النقاب عن الألقاب، اس کا ایک ورق لکھا گیا

(٦۲) اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٦۳) مجاز الفرسان إلی مجاز القرآن، عزالدین بن عبدالسلام کا مختصر ہے، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٦٤) مجمع البحرین و مطلع البدرین فی التفسیر، یہ منقول و معقول اور روایت ودرایت کی جامع تھی اس کے صرف "اهدنا الصراط المستقیم" تک چند کراسے لکھے گئے پھر سورۃالکوثر کی تفسیر لکھی

(٦۵) مختصر الأحکام السلطانیة للماوردی، اس کے دو کراسے لکھے گئے

(٦٦) مختصر الإحیاء اس کا نام "إرشاد العابدین" ہے، اس کے دو کراسے لکھے گئے

(٦٧) مختصر التهذيب للبغوى، اس کا ایک ورق لکھا گیا

(٦٨) مختصر تهذيب الأسماء واللغات للنووى، اس کا نام التذهيب ہے اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٦٩) مختصر الغريبين للهروى، اس کے دو کراسے لکھے گئے

(٧٠) مختصر المطلب، اس کے چند ورق لکھے گئے

(٧١) مختصر النهاية لابن الاثير، اس کا نام تقريب الغريب ہے اس کے دو کراسے لکھے گئے

(٧٢) مرقاة الصعود إلى سنن أبى داؤد، اس کے صرف دو کراسے لکھے گئے اگر توفیق الٰہی شامل حال رہی تو اسے مکمل کرنے کا ارادہ ہے

(٧٣) المشرق والمغرب فى بلد ان المشرق والمغرب، یہ معجم البلدان یاقوت کا مختصر ہے اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٧٤) المعونة فى شرح اللؤلوة المكنونة

(٧٥) مفاتيح الغيب، یہ تفسیر مسند بہت بڑی تھی "سبح اسم ربك الاعلى" سے آخر قرآن تک ایک جلد میں لکھی تھی

(٧٦) المقتصر فى تحريج أحاديث المختصر لإبن حاجب، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٧٧) الملتقط من الخطط للمقريزى

(٧٨) المتقى من تاريخ ابن عساكر

(٧٩) المولدات فى الفقة

(٨٠) ميدان الفرسان في شواهد القران، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۸۱) نشر العبير فى تخريج أحاديث الشرح الكبير

(۸۲) نظم رسالة ربيع المقنطرات لشيخنا عز الدين الميقاتى(۱)

(۸۳) نكت على تلخيص المفتاح

(۸٤) الورقات فى الفقه ، ربع العبادات تک لکھا گیا ہے

مذکورۂ بالا فہرست علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی ۴۴۱ تالیفات پر مشتمل ہے دوسری ترتیب فنون پر ہے علامہ سیوطیؒ نے "حسن المحاضرہ" میں اپنے حالات کے ضمن میں اپنی تین سو سے اوپر تالیفات کے نام نقل کیے ہیں، لیکن اس فہرست میں دو خامیاں پائی جاتی ہیں۔

(۱) حسن المحاضرہ نو سو تین ہجری کی تالیف ہے موصوف نے اس سن تک جو تالیفات کی تھیں انہیں نام بنام نقل کرنے کا التزام نہیں کیا چنانچہ " وغیرھا، لکھ کر اس موضوع پر اپنی بعض تصانیف کے نام چھوڑ دیئے، اور یہ موضوعی فہرست بھی مکمل نہ ہو سکی۔

(۲) تالیفات کے نام نقل کرنے میں موصوف نے ہجائی ترتیب کو بھی ملحوظ نہیں رکھا، بارھویں صدی ہجری میں کسی عالم نے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی فن وار ترتیب پر فہرست تیار کی تھی جسے فلوگل (Gustavus Flugel) نے کشف الظنون کے لاطینی ترجمہ کی جلد ششم کے آخر ۶۶۶۔۶۷۹ صفحات میں پیش کیا ہے(۲)

مذکورۂ بالا دونوں فہرستوں میں مقابلہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرتب کے پیش نظر "حسن المحاضرہ" بھی نہیں ہے اس لئے کہ اس نے حسن المحاضرہ میں منقول

(۱) السیوطیؒ، کتاب التحدث بنعمۃ اللہ، ج ۲۔ ص ۱۲۹۔۱۳۶

(2) LEXICON BIBLI AGR AH HICUMET ENCYCLO PAEDIEIIM LAMDAM PRINTED FOR THE ORIENTAL TPANSLALION FUND 1852

کتابوں کے نام بھی صحیح نقل نہیں کئے ہیں، مثلاً **القول المعنی فی الحنث المعنی** حالانکہ صحیح نام ہے **القول المضی فی الحنث فی المضی** یا **شرح الوقاد فی الاعتقاد** حالانکہ صحیح نام **شرح الکوکب الوقاد فی الاعتقاد** ہے اسی طرح **مفهمات الأقران فی مبهمات القرآن** حالانکہ کتاب کا نام **مفحمات الأقران** ہے اسی طرح **کشف الصبابه** صحیح **کشف الضبابه** ہے اس قسم کی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔

یہ فہرست ساز و فہرست نگار کی غلطی بھی قرار دی جاسکتی ہیں اور اسے طباعت کی غلطی بھی کہا جاسکتا ہے بہر حال اس فہرست میں تصحیح کا اہتمام نہیں۔

دوسری قسم کی غلطیاں اس فہرست میں ایسی موجود ہیں جنہیں طباعت کی غلطی نہیں کہا جاسکتا، یہ فہرست نگار کی غلطیاں قرار پاتی ہیں۔

بعض کتابوں کے نام مثلاً دو جزوں پر مشتمل ہیں فہرست نگار نے ہر جزو کو جداگانہ کتاب سمجھا' مثلاً ایک کتاب کا نام **الحظ الوافر من المغنم فی استدراك الکافر اذا اسلم** ہے فہرست نگار نے **اذا اسلم** کو علیحدہ تالیف قرار دیا۔

تیسری خامی یہ ہے کہ موضوعات کی تقسیم بھی درست نہیں، بعض کتابیں کسی اور موضوع سے تعلق رکھتی ہیں انہیں کسی اور موضوع کے تحت نقل کیا گیا ہے۔

ایسا غالباً اس وجہ سے ہوا کہ فہرست نگار کو موصوف کی تمام کتابیں نہیں مل سکیں، اس نے نام دیکھ کر یا قیاس سے ایک موضوع کے تحت کتاب کو درج کیا حالانکہ اس کا تعلق اس موضوع سے نہیں، تاہم اس بحث سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطیؒ کی تالیفات سے اہلِ علم اور محققین کو اعتنا ء رہا ہے۔

اس فہرست میں تالیفات کو حسب ذیل نو موضوعات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

(۱)	تفسیر و متعلقات تفسیر میں	۲۰
(۲)	حدیث و متعلقات حدیث میں	۲۱۹
(۳)	فن اصولِ فقہ ،اصول الدین و تصوف میں	۱۹
(۴)	فن لغت ، نحو و تصریف میں	۳۱
(۵)	مصطلحات و متعلقات حدیث میں	۲۳
(۶)	فن فقہ میں	۹۱
(۷)	معانی و بیان و بدیع میں	۷
(۸)	کئی فنون کی جامع تالیفات	۲۹
(۹)	فن تاریخ میں	۸۱

اس فنوار فہرست میں علامہ موصوف کی ۵۰۷ تالیفات کا تذکرہ کیا گیا ہے
ہم نے علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی یہ فہرست آخر کتاب میں بطور ضمیمہ شامل کی ہے
تاکہ مصنفؒ کی یہ فہرست بھی ناظرین کے پیش نظر رہے۔

قَالَ اللهُ تَعَالَى فِي سُورَةِ مُحَمَّدٍ ١٩ فَاعْلَمْ أَنَّهُ

لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ

باب ہفتم

مؤلفات سیوطی کی موضوعی فہرست

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی مؤلفات کی یہ وہ موضوعی اور فن وار فہرست ہے جو موصوف نے "حسن المحاضرہ" میں نقل کی ہے۔

مستشرق کیلر نے کشف الظنون کے لاطینی ترجمہ کی ساتویں جلد کے اختتام پر مؤلفات السیوطی کی جو موضوعی فہرست چھاپی ہے وہ بھی غالباً یہی فہرست ہے۔

اس فہرست کا نقل کرنے والا عربی سے واقف نہ تھا اس لئے اس میں غلطیاں رہ گئی ہیں۔

یہ موضوعی فہرست ہندوستان میں (مطبع محمدی لاہور) سے علامہ سیوطیؒ کے رسائل اثنا عشر کے ساتھ بھی شائع کی گئی تھی، اس کا ایک نسخہ میرے ذاتی کتب خانہ میں بھی محفوظ ہے۔

مولفات سیوطیؒ کی موضوعی فہرست کے نام سے تین فہرست مشہور ہیں

١- وہ موضوعی فہرست ہے جو علامہ سیوطیؒ نے حسن المحاضرۃ میں پیش کی ہے اس موضوعی فہرست میں کتابوں کی مجموعی تعداد دو سو پینسٹھ ہے۔

٢- وہ موضوعی فہرست ہے جو ڈاکٹر تھامی نے المھذب فیما وقع فی القرآن من المعرب میں پیش کی ہے اس میں نو موضوعات کے تحت کتابوں کی مجموعی تعداد پانچ سو بتیس ہے

٣- وہ موضوعی فہرست ہے جو فلوگل نے کشف الظنون کے لاطینی ترجمہ کے اختتام پر پیش کی ہے

ان سنوار فہرستوں کا بنیادی ماخذ سیوطیؒ کی حسن المحاضرہ کی فہرست ہے۔

مؤلفات سیوطیؒ کی وہ فہرست جو حسن المحاضرہ میں پیش کی گئی ہے وہ اس لحاظ سے ناقص ہے کہ اس کا دائرہ حسن المحاضرہ کی زمانہ تالیف تک محدود ہے حالانکہ سیوطیؒ کی تالیفات کا سلسلہ مرتے دم تک جاری رہا ہے۔ حسن المحاضرہ کے بعد کی تالیفات کا اس فہرست میں نام تک نہیں ہے

وہ فہرست جو فلوگل نے نقل کی ہے اور عزالدین نے بھی بہت سی تالیفات کا نام ان دونوں فہرستوں میں نہیں دیا ہے

ناموں کے اندراج میں غلطیاں بھی ہیں جیسا کہ فہرست نگاروں کے بیان میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

ڈاکٹر تھامی کی پیش کی ہوئی فہرست میں بھی خامیاں ہیں چنانچہ فن تفسیر میں نمبر ٢٨ اور ٢٩ ایسے نمبر ہیں جن میں کتاب کے نام کا اندراج ہی نہیں ہے

پھر مذکورہ بالا تینوں موضوعی فہرستوں کی فنی غلطی یہ ہے کہ وہ الف بائی ترتیب پر

مرتب نہیں ہیں

ہم نے ان خامیوں کے پیش نظر علامہ سیوطیؒ کی موضوعی فہرست کو ہدیہ ناظرین کرنا زیادہ بہتر خیال کیا اس لئے کہ وہ سب کا بنیادی ماخذ ہے اور وہ مصنف کی بیان کردہ فہرست ہے معتبر ہے' اس لئے اس موضوعی فہرست میں ہم نے حسب ذیل امور کا خیال رکھا ہے

۱- الفبائی ترتیب پر مرتب کیا

۲- جہاں مختصر نام دیا گیا تھا اس کا پورا نام نقل کیا ہے

۳- جس کتاب کا سن تالیف معلوم ہو سکا اس کا سال تالیف بتایا ہے

۴- جو کتاب چھپ گئی ہے اس کے آگے حرف م مطبوع لگایا ہے تا کہ ناظرین کو معلوم ہو سکے کہ یہ کتاب مطبوعہ ہے اور شائع ہو گئی ہے

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تمام تالیفات کی فہرست الفبائی ترتیب میں علیحدہ دیدی گئی ہے اور فلوگل اور عزالدین کی فہرست کو چھوڑ دیا ہے

مؤلفات سیوطیؒ کی الف بائی فہرست

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی ایک فہرست ہم نے الف بائی ترتیب پر تیار کی تھی لیکن کراچی میں عربی کمپوزنگ کی سہولت بآسانی حاصل نہ ہونے کی وجہ سے عزالدین کی الف بائی ترتیب پر مرتب فہرست جو فاضل ڈاکٹر تہامی کی زیر نگرانی تیار کی گئی ہے متحدہ امارات نے نہایت آب و تاب سے شائع کی ہے' زیادہ مفید سمجھا مگر اس فہرست کا ہم نے جب اپنی فہرست سے جو حروف تہجی پر مرتب ہے مقابلہ کیا تعداد میں بہت زیادہ فرق پایا' افادیت کے پیش نظر علامہ سیوطیؒ کی وہ تالیفات جن تک عزالدین کی رسائی نہیں ہو سکی انہیں الف بائی ترتیب میں عزالدین کی فہرست کے بعد جداگانہ فہرست میں پیش کیا گیا ہے تاکہ علامہ سیوطیؒ کی زیادہ سے زیادہ تصانیف سے ناظرین کو آگاہی ہو سکے اور ان کی تالیفات کی مکمل فہرست پیش کی جا سکے

ان دونوں فہرستوں کے باہمی فرق کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ عزالدین کی فہرست علامہ سیوطیؒ کی تین سو اسی تالیفات کے ناموں پر مشتمل ہے اور ہم نے موصوف سے چھوٹی ہوئی مؤلفات سیوطی کی جو فہرست پیش کی ہے اس میں پانچ سو دس تالیفات کا اندراج کیا گیا ہے چنانچہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اب تک علامہ سیوطیؒ پر جو تحقیقی کام ہوا اردو زبان میں یہ کام عربی کی نسبت سے زیادہ جامع ہو تو کچھ بعید نہیں۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ اس الفبائی ترتیب میں ہمارے پیش نظر وہ تمام ماخذ رہے ہیں جن سے عزالدین نے فائدہ اٹھایا ہے ہم نے بعض دشواریوں کی وجہ سے ماخذوں کی نشاندہی کی پابندی نہیں کی اس لئے کہ ان کے

مذکورہ ماخذوں کے علاوہ جو ماخذ ہمارے پیش نظر رہے ہیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ اہل علم بوقت حاجت ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

وہ ماخذ ہدیہ ناظرین ہیں

۱- کتاب التحدث بنعمۃ اللہ

۲- علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی مطبوعہ دوسری تالیفات

۳- مجلۃ عالم الکتب، الریاض، جلد ۱۲ شمارہ نمبر ۱- ۳ رجب ربیع الآخر ۱۴۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء

۴- مجلۃ مجمع اللغۃ العربیہ، دمشق جلد ۶۷-۶۸، ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ اکتوبر ۱۹۹۲ء

۵- ذخائر التراث العربی الاسلامی و بیل ببلیو غرافی للمخطوطات العربیۃ المطبوعۃ، البصرۃ، جامعۃ البصرۃ ۱۴۰۱ھ

علامہ سیوطیؒ کی بعض تالیف دو ناموں سے مشہور ہیں ہماری الفبائی ترتیب میں ایسی تئیس کتابیں ہیں پانچ سو دس میں سے ۲۳ کتابیں منہا کی جائیں تو ان کی تعداد چار سو اٹھاسی رہ جاتی ہے

مذکورہ بالا دونوں الفبائی فہرستیں علامہ سیوطیؒ کی آٹھ سو سڑسٹھ مولفات پر مشتمل ہیں الف بائی فہرست ان کی تالیفات کی سب سے زیادہ جامع فہرست ہے۔

امید ہے ارباب کتب خانہ، دانشور اور شائقین ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔

حرف الهمزه

١ آداب القضاء
٢ آداب الملوك
٣ الآية الكبرى فى شرح قصة الإسراء (م)
٤ الابتهاج فى - (مشكل) نظم المنهاج
٥ إتحاف الوفد بنباء سورة الحقد
٦ الأحاجى النحويه [المقامات الأسيوطيه] (م)
٧ الأحاديث الحسان فى وصف الطيلسان (م)
٨ الأحاديث المنيفه فى السلطنة الشريفه
٩ أحاسن الاقتناس فى محاسن الاقتباس
١٠ إحياء الميت فى فضائل أهل البيت (م)
١١ الأخبار الماثورة فى الإطلاء بالنورة
١٢ الأخبار المروية فى سبب وضع العربية (م)
١٣ أدب القاضى على مذهب الشافعى
١٤ أدب الفتيا (م)
١٥ أذكار الأذكار =مختصر الأذكار
١٦ أربع رسائل فى فضائل الخلفاء الأربعة (م)
١٧ أربعون حديثا توافق فيها إسم الشيخ والصحابى
١٨ أربعون حديثا فى الجهاد
١٩ أربعون حديثا فى ورقة
٢٠ أربعون حديثا متباينه
٢١ أربعون حديثا فى رواية مالك عن نافع عن ابن عمر

٤٣ الاعتماد والتوكل على ذى التكفل
٤٤ الاغتباط فى الرحلة إلى الأسكندرية ودمياط
٤٥ الإعراض والتولى عمن لايحسن أن يصلى
٤٦ إعلام الأريب بحدوث بدعة المحاريب (م)
٤٧ الإعلام بحكم عيسى عليه السلام
٤٨ أعلام الحسنى بمعانى الأسماء الحسنى
٤٩ أعلام النصر فى إعلام سلطان العصر
٥٠ أعمال الفكر فى فضل الذكر
٥١ أعيان العصر
٥٢ أعيان الأعيان وأبناء الزمان (م)
٥٣ إفادة الخير بنصه من زيادة العمر ونقصه (م)
٥٤ الإفصاح على تلخيص المفتاح
٥٥ الإفصاح فى أسماء النكاح
٥٦ الإفصاح على زوائد القاموس على الصحاح
٥٧ الاقتناص فى مسئلة التماس
٥٨ آكام العقيان فى أحكام الخصيان
٥٩ الإكليل فى استنباط التنزيل (م)
٦٠ الألغاز النحوية (م)
٦١ ألفية الحديث [نظم الدرر فى علم الأثر] (م)
٦٢ ألفية فى القراءات العشر
٦٣ ألفية المعانى

٦٤ ألفية النحو(م)
٦٥ إلقام الحجر لمن زكى ساب أبى بكر وعمر
٦٦ ألوية النصر فى فصيّصى بالقصر
٦٧ أمالي على الدرة الفاخرة
٦٩ الإنافة فى رتبة الخلافة (م)
٧٠ الإنتصار بالواحد القهار
٧١ انشاب الكتب فى أنساب الكتب
٧٢ الانصاف فى تمييز الأوقاف
٧٣ أنوار الحلك فى إمكان رؤية النبى والملك
٧٤ الأنوار السنية فى تاريخ الخلفاء والملوك بمصر السنية
٧٥ أنيس الجليس
٧٦ الأوج فى خبر عوج
٧٧ الإيضاح فى علم النكاح (م)

حرف الباء

٧٨ الباحة فى السباحة
٧٩ البارع فى قطاع الشارع
٨٠ البارق فى قطع يد السارق
٨١ الباهر فى حكم النبى صلى الله عليه وسلم بالباطن والظاهر (م)
٨٢ السحر الذى زخرفى شرح ألفية الأثر

۸۳ بدائع لزهور فی وقائع الدهور
۸٤ البدر الذی انجلی فی مسألة الولا
۸٥ البديعية = نظم البديع فی مدح الشفيع
۸٦ بذل العسجد لسوال المسجد
۸۷ بذل المجهود لخزانة (من خزانة) محمود (م)
۸۸ بذل الهمة فی طلب براءة الذمة
۸۹ البراعة فی تراجم بنی الجماعة
۹۰ برد الأكباد فی الصبر علی فقد الأولاد [برد الاكباد عند فقد الأولاد] (م)
۹۱ برد الظلال فی تكرار السوال
۹۲ البرهان فی علامة مهدی آخر الزمان
۹۳ بسط الكف فی إتمام الصف (م)
۹٤ بشرى العابس فی حكم البيع والديون والكنائس (م)
۹٥ البعث [كتاب البعث] (م)
۹٦ بغية الرائد فی الذيل علی مجمع الزوائد
۹۷ بلغة المحتاج فی مناسك الحاج
۹۸ بلوغ الأمنية فی الخانقاة الركنية ؟
۹۹ بلوغ المآرب فی قص الشارب (م)
۱۰۰ بلوغ المآرب فی أخبار العقارب (م)
۱۰۱ بلوغ المأمول فی خدمة الرسول (م)
۱۰۲ بهجة الناظر ونزهة الخاطر

۱۰۳ بيان الإصابة فى آلتى الكتابة

حرف التاء

۱۰٤ التاج فى إعراب مشكل المنهاج = درة التاج فى إعراب مشكل المنهاج
۱۰٥ تاريخ أسيوط = المضبوط فى أخبار أسيوط
۱۰٦ تاريخ السلطان الأشرف
۱۰۷ تاريخ العصر
۱۰۸ تاريخ مصر (م)
۱۰۹ تاريخ الملائكة
۱۱۰ تايبدالحقيقة العلية وتشييد الطريقة الشاذلية (م)
۱۱۱ تأويل الأحاديث الموهمة للتشبيه (م)
۱۱۲ التبرالذائب فى الأفراد والغرائب
۱۱۳ التبرى من معرة المعرى (م)
۱۱٤ تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبى حنيفة (م)
۱۱٥ تجريد أحاديث الموطاء
۱۱٦ تجريد العناية إلى تخريج أحاديث الكفاية لابن الرفعة
۱۱۷ التحبير فى علوم التفسير (م)
۱۱۸ التحدث بنعمة الله (م)
۱۱۹ تحذير الخواص من أكاذيب القصاص (م)
۱۲۰ تحذير الرجال من الإصغاء إلى الدجال

١٢١ التحصيص فى شرح شواهد التلخيص
١٢٢ تحصين الخادم :تلخيص الخادم
١٢٣ تحفة الآثار فى الأدعية والأذكار
١٢٤ تحفة الأبرار بنكت الأذكار(م)
١٢٥ تحفة الأنجاب بمسئلة السنجاب
١٢٦ تحفة الجلساء برؤية الله للنساء
١٢٧ تحفة الحبيب بنجاة مغنى اللبيب
١٢٨ التحفة السنية فى قواعد العربية
١٢٩ تحفة الظرفاء بأسماء الخلفاء (م)
١٣٠ تحفة الظريفة فى السيرة الشريفة
١٣١ تحفة الغريب فى الكلام على مغنى اللبيب
١٣٢ تحفة المجالس ونزهة المجالس (م)
١٣٣ تحفة المذاكير (المنتخب) من تاريخ ابن عساكر
١٣٤ تحفة المغربى، طبعت بذيل : رحلة ابن جبير (م)
١٣٥ تحفة النابة بتلخيص المتشابه
١٣٦ تحفة الناسك بنكت المناسك
١٣٧ تحفة النجباء فى قولهم : هذا بسر أطيب منه رطبا
١٣٨ تخريج أحاديث شرح العقائد (م)
١٣٩ تخريج أحاديث صحاح الجوهرى [فلق الصباح]
١٤٠ تخريج أحاديث المواقف فى الكلام (م)
١٤١ تدريب أولى الطلب فى ضوابط كلام العرب

۱۴۲ تدريب الراوى فى شرح تقريب النواوى (م)
۱۴۳ التذكرة وتذكرة أولى الألباب
۱۴۴ تذكرة المؤتسى بمن حدث ونسى (م)
۱۴۵ تذكرة النفس فى التصوف
۱۴۶ التذنيب فى زوائد (على) التقريب (م)
۱۴۷ التذهيب [مختصر تهذيب الأسماء واللغات]
۱۴۸ التذييل والتذنيب على نهاية الغريب (م)
۱۴۹ ترجمان القرآن فى التفسير المسند (م)
۱۵۰ ترجمة (شيخنا) البلقينى
۱۵۱ ترجمة النووى= المنهاج السوى
۱۵۲ الترصيف على شرح التصريف
۱۵۳ تزيين الأرائك فى إرسال النبى صلى الله عليه وسلم إلى الملائك
۱۵۴ تزيين الممالك بمناقب الإمام مالك (م)
۱۵۵ التسلى والإطفا لنار لاتطفى (التعلل والاطفا الخ)
۱۵۶ تسلية الآباء بفقد الأبناء المسمى بالتسلى والإطفا لنار لاتطفى (م)
۱۵۷ تشنيف الأسماع بمسائل الإجماع
۱۵۸ تشنيف السمع (فى) بتعديد السبع
۱۵۹ التصحيح لصلاة التسبيح
۱۶۰ تطريز العزيز

١٦١ التطريف فى التصحيح [التصحيف فى الحديث الشريف]
١٦٢ التضلع بمعنى التقنع
١٦٣ التعريف بآداب التاليف(م)
١٦٤ تعريف الأعجم بحروف المعجم
١٦٥ تعريف (الفئة) بأجوبة الاسئلة المائة
١٦٦ التعقبات على الموضوعات (تعقبات سيوطى على موضوعات ابن الجوزى) (م)
١٦٧ التعفف فى إخوة يوسف
١٦٨ التعلل والإطفاء
١٦٩ تعليق الشص فى حلق اللص
١٧٠ التعليقة الكبرى على الروضة = الأزهارالفضة
١٧١ التعليقة المنيفة على مسند أبى حنيفة
١٧٢ تقرير الاستناد فى تسير (تفسير) الاجتهاد (م)
١٧٣ تلخيص الخادم = (تحصين الخادم)
١٧٤ تلخيص دقائق مختصر الروضة للأصفونى
١٧٥ تلخيص الأربعين لإبن حجر فى المتباين
١٧٦ تلخيص معجم ابن حجر
١٧٧ تمام الإحسان فى خلق الإنسان
١٧٨ تمهيد الفرش فى الخصال الموجبة لظل العرش (م)
١٧٩ تناسق الدرر فى تناسب الآيات والسور (م)

١٨٠ تنبيه الواقف على شرط الواقف
١٨١ تنزيه الاعتقاد عن الحلول والاتحاد
١٨٢ تنزيه الأنبياء عن تسفية الأغبياء (م)
١٨٣ التنفيس فى الاعتذار عن ترك الإفتاء والتدريس
١٨٤ التنقيح فى مشروعية التسبيح (م)
١٨٥ تنوير الحلك فى إمكان رؤية النبى والملك (م)
١٨٦ توجيه العزم إلى اختصاص الاسم بالجروالفعل بالجزم
١٨٧ التوشيح على الجامع الصحيح
١٨٨ توضيح المدرك فى تصحيح المستدرك
١٨٩ التهذيب فى أسماء الذئب
١٩٠ التهذيب فى الزوائد على التقريب

حرف الثاء

١٩١ الثغور الباسمة فى مناقب فاطمة (السيدة)
١٩٢ ثلاث أراجيز فى رموز الجامع الصغير (م)

حرف الجيم

١٩٣ الجامع الصغير فى حديث البشير والنذير (م)
١٩٤ الجامع فى الفرائض
١٩٥ جامع المسانيد (م)
١٩٦ جزء الذيل فى علم الخيل

۱۹۷ جزء فی أدب الفتيا

۱۹۸ جزء فی اسماء المدلسين

۱۹۹ جزء فی جامع ابن طولون

۲۰۰ جزء فی جامع عمرو بن العاص رض

۲۰۱ جزء فی الخانقاه البيرسيه = (حسن النية وبلوغ الامنية)

۲۰۲ جزء فی الخانقاة الشيخونية

۲۰۳ جزء فی الخانقاة الصلاحية

۲۰۴ جزء فی ذم زيارة الأمراء

۲۰۵ جزء فی ذم القضاء

۲۰۶ جزء فی ذم المكس

۲۰۷ جزء فی رد شهادة الرافضة (إلقام الحجر)

۲۰۸ جزء فی رفع اليدين فی الدعاء

۲۰۹ جزء فی الزاوية الخشائية

۲۱۰ جزء فی السبحة

۲۱۱ جزء فی السلام من سيد الأنام أفضل الصلاة والسلام

۲۱۲ جزء فی شعب الإيمان

۲۱۳ جزء فی صلاة الضحى

۲۱۴ جزء فی الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم

۲۱۵ جزء فی الغنج

۲۱۶ جزء فی فضل التاريخ وشرفه والحاجة اليه

۲۱۷ جزء فی فضل الشتاء

۲۱۸ جزء فی المدرسة الصلاحية
۲۱۹ جزء فی المسلسل بالشعراء والكتاب
۲۲۰ جزء فی موت الأولاد
۲۲۱ جزء فيمن غير النبی صلی الله عليه وسلم أسماء هم
۲۲۲ جزء فيمن وافقت كنيته كنية زوجه من الصحابة
۲۲۳ جزء فيه طرق طلب العلم فريضة علی كل مسلم (م)
۲۲۴ جزء فيه المسلسل بالنحاة وغيرها
۲۲۵ جزيل المواهب فی اختلاف المذاهب
۲۲۶ الحمانة فی اللغة
۲۲۷ جمع الجوامع فی الحديث
۲۲۸ جمع الجوامع فی العربية (م)
۲۲۹ الجمع والتفريق بين الأنواع البديعية (م)
۲۳۰ جناس الجناس
۲۳۱ جهد القرية فی تجريد النصيحة (م)
۲۳۲ الجهر بمنع البروز علی شاطئ نهر
۲۳۳ الجواب الأرشد فی تنكير أحد و تعريف الصمد
۲۳۴ الجواب الحاتم عن سوال الخاتم
۲۳۵ الجواب الحزم عن حديث التكبير جزم
۲۳۶ الجواب الزكی عن قمامه غبن الكركی
۲۳۷ الجواب المصيب عن اعتراضات الخطيب (م) م
۲۳۸ جياد المسلسلات

حرف الحاء

۲۵۸ الحصر والإشاعة لأشراط الساعة
۲۵۹ حصول الفوائد بأصول العوائد
۲۶۰ حصول النوال فی أحاديث السوال
۲۶۱ الحظ الوافر من المغنم فی استدراك الكافر إذا أسلم
۲۶۲ حقيقة السنة والبدعة أو الأمر بالاتباع والنهی عن الابتداع
۲۶۳ الحكم المشتهرة من عدد الحديث من الواحد إلی العشرة
۲۶۴ الحكم الواردة علی الأعداد الزائدة
۲۶۵ حلية الأولياء = (طبقات الأولياء)
۲۶۶ الحواشی الصغری علی الروضة [قطف الأزهار]
۲۶۷ الحواشی الكبری علی الروضة [لأزهارالفضة]

حرف الخاء

۲۶۸ الخصائص الصغری [أنموذج اللبيب]
۲۶۹ الخصائص الكبری [كفاية الطالب اللبيب فی خصائص الحبيب فی المعجزات والخصائض النبوية]
۲۷۰ خصائص يوم الجمعة (م)
۲۷۱ الخصيص فی شرح شواهد التلخيص
۲۷۲ خلاصة طبقات النحاة
۲۷۳ خمائل الزهر فی فضائل السور

حرف الدال

۲۹۴ دقائق الوافی
۲۹۵ دقائق الوفية بأخبار الألفية
۲۹٦ دوران الفلكى على ابن الكركى

حرف الذال

۲۹۷ ذكر التشنيع فى مسألة التسميع (م)
۲۹۸ ذيل طبقات الحفاظ (م)
۲۹۹ ذيل الجامع الصغير
۳۰۰ ذيل اللآلى المصنوعة فى الأحاديث الموضوعة (م)
۳۰۱ الذيل الممهد على القول المسدد

حرف الراء

۳۰۲ الرتب المنيفة فى فضل السلطنية الشريفة
۳۰۳ الرحلة المكية والمدنية = النحلة الزكية فى الرحلة المكية
۳۰٤ الرحمة فى الطب والحكمة (م)
۳۰۵ رد على البهاء بن النحاس
۳۰٦ رد على الشريف الجرجانى
۳۰۷ رسالة فى الأحاديث المسلسلات
۳۰۸ رسالة فى أصول الكلمات (م)
۳۰۹ رسالة فى تفسير ألفاظ المتناولة

۳۱۰ رسالة فی رسم الخط (م)
۳۱۱ رسالة فی ضربی زیداً قائماً
۳۱۲ رسالة فی معرفة الحلی والکنی والأسماء والألقاب (م)
۳۱۳ رسالة فی معنی الحدیث الذی اشتهر علی الألسنة (م)
۳۱٤ رفع الآسی عن النساء
۳۱۵ رفع الحواجب عن الکواکب
۳۱٦ رفع الخصاصة فی شرح الخلاصة
۳۱۷ رفع الشرو دفع اهر الصادرین من عبد البر

حرف الزاء

۳۱۸ الزبدة (الفیة فی النحو) (م)
۳۱۹ زبدة اللبن
۳۲۰ الزبرجد = مختصر حسن المحاضرة
۳۲۱ الزنجیل القاطع فی وطی ذات البرائع
۳۲۱ الزند فی السلم فی قدح الزند
۳۲۲ زهر الخمائل فی الحمائل (زهرالجمائل علی الشمائل)
۳۲۳ زوائد سنن سعید بن منصور = (لطائف المنن)
۳۲٤ زوائد اللسان علی المیزان
۳۲۵ لزیادات علی کتاب المحاضرات

حرف السين

حرف الشين

٣٤٤ شرح البخارى = (التوشيح على الجامع الصحيح)(م)
٣٤٥ شرح البديعية (الجمع والتفريق بين الأنواع البديعية)
٣٤٦ شرح البرده
٣٤٧ شرح البهجة
٣٤٨ شرح التحفة الوردية
٣٤٩ شرح التدريب للبلقينى
٣٥٠ شرح تذكرة النفس
٣٥١ شرح التسهيل
٣٥٢ شرح تصريف العزى
٣٥٣ شرح التنبيه
٣٥٤ شرح تنقيح اللباب لولى الدين بن العراق
٣٥٥ شرح جمع الجوامع [همع الهوامع] (م)
٣٥٦ شرح حديث أم زرع (م)
٣٥٧ شرح الخلاصة (رفع الخصاصة)
٣٥٨ شرح الرحبية فى الفرائض
٣٥٩ شرح الروض لابن المقرى
٣٦٠ شرح سنن ابن ماجة (م)
٣٦١ شرح الشاطبية
٣٦٢ شرح شواهد التلخيص (التخصيص والخصيص)
٣٦٣ شرح ضرورى التعريف لابن مالك
٣٦٤ شرح عمدة الأحكام

٣٦٥ شرح القصيدة الكافية فى التصريف (م)
٣٦٦ شرح الكوكب الوقاد فى أصول الاعتقاد (م)
٣٦٧ شرح لمعة الأشراف فى الاشتقاق للسبكى
٣٦٨ شرح مسند الشافعى
٣٦٩ شرح الملحة
٣٧٠ شرح نظم الاقتراح للعراقى
٣٧١ شرح النقاية (تمام الدراية) (م)
٣٧٢ شرح الوسيط للغزالى
٣٧٣ شقائق الأترنج فى دقائق الغنج
٣٧٤ شوادر الفرائد فى الضوابط والقواعد

حرف الصاد

٣٧٥ الصارم الهندى فى عنق ابن الكركى

حرف الضاد

٣٧٦ ضوالثريا فى مختصر طلوع الثريا
٣٧٧ ضوالصباح فى فوائد النكاح

حرف الطاء

٣٧٨ طبقات التابعين
٣٧٩ طبقات الفرضيين
٣٨٠ طبقات الفقهاء الشافعية

حرف الظاء

حرف العين

حرف الغين

٣٩٦ الغنية = (مختصر الروضة مع زوائد كثيرة)
٣٩٧ الغيث المغرق فى تحريم المنطق
٣٩٨ الغيبة (م)

حرف الفاء

٣٩٩ الفاشوش فى أحكام قراقوش
٤٠٠ فاكهة الصيف وأنيس الضيف (م)
٤٠١ فائدة سورة الأنعام
٤٠٢ الفتاح الأكباد فى فقد الأولاد
٤٠٣ الفتح الكبير فى ضم الزيادة إلى الجامع الصغير (م)
٤٠٤ الفتح المسكى فى تراجم البيت السبكى
٤٠٥ فصل الكلام فى ذم الكلام
٤٠٦ فض الوعاء فى رفع الأيدى فى الدعاء (جزء فى رفع اليدين فى الدعاء) (م)
٤٠٧ فلق الصباح = تخريج أحاديث صحاح الجوهرى)
٤٠٨ فن الأفراد والغرائب (ضمن الأشباه والنظائر)
٤٠٩ فن الألغاز والأحاجى (ضمن الأشباه والنظائر النحوية).
٤١٠ فن التدريب فى الجمع والتفريق
٤١١ فن فى بناء المسائل بعضها على بعض (المصاعد العلية فى القواعد النحوية)

٤١٢ فن المناظرات والمجالسات والمذاكرات والمراجعات والمحاورات والفتاوى والواقعات والمكاتبات (ضمن الإشباه) (م)
٤١٣ الفوائد المغترفة من بيت طرفة
٤١٤ فهرست مؤلفات السيوطى
٤١٥ فهرست المرويات
٤١٦ الفيض الجارى فى طرق الحديث العشارى

حرف القاف

٤١٧ قدح الزند فى السلم فى القند (فى الفقه)
٤١٨ قطر الدرر على نظم الد (شرح الفية الحديث)
٤١٩ قطف الأزهار المتناثرة فى الأخبار المتواترة (م)
٤٢٠ قطف الزهر فى رحلة شهر
٤٢١ قطف الوريد من أمالى ابن دريد
٤٢٢ قوت المغتذى على جامع الترمذى (م)
٤٢٣ القول الأشبه فى حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه (م)
٤٢٤ القول الفصيح فى تعيين الذبيح
٤٢٥ القول المشيد فى وقف المؤيد

حرف الكاف

٤٢٦ الكافى فى زوائد المهذب على الوافى
٤٢٧ كبت الأقران فى كتب القرآن
٤٢٨ كتاب البرزخ = [شرح الصدور بشرح الموتى والقبور]
٤٢٩ كتاب الصلصلة عن وصف الزلزلة (م)
٤٣٠ كراسة فى مسئلة [ضربى زيداً قائماً]
٤٣١ كشف التلبيس عن قلب أهل التدليس
٤٣٢ كشف الريب عن الجيب
٤٣٣ كشف اللبس عن قضاء الصبح بعد طلوع الشمس
٤٣٤ كشف المغطى فى شرح الموطا
٤٣٥ كفاية الطالب اللبيب فى خصائص الحبيب (الخصائص الكبرى) (م)
٤٣٦ الكلام على اول سورة الفتح
٤٣٧ الكلام فى قوله تعالى (ولويؤاخذ الله الناس بما كسبوا)
٤٣٨ الكلام عن حديث [احفظ الله يحفظك]
٤٣٩ الكنز المدفون والفلك المشحون (م)
٤٤٠ كنز الهميان فى وفيات الأعيان

حرف اللام

٤٤١ لباب النقول فى أسباب النزول (م)

٤٤٢ اللفظ المكرم بخصائص النبى المحترم
٤٤٣ اللمع و البرق فى الجمع والفرق (م)

حرف الميم

٤٤٤ متشابه القرآن (م)
٤٤٥ المتوكلى فيما ورد فى القرآن باللغة الحبشية والفارسية والتركية والهندية والزنجية والنبطية والسريانية العبرانية والرومية والبربرية (م)
٤٤٦ مجاز الفرسان إلى مجاز القرآن
٤٤٧ المحرر فى قوله [ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تأخر]
٤٤٨ مختصر الأحكام السلطانية للماوردى
٤٤٩ مختصر أذكار النووية [أذكار الأذكار]
٤٥٠ مختصر الألفية : الوفية
٤٥١ مختصر تهذيب الأسماء واللغات = [التذهيب]
٤٥٢ مختتصر التهذيب للبغوى
٤٥٣ مختصر حسن المحاضرة
٤٥٤ مختصر الغريبين للهروى
٤٥٥ مختصر المطلب
٤٥٦ مختصر معجم البلدان = [المشرق والمغرب فى بلدان المشرق والمغرب]
٤٥٧ مختصر الملحة

٤٥٨ مختصر النهاية [تقريب الغريب والدر النثير]
٤٥٩ مرقاة الصعود إلى سنن أبى داؤد (م)
٤٦٠ المسلسل بالأولية
٤٦١ مسند أبى بكر الصديق رضى الله تعالى عنه(م)
٤٦٢ مسند ام المومنين عائشة رضى الله تعالى عنها (م)
٤٦٣ مسند على ابن ابى طالب رضى الله تعالى عنه (م)
٤٦٤ مسند عمر بن عبد العزيز بن مروان (م)
٤٦٥ مسند فاطمة الزهراء رضى الله تعالى عنها (م)
٤٦٦ المشنف على ابن المصنف
٤٦٧ مشتهى العقول فى منتهى النقول (م)
٤٦٨ مشيخة شمس الدين البانى
٤٦٩ مشيخة المتوكل على الله
٤٧٠ المعتلى فى تعدد صور الولى
٤٧١ المعجزات والخصائص النبوية
٤٧٢ معجم الشيوخ ، المعجم الكبير، والأوسط ، والصغير
٤٧٣ المعونة فى شرح اللؤلؤة المكنونة
٤٧٤ مفتاح التلخيص = نكت على تلخيص المفتاح
٤٧٥ المقامات المجموعة [وهى سبع مقامات] (م)
٤٧٦ الملتقط من الخطط اللمقريزى
٤٧٧ المناظرات والمجالسات
٤٧٨ المنى فى الكنى

٤٧٩ المنتقى = معجم شيوخ الصغير
٤٨٠ المنتقى من أحاسن المنن فى الخلق الحسن
٤٨١ المنتقى من أسنى المطالب لابن الجزرى
٤٨٢ المنتقى من تاريخ إبن عساكر
٤٨٣ المنتقى من تاريخ الخطيب
٤٨٤ المنتقى من تفسير إبن أبى حاتم
٤٨٥ المنتقى من تفسير عبدالرزاق
٤٨٦ المنتقى من تفسير الفريابى
٤٨٧ المنتقى من سنن البيهقى
٤٨٨ المنتقى من سنن سعيد بن منصور
٤٨٩ المنتقى من سيرة إبن سيد الناس
٤٩٠ المنتقى من شعب الإيمان للبيهقى
٤٩١ المنتقى من فضائل القرآن لأبى عبيد
٤٩٢ المنتقى من مسند إبن أبى شيبة
٤٩٣ المنتقى من مسند أبى يعلى
٤٩٤ المنتقى من مسند المسدد
٤٩٥ المنتقى من مشيخه ابن البخارى
٤٩٦ المنتقى من مصنف عبدالرزاق
٤٩٧ المنتقى من معجم ابن قانع
٤٩٨ المنتقى من معجم الدمياطى
٤٩٩ المنتقى من معجم الطبرانى

٥٠٠ المنتقى من الوعد والإيجاز
٥٠١ المولدات فى الفقه

حرف النون

٥٠١ النحلة الزكية فى الرحلة المكية
٥٠٢ نزول عيسى بن مريم آخرالزمان (م)
٥٠٣ نشر الزهور على شرح الشذور
٥٠٤ نصرة الصديق على الجاهل الزنديق
٥٠٥ نظام البلور فى أسماء الشعور
٥٠٦ نظم رسالة ربع المقنطرات لعزالدين الوفائى الميقاتى
٥٠٧ النهر لمن برز على شاطئ النهر
٥٠٨ نوراللمعة فى خصائص يوم الجمعة (م)
٥٠٩ نيل العسجد لسوال المسجد

حرف الهاء

٥١٠ الهند كى فى عنق إبن الكركى

حرف الواو

٥١١ الورقات فى الفقه
٥١٢ وصف الذال فى وصف الهلال
٥١٣ وظائف اليوم والليلة
٥١٤ وقع الأسل فيمن جهل ضرب المثل

حـرف الهمـــزة :

- أبواب السعادة فى أبواب الشهادة (16) .
- اتحاف الفرقة برفو الخرفة (17) .
- اتحاف النبلاء باخبار الثقلاء (18) .
- الاتقان فى علوم القرآن (19) .

---

15) انظر حسن المحاضرة 340/1 .
16) توجد نسخة منه فى دار الكتب الظاهرية بدمشق تحت رقم (6619 عام) وفى دار الكتب بالقاهرة نسخة تحت رقم 21839 ب
17) أورده فى مؤلفه الحاوي بتمامه .
18) ذكره بروكلمان فى الذيل 192/2 — توجد منه نسخة خطية بخط مشرقى فى المكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4767 .
19) كتاب مطبوع متداول مشهور . كتب عليه الاستاذ أحمد بن الحاج حماه الله الغلاوي المتوفى سنة 1193 كتابا سماه " فوائد الاتقان " اطلعت عليه فى المتحف الوطنى بنواكشوط بموريطانيا وتم اتفاقى بها . كما ان للاستاذ عبد الله السالم بن احميد الحسنى كتابا سماه : " نظم فى شىء من علوم القرآن " نظمه من الاتقان وهو مخطوط بالمتحف الوطنى الموريطانى . ومعلـوم ان مخطوطات المتحف لم يكن لها رقم وتم اطلاعى عليها .

- اتمام النعمة فى اختصاص الاسلام بهذه النعمة (20) .
- الاجر الجزل فى الغزل (21) .
- الاجوبة الذكية فى الالغاز السبكية (22) .
- أسماء المدلسين من رجال الحديث (23) .
- الاساس فى مناقب بنى العباس (24) .
- اتمام الدراية لقراء النقاية (25)
- الاحتفال بالاطفال (26)
- الارج فى الفــرج (27)
- اسبال الكساء على النساء (28)
- الاسئلة الوزيرية (ذكره صاحب كشف الظنون فى الجزء الاول صـ 92)

20) كشف الظنــــون 8/1 .
21) كشف الظنــــون 10/1 .
22) وهى مشتملة على حل ما الغزه السبكى فى سؤاله عن الصدفى باربعـــة وعشرين بتا .
23) توجد نسخة منه بمصر بمعهد المخطوطات بالقاهرة تحت رقم (الازهر 603) وهو فى مصطلح الحديث .
24) ذكره بروكلمان فى الجزء الثانى صفحة 147 وكذا فى الملحق 183/2 . توجد منه فى 11 ورقة نسخها محمد ابو السعود بن محمد الخفاجى بمعهد المخطوطات العربية نقلا عن الازهر تحت رقم (4022 تاريخ) .
25) موجود منه نسخة فى خزانة القرويين تحت رقم ق 1142 .
26) توجد منه نسخة بدار الكتب المصرية ضمن مجموعة من ورقة 3 الى 5 تحت رقم 23273 .
27) انظر دار الكتب بالقاهرة رقم 3490 ب ضمن مجموعة من ورقة 34 الى 51).
28) توجد نسخة منه فى دار الكتب بالقاهرة تحت رقم (20108 ب)

ــ أسمــاء المهاجرين (29)

ــ أربعون حديثا فى قواعد من الاحكام الشرعيــة وفضائــــل الاعمال والزهد وغير ذلك (30)

ــ الاقتراح فى أصول النحو (31)

ــ اسعاف المبطا برجال الموطا (طبع تنوير الحوالك) .

ــ اسعاف الطلاب بترتيب الشهاب (32)

ــ الاسعاف المبطا برجال الموطا (33)

ــ الاشباه والنظائر (34)

ــ أعذب المناهل عن حديث من قال انا عالم وهو جاهل (35)

ــ اعراب الحديث ــ وهو المسمى بعقود الزبرجد على مسنـــد الامام أحمـــد (36)

29) رسالة فى اسماء الذين هجروا بعضهم بعضا من المشاهير . اولها : سعد بن ابى وقاص ، كان مهاجرا لعمار بن ياسر حتى مات ... توجد نسخة منها بدار الكتب المصرية تحت رقم 4364 ج .
30) نسخة بدار الكتب القاهرة تحت رقم (23037) .
31) ذكره بروكلمان ف 2 194 توجد منه نسخة خطية فى المكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 6770 .
32) رتب فيه كتاب « شهاب الاخبار فى الحكم والامثال والآداب » من الاحاديث النبوية للقاضى ابى عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن على بن حكمون الشافعى المتوفى سنة 454 هجرية .
33) ذكره حاجى خليفة . كشف الظنون الجزء الاول العمود 85 .
34) كتاب فى الفقه — دار الكتب تحت رقم 26289 ب ، وفى مكتبة المتحف العراقى ببغداد تحت رقم 1839 .
35) يوجد فى دار الكتب بالقاهرة نسخة تحت رقم 21839 ب وهو ضمن مجموعة من ورقة 7 الى 10 .
36) مخطوط فى ثلاثة اجزاء فى ثلاثة مجلدات موجود بدار الكتب بالقاهرة تحت رقم 92 .

— الافصاح فى علم النكاح (36 م)
— الالماع فى الاتباع (37)
— انجاز الوعد المنتقى من طبقات ابن سعد (38)
— أنموذج اللبيب فى خصائص الحبيب (39)

حرف الباء :

— البدور السافرة فى أحوال الآخرة (40)
— البرق الوامض فى شرح يائية ابن الفارض (41
— بزوغ الهلال فى الخصال الموجبة للضلال (42)

36 م) انظر الحاشية رقم 398 .

37) ذكره السيوطي في المزهر ج 1 . 414 .

38) انظر كشف الظنون 1099/2 .

39) ذكره بروكلمان في الذيل 181/2 وحاجي خليفة في كشف الظنون 788/1 . توجد نسخة منه بخط مشرقي في الخزانة الاحمدية بتونس تحت رقم 1594. كما توجد منه نسختان في دار الكتب بمصر الاولى برقم 23200 ب والثانية برقم 21565 ب . وهذا مختصر لكتاب آخر سياتي اسمه « الخصائص النبوية » ، كما توجد نسخة منه بالمتحف العراقي كتبت بخط نسخي جيد سنة 924 وقوبلت على نسخة كتبت من خط المصنف وقرئت عليه . تحمل هذه النسخة بالمتحف الرقم 3467 .

40) توجد نسخة منه في دار الكتب بمصر تحت رقم 191 23 ب وقد كتبت في 3 محرم سنة 972 هجرية ولا يستبعد ان تكون قوبلت على نسخة المؤلف نفسه لكنها رديئة .

41) توجد نسخة منه في الخزانة الاحمدية بتونس ضمن مجموع بين ورقة 35 الى 61 . تكلم منه بروكلمان في ملحقه ج 464/1 . كماتوجد بعض أوراقه الاولى في الخزانة العلية بالرباط تحت رقم (د 1593) .

42) توجد نسخة منه بخزانة القرويين بفاس تحت رقم (ق 1511)

— بشرى الكئيب بلقاء الحبيب (43)
— بغيــة الوعــاة (44)
— بلبل الروضة في وصف نيل مصر (45)
— بلوغ المرام في أخبار المغرب (46)
— البهجة السنيــة (47)
— البهجة المرضية في شرح الالفية (48)

حــــروف التـــــاء :

— تأخير الظلمة الى يوم القيامة (49)
— تاريــخ الخلفاء (50)

43) اورده سركيس فى معجمه . توجد نسخة منه مخطوطة فى الرباط (د 1100) وفى القرويين بفاس تحت رقم (ق 1011 مجموع) . وفى دار الكتب بمصر تحت رقم 3334 ح واخرى 21615 ب .
44) مطبوع متداول مشهور .
45) ذكره بروكلمان فى الذيل 196/2 وحاجى خليفة 251/1 وهى مقامة انشاها فى وصف روضة مصر . توجد نسخة منه خطية فى المكتبة الاحمدية بتونس ضمن مجموع كتبت بخط مشرقى رقم المجموع 6182 توجد هذه المقامة فيه بين الورقة 28 الى 32 .
46) توجد نسخة خطية منه فى خزانة القرويين بفاس تحت رقم (1011 ق) .
47) مؤلف فى اسماء خير الخليقة ، سيكتب عليه مطولا فيما بعد ليسميه « الرياض الانيقة فى شرح اسماء خير الخليقة » سنذكره فى الراء .
48) هذا كتاب مطبوع الآن توجد منه نسختان مخطوطتان فى المتحف العراقى الاولى تحت رقم 305 والثانية تحت رقم 3285 . الف ابراهيم البغدادي بن مصطفى الموصلى حاشية على البهجة المرضية ، توجد نسخة من هذه الحاشية فى دار الكتب بمصر تحت رقم (483 هـ) وتسمى كذلك «النهجة المرضية » . كما ترك لنا محمد بن ابراهيم بن حسين الاحسائى الشهير بالحكيم المتوفى سنة 1083 هـ (1672 م) حاشية على البهجة ، توجد نسخة من هذه الحاشية فى مكتبة المتحف العراقى تحت رقم 2784 .
49) مخطوط من اربع أوراق موجود بدار الكتب بمصر ضمن مجموعة رقمها 22729 ب .
50) توجد منه بخزانة الرباط ثلاث نسخ 592 د و 1082 د و 901 د .

- التثبيت عند التبييت (51)
- تحرير شرح الاعمى والبصير (52)
- تحفة الكرام فى خبر الاهرام (53)
- تحفة المجتهدين فى أسماء المجدين (54)
- ا تعظيم والمنة فى أن أبوي النبى صلى الله عليه وسلم فى جنـــــة (55)
- تعليــق على سنن النسائـــى (56)

126) توجد هذه الرسالة في مجموعة من ورقة 47 ا الى 59 ب ، مسطرتها 23 مقياسها 140 × 190 وقد كتبت بخط مشرقي جميل . اوردها الاستاذ الفرت في مكتبة برلين ، الجزء الثاني ص 515 تحت رقم 2258 .

127) رسالة في مصطلح الحديث، انظر كشف الظنون ، الجزء الاول، العمود 920

128) اول هذه الرسالة : « الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن ان ربنا لغفور شكور ... » توجد نسخة منها مخطوطة بدار الكتب المصرية كتبها سنة 982 هجرية الناسخ محمد بن اركماس الحنفي في 26 ورقة ، مسطرتها مختلفة وهي بالدار المذكورة تحت رقم 316 23 ب وسياتي ملخص له في حرف النون في الحاشية رقم 390 .

129) رسالة في فن الحديث ، ذكرها حاجي خليفة في الكشف، الجزء الثاني ، العمود 948 .

130) ذكر هذه الرسالة في فهرسة مؤلفاته ؛ نبها فوائد لغوية وحديثية .

131) رسالة في التاريخ ذكرها في فهرسته .

132) ذكرها حاجي خليفة في الجزء الثاني من كشف الظنون ، العمود 954 .

133) أورد السيوطي هذه الرسالة برمتها في الحاوي .

- الزهد الباسم فيما يزوج به الحاكم (134)
- الازهار المتناثرة (135)
- زهر الربى على المجتبى (136)
- زوائد الرجال على تهذيب الكمال (137)
- زوائد شعب الايمان (138)
- زوائد نواد الاصول (139)
- زيادة الجامع الصغير (140)

حـــرف الســـين :

- سبل الهدى (141)
- سدرة العرف في اثبات المعنى للحرف (142)

134) سبب تاليفه لهذه الرسالة كما ذكر وقرنه على ابيات سراج الدين البلقيني الذي جمع فيها السور التي يزوج فيها الحاكم ، وهي 20 صورة ؛ نظامهما 978.
في خمسة ابيات وشرحها . توجد مخطوطة بالمكتبة العباسية في البصرة تحت رقم 143 ب .

135) ذكر حاجي خليفة هذه الرسالة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 978.

136) المصدر نفسه ، صفحة 1301 .

137) حاجي خليفة ، كشف ح 956/2 .

138) المصدر السابق .

139) المصدر السابق .

140) ذيل فيه كتابه « الجامع الصغير في حديث البشير النذير » وضم هذا الذيل حوالى 4543 حديثا ، التزم فيه المنهج الذي اتبعه في ترتيب الجامع الصغير توجد نسخة من هذا الكتاب بمعهد المخطوطات العربية التابع لجامعة الدول العربية تحت رقم 2441 وهي نسخة جيدة يعود تاريخها الى سنة 990 هجرية كتبت بخط معتاد ، وجعلت الرموز فيها بالحمرة ، مسطرتها 21 سطرا . ذكرها حاجي خليفة في الجزء الاول صفحة 376.

141) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون الجزء الثاني ، صفحة 978

142) المصدر السابق العمود 982 .

- السراج المنير بشرح الجامع الصغير (143)
- السلالة في تحقيق المقر والاستحالة (144)
- السلاف في التفضيل بين الصلاة والطواف (145)
- السلسلة الموشحة في العلوم العربية (146)
- سلوة الفؤاد في موت الاولاد (147)
- السماح في أخبار الرماح (148)
- سهام الاصابة (149) في الدعوات المستجابة
- السهم المصيب في نحر الخطيب (150)
- السيف الصقيل في حواشي ابن عقيل (151)
- السيف النظار في الفرق بين الثبوت والانكار (152)

143) يوجد منه جزآن مخطوطان في دار الكتب المصرية بالقاهرة ، الاول والرابع الاول برقسم 25.770 ب ، والرابع بنفس الرقم .
144) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 995 .
145) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني . العمود 995 .
146) المصدر السابق — العمود 996 .
147) المصدر السابق ، العمود 999 .
148) رسالة في فن الحديث . توجد نسخة من هذه الرسالة في معهد المخطوطات التابع للجامعة العربية مصدر عن دار الكتب المصرية تحت رقم 1517 حديث ، نسخها ناسخ من القرن الثالث عشر بقلم معتاد وتقع الرسالة في 16 ورقة مسطرتها 15 سطرا .
149) توجد نسخة منه في مجموعة من ورقة 8 الى 16 بدار الكتب المصرية مكتوبة بقلم معتاد فرغ من كتابتها في 15 شوال 1309 هـ ومسطرتها 17 سطرا ورقمها بالدار 544 20 ب .
150) ذكره في فهرسته .
151) توجد نسخة خطية من هذا الكتاب في المتحف الوطني بمدريد تحت رقم 5282 وهو في 223 لوحة . ذكره حاجي خليفة في موضعين في كشف الظنون . ذكره أولا في الجزء الاول العمود 152 وذكره ثانيا في الجزء الثاني في العمود 1017 .
152) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1019 .

حرف الشين :

— الشافي العي في مسند الشافعي (153)
— شد الاثواب في سد الابواب (154)
— شد الرحال في ضبط الرجال (155)
— شد المطية للفصل بين عنان وعطية (156)
— شرف الاضافة في منصب الخلافة (157)
— شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور (158)
— شرح الدملة والحيملة (159)
— شرح الاستعاذة والبسملة (150)
— شرح الاحاديث الاربعين (161)

153) هناك كتابان وضع لشرح مسند الشافعي (توفى سنة 204) بقترب اسموما كثيرا ، الاول شرح العلامة ابي السعادات المبارك بن محمد المعروف بابن الاثير الجزري (توفى سنة 606) المسمى بـ « شافي العي في شرح مسند الشافعي » والثاني كتاب السيوطي الذي يهمنا . ويسمى « الشافي (بالتعريف) العي على (عوض في شرح) مسند الشافعي »

154) نقله الامام السيوطي برمته في « الحاوي » . فانظره هناك .

155) في فن الحديث ، انظر فهرسته .

156) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون الجزء الثاني العمود 1028 .

157) المصدر اعلاه ، العمود 1042 .

158) انظر كشف الظنون الجزء الثاني العمود 1042 .

159) اول تاليفه سنة 886 .

160) الفه سنة 886 ايضا . انظر كشف الظنون الجزء الثاني العمود 1031 .

161) كشف الظنون الجزء الثاني العمود 1038 .

- شرح عقود الجمان (162)
- شرح الشواهد (163)
- شرح ألفية السيوطي (164)
- شرح الكوكب الساطع (165)
- شرح نظم جمع الجوامع (166) في نظم جمع الجوامع
- شرح الصدور بشرح حال القبور (167)
- شعلة نار (168)
- شفاء العليل في ذم الصاحب والخليل (169)
- الشمعة المضيئة في علم العربية (170)

162) تعليق على لرجوزته التي نظمها في علم المعاني والبيان ، توجد نسخة خطية من هذا التعليق في المكتبة الاحمدية بتونس (خزانة جامع الزيتونة) تحت رقم 4403 نسخها حمدان بن عمارة الغنيمي. ونسخة اخرى منه في نفس المكتبة تحت رقم 6148 ناسخها احمد بن محمد الشرفي .

163) يقصد به شواهد المغني لابن هشام ، ترجم فيه لـ 57 عالم من الشعراء رتبهم على الحروف توجد نسخة منه مخطوطة بمعهد المخطوطات برقم هـ 101 .

164) هذا كتاب الفه الشيخ عبد الرحمن بن عيسى بن مرشد العمري الحنفي المعروف بالمرشدي المتوفي سنة 1037 . الاصل وحده للسيوطي ويسمى « عقود الجمان في المعاني والبديع والبيان » .

165) توجد منه نسختان بالخزانة العامة بالرباط ، الاولى تحت رقم 1414 والثانية تحت رقم د 374 . وقد فرغ المؤلف من تاليفها يوم الخميس 14 ذي القعدة سنة 877 .

166) توجد نسخة خطية منه في الخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 904 .

167) لعله « شرح الصدور بشرح حال القبور » مخطوط الخزانة العامة بالرباط رقم ك 2040 .

168) ذكره حاجي خليفة ، كشف الظنون ، الجزء الثاني ، صفحة 1048 .

169) عنوان المؤلف الاتي : « الشهاب الثاقب » .

170) شرحها الدمياطي في كتابه « المشكاة » .

- الشهاب الثاقب في ذم الخليل والصاحب (171)
- الشماريخ في علم التاريخ (172)
- شواهد الابكار (173)
- الشواهد بشرح الالفية (174)
- شرح الفريدة (175)

حرف الصاد :

- الصواعق على النواعق (176)
- صون المنطق والكلام عن فن المنطق (177)

حرف الضاد :

- ضرب الامثل في جواز أن يضرب في المواعظ والخطب من الكتاب والسنة المثل (178)
- ضوء البدر في احياء ليلة عرفة والعيدين ونصف شعبان وليلة القدر (179)

171) مختصر الكتاب المتقدم « شفاء العليل ».
172) ذكره حاجى خليفة فى الكشف الجزء الثانى العمود 1059 .
173) كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1066 .
174) مخطوط بمكتبة المتحف العراقى تحت رقم 3464 .
175) مخطوط الخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 1735 .
176) ذكره حاجى خليفة فى كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1083 .
177) ذكره العلامة السيوطى فى فهرس مؤلفاته .
178) انظر كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1086 .
179) ذكره الشيخ عبد الرحمن السيوطى فى فهرسته .

— ضوء الشمعة فى عدد الجمعة (180)

— ضوء الصباح فى لغات النكاح (181)

حـــرف الطـــاء :

— الطراز اللازوردي (182)

— الطـب النبـــوي (183)

— الطرثوث فى فوائد البرغوث (184)

— طرح السقط فى نظم اللقــط (185)

— طرز العمامة فى التفرقة بين العقامة والقمامة (186)

— الطليعــة الشمسية فى تبيــين الجنسيــة مــن شـــرط البيبـرسيـــة (187 م)

— طـوق الحمامـــة (187)

— طى اللسان عن ذم الطيلســـان (188)

180) نقلها ف « الحاوي » برمتها .
181) رسالة ف علم اللغة . حاجى خليفة ج 1089/2 .
182) اسمه الكامل هو : الطراز اللازوردي ف حواشى الجاربردي . وهو على . الشافية .
183) مرتب على ثلاثة فنون ـ قواعد الطب ـ الادوية والاغذية ـ علاج الامراض
184) توجد نسخة منه ف الاسكوريال بخط مشرقى جميل .
185) وهو ف خصائص النبى صلى الله عليه وسلم ـ وهو ف فن الحديث .
186) كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1110 .
187 م) رسالة ف فن الفقه ، ذكرها ف فهرست مؤلفاته .
187) رسالة تشتمل على مقدمة ومقصد وخاتمة .
188) انظر كشف الظنون ج 1119/2

الطبقـــات

ـــ المفسرين (189)
ـــ البيانيين (190)
ـــ الحفاظ (ذيل) (191)
ـــ الاصوليس (192)
ـــ الخطاطين (193)
ـــ الشعر (194)
ـــ الكتاب (195)

حـرف الظـاء :

ـ الظفر بقلم الظفر (196)

حـرف العين :

ـ العجالة الزرنبية ف السلالة الزينبية (197)
ـ العجائب ف تفضيل المشارق على المغارب (198)

189) طبع سنة 1839 باشراف المستشرق Henrico Engelino Weljers
190) انظر كشف الظنون ج 1096/2
191) على الاصل الذي يسمى « طبقات الحفاظ » أو « تذكرة الحفاظ » لابى عبد شمس الدين محمد بن احمد الذهبى .
192) كشف الظنون ، الجزء الثانى 1096 .
193) انظر « هدية العارفين » الجزء الثانى ، العمود 540 .
194) جمع فيه الذين يحتج بكلامهم من شعراء العرب .
195) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1106 .
196) هدية العارفين العمود 540 .
197) اوردها بكاملها فى حاويه .
198) انظر كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1127 .

- العذب المسلسل فى تصحيح الخلاف المرسل (199)
- العرف الوردي فى أخبار المهدي (200)
- عقود الجمان فى المعاني والبيان (201)
- عقود الزبرجد على مسند الامام أحمد (202)
- عين الاصابة فيما استدركته عائشة على الصحابة (203)
- الغاية فى مختصر الكفاية (204)

حرف الغين :

- غاية الاحسان فى خلق الانسان (205)
- غرس الانشاب فى الرمى بالنشاب (206)

51) هذه ارجوزة في سؤال القبر من 150 بيتا توجد منها في الخزانة العامة بالرباط ثلاث نسخ 1227 د 63 د و 176 د . وتوجد نسخة منها بدار الكتب بالقاهرة ضمن مجموعة من الورقة 19 رقم المجموعة (3490 ح) .

الف أبو المحاسن يوسف بن محمد (بن علي) بن يوسف الفاسي الفهري المتوفى 1013 هجرية (1604 م) شرحا على هذه المنظومة ، تحدث عنها بروكلمان في ملحقه ج 2 ص 187 . توجد ترجمة شارح التثبيت في سلسلة الانفاس ج 2 ص 306 ـ 313 وتوجد نسختان من هذا الشرح في الخزانة العامة بالرباط الاولى تحت رقم (1061 د) والثانية (466 د)

52) هذا كتاب الفه جلال الدين السيوطي للرد على الشيخ محمد بن محمد بن جابر الاعمى النحوي المتوفي سنة 780 هجرية (1378 ميلادية) . ولقد الف شمس الدين البصير هذا شرحا على الفية ابن مالك ، كما الف شرحا على الفية ابن معطي في ثمانية اجزاء . وله ايضا « نظم فصيح ثعلب » و« نظم كفاية المتحفظ » و « بديعية العميان » الفها على طريقة الصفي الحلي ، سماها ايضا « الحلة السيرا في مدح خير الورى » .

وشرح الفية هذا الذي يهمنا « مفيد نافع للمبتدىء لاعتنائه باعراب الابيات وتفكيكها وحل عباراتها » ورغم ذلك يرى السيوطي انه وقع فيه وهم لـهذا « تتبعتها في تاليفي المسمى بتحرير شرح الاعمى والبصير » (أنظر كشف الظنون الجزء الاول ، العمود 152) .

53) توجد نسخة منه في مكتبة جامعة بايل في نيوها فن تحت رقم 359 .

54) توجد نسخة من هذا الكتاب في دار الكتب بالقاهرة تحت رقم 8260 ح .

55) انظر كشف الظنون الجزء الاول ، العمود 423 .

56) انتهى السيوطي من تاليف هذا الكتاب سنة 904 ، ولهذا نعتقد انه من الكتب التي الفها في آخر حياته .

- تفسير الجلالين (57)
- تشييد الاركان في ليس في الامكان أبدع مما كان (58)
- تنبيه الغبي بتبرئة بن العربي (59)
- التنبئة بمن يبعثه الله على رأس كل مائة (60)
- تنوير الحوالك (شرح على موطأ مالك) (61)
- التوشيح (62)

حـــرف الثـــاء :

- الثبوت بضبط الفاظ القنوت (63)
- ثلج الفؤاد في أحاديث لبس السواد (64)

57) هذا كتاب معروف متد ـ ل وتسمة تاليفه مشهورة ، وهو مطبوع .
58) توجد نسخة خطية منه ـ ى الخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 911 ، مكتوبة بخط مشرقي جميل ، زما حاجي خليفة ق الجزء أ العمود 286 . كما توجد نسخة منه في مكتبة برانستون تحت رقم 2034 .
59) يوجد مخطوطا في المكتبة العامة للوثائق بالرباط في مجموع من اللوحة 143 أ الى 153 ب تحت رقم 3697 .
60) توجد نسخة منه مخطوطة بخط نسخي كتبت سنة 900 هـ اي قبيل وفاة المؤلف ب 11 سنة كتبها يوسف بن عبد العزيز بن محمد الجبائي الانساري وهي في 17 ورقة من صفحة 346 الى صفحة 379 . انظر الرقم ك 486 .
61) طبع سنة 1343 هجرية بمصر في ثلاثة اجزاء .
62) وهي حاشية على شرح الالفية الذي انجزه العلامة جمال الدين عبد الله بن يوسف المعروف بابن هشام النحوي المتوفى سنة 762 هجرية المسمى بـ « أوضح المسالك الى النية ابن مالك » ، والمعروف عند الجميع بـ « التوضيح » .
63) توجد نسخة من هذا الكتاب في دار الكتب المصرية بخط ابي الفضل البدراوي الشافعي ، فرغ من كتابتها يوم الاحد 20 جمادى الآخرة سنة 1087 هجرية تحت رقم 23038 .
64) انظر كشف الظنون الجزء الاول ، العمود 523 .

حـــرف الجيـــم :

- الجامع الكبير (65)
- جمع الجوامع (66)

حـــرف الحـــاء :

- حاشية على تفسير البيضاوي (68)
- حاشية على تفسير « وأنزلنا عليك الكتاب » (69)
- حاشية على شرح الفية ابن مالك (70)
- الحاوي للفتاوي (80)
- حسن المحاضرة (81)
- حصول الرفق بأصول الرزق (82)

65) كتاب مشـ ـور ، ارقام النسـخ المخطوطة فى الخزانة العامة بالرباط ، ك 1964 ك 1935 ، ك 1958 .
66) كتاب مشهور ، نسخـــه المخطوطة كثيرة ومنها ك 1980 بالمكتبة العامة بالرباط
67) معروفة متداولة ـــ انظر النسخة المخطوطة منه فى الخزانة العامة بالرباط رقم ك 2030
69) توجد نسخة مخطوطة من هذه الرسالة فى الخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 2234 .
70) نسخة خطية من حاشية محمد بن ابراهيم بن حسين الاحسائى الشهير بالحيكم المتوفى سنة 1083 هـ ـــ 1672 على شرح الفية السيوطى رقمها فى الخزانة العامـــة 2784 .
81) كتاب معروف ، الدهم هنا هو « اختصار الحاوي » الذي توجد منه نسـخة فى الخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 1601 مكتوبة بخط مغربى جميل الا اننى لم أعثر على المؤلف .
82) توجد نسختان خطيتان من هذا المؤلف بدار الكتب المصرية تحت الرقمـين 20146 ب و 27867 ب

— حل عقود الجمان فى المعانى والبيان (83)

حـــــــرف الخـــــاء :

— خادم النعـــل الشـريف (84)
— الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد والنجباء (85)
— الخصائص النبوية (86)

حـــــرف الـــــــدال :

— الـــدرج المنيفة فى الآباء الشـريفة (87)
— الدر المنثور فى التفسير بالمأثور (88)
— الدرر المنتثرة فى الاحاديث المشتهرة (89)
— الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج (90)
— ديوان السـيوطى (كشف الظنون 1 ، 793)

83) وهو شرح للقصيدة التى نظمها السيوطى فى تلخيص المفتاح وسماها « الجمان »
84) ذكره حاجى خليفة فى كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 298 .
85) انظر كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 700 .
86) ذكره بروكلمان فى الجزء الثانى صفحة 146 وفى ملحقه القسم الثانى صفحة 181 . توجد نسخة منه بمكتبة الاوقاف بطرابلس الغرب ، بليبيا تحت رقم 23.
87) توجد نسخة من هذه الرسالة فى دار الكتب المصرية تحت رقم 23240 ب .
88) فى دار الكتب من هذا الكتاب المجلد الاول تحت رقم 245 21 ب ونسخة اخرى لنفس المجلد تحت رقم 569 23 ب .
89) انظر ذيل بروكلمان ج 2 ، صفحة 185 ، وكذا سركيس ص 1079 .
90) مخطوط بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 2776 .

- .يوان الخطب (91)
- .يوان الحيوان (92)
- لدر المنظم فى الاسم الاعظم (93)

حـــرف الـــذال :

- الذراري فى أنباء السراري (94)
- ذم زيارة الامـراء (95)
- ذم زيـارة القضـاء (96)

91) ذكره ى الفهرست ـ انظر كشف الظنون الجزء الاول ، العمود 788 .

92) هذا مختصر لحياة الحيوان لكمال الدين الدميري المتوفى سنة 808 .
يقول السيوطي في اوله : « هذا تاليف لطيف اختصرت فيه كتاب حياة الحيوان حذفت من حشوه كثيرا وعوضت منه امرين احدهما زيادة فائدة في الحيوان الذي ذكره ، لغوية او اثرية او ادبية والثاني ذكر ما فاته من الحيوان ملتقطا لذلك من كتب اللغة الحاضرة عندي كالغريب المصنف لابي عبيد والجمهرة لابن دريد وديوان الادب للفارابي والصحاح للجوهري والجمل لابن فارس ، ومختصر العين للزبيدي والقاموس للفيروزابادي وكتاب الطير للنضر بن شميل وكتاب الطير لابي حاتم وغير ذلك وسميته « ديوان الحيوان » وبدأت بالقسم الذي ذكره الدميري ممزوجا بزيادتي مميزة في اولها بـ « قلت » وفي آخرها بـ « وذيلت بالقسم الثاني وهو الحيوانات التي زدتها مسرودة على حدتها ، مرتبة على حروف المعجم مفردة بخط واسم لتكون كتابا على حدة يكتبه من اراد الاقتصار على كتابته ممن عنده الاصل ، يسمى بـ « ذيل الحيوان » توجد نسخة بقلم معتاد واضح جيد تمت كتابتها سنة 977 هـ في 246 ورقة ومسطرتها 29 سطرا وهي مسجلة في دار الكتب المصرية تحت رقم 268 طبيعية .

93) نسخة مخطوطة منه في دار الكتب الظاهرية .

94) ذكره صاحب « الطراز المنقوش » .

95) انظر حاجي خليفة ـ كشف الظنون ـ الجزء الاول ، العمود 827 .

96) كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 827 .

- ذم المكس (97)
- ذم الوشاحين (98)
- الذوق السليم وضد ذلك المسلوب الذوق السليم (99)
- ذيل الحيوان (100)

حرف الراء :

- ربح النسرين فيمن عاش من الصحابة مائة وعشرين (101)
- الرحلة الفيومية و مكية والدمياطية (102)
- الرد على من أخلد الى الارض وجهل ان الاجتهاد في كل عصر فرض (103)
- رفع التعسف عن اخوة يوسف (104)

97) نفس المكان بالمصدر اعلاه .
98) ذكره في فهرسته ، وهو من النوادر ، انظر كشف الظنون الجزء الاول العمود 828 .
99) توجد من هذا الكتاب نسخة خطية مكتوبة بقلم معتاد ومسطرتها 19 سطرا ضمن مجموعة من ورقة 44 الى 55 متباسها 15 x 21 توجد بدار الكتب المصرية تحت رقم487 3 ج .
100) انظر الحاشية رقم 92 السابقة .
101) اختصره من كتاب الحافظ ابي زكرياء ابن مندة رحمه الله « فيمن عاش مائة وعشرين. انظر فهرس مخطوطات دار الكتب الظاهرية الذي وضعه السيد محمد ناصر الدين الالباني سنة 1390 — 1970 . رقم المخطوط في المكتبة الظاهرية عام 9016 .
102)
103) انظر كشف الظنون الجزء الاول ، العمود 839 .
104) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 909 .
105) في فن الحديث ، انظر فهرسته .

— رفع السنة في نصب الزنة (106)
— رفع شان الحبشان (107)
— رفع اللباس عن ابن عباس (108)
— رفع اللباس وكشف الالتباس في ضرب المثل من القرآن والاقتباس (109)
— رفع الصوت بذبح الموت (110)
— رفع منار الدين وهدم بناء المفسدين (111)
— رسالة في أسماء المدلسين (112)
— رسالة في الحمى وأقسامها (113)
— رسالة في ذم (114) المنطق
— رسالة في الصلاة على النبي عليه السلام (115)
— رسالة في صلاة الضحى (116)

106، ذکرہ فی فہرسة مؤلفاته ـــ انظر کشف الظنون ایضا ج 1 العمود 910 .
107) رسالة استناد منها صاحب الطراز المنقوش فی محاسن الحبوش
108) انظر کشف الظنون ، الجزء الاول ، صفحة 909 .
109) ذکرہ حاجی خلیفة فی کشف الظنون ـــ الجزء الاول ، صفحة 910 .
110) توجد نسخة مخطوطة من هذه الرسالة فی الخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 1256 . کما اوردها الاستاذ الترات فی فهرس مکتبة برلین فی الجزء الثانی ص 264 وقال انه برقم 1594 .
111) رسالة فی فن الحدیث ، ذکرها فی الفهرست .
112) توجد نسخة مخطوطة من هذا الکتاب فی الخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 1194 .
113) کشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 862 .
114) توجد نسخة منها ضمن مجموعة بدار الکتب المصریة من ورقة 3 الی ورقة 4 مکتوبة بقلم معتاد ومسطرتها 21 سطرا رقمها بالدار 4489 ج
115) انظر کشف الظنون الجزء الاول ، العمود 876 .
116) ذکرہ حاجی خلیفة فی کشفه ج 1 ص ، 876 .

— رسالة فی بیان مراتب الارواح بعد الموت (117)

— رسالة فی نزول عیسی (المسیح) (119)

— رسالة فی المعانی والبیان (118)

— رسالة وهج الجمر فی تحریم الخمر (120)

— رشف الزلال من السحر الحلال (121)

— رصف اللآل فی وصف الهلال (122)

— الروض الاریض فی طهر المحیض (123)

— الروض الانیق فی مسند الصدیق (124)

— الروض فی أحادیث الحوض (125)

117) توجد نسخة منها بدار الكتب المصرية برقم 3489 ج ضمن مجموعة من ورقة 78 — 81 . وهى بالضبط للاجوبة المبهمة التى اجاب بها جلال الدين السيوطى عن الاجوبة التى وضعت عليه .

118) اورد بروكلمان هذه الرسالة فى ملحقه الجزء الثانى فى الصفحة 195 وفى الصفحة 268 كما ذكرها سركيس فى معجمه ص 1074 . وتوجد نسخة منها مخطوطة فى الخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 587 فى مجموع من ورقة 13 ب الى 16 ب

119) توجد من هذه الرسالة نسخة مكتوبة بخطوط مختلفة فى دار الكتب المصرية تحت رقم 968 22 ب .

120) توجد نسخة منها مخطوطة بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 587 فى مجموع من ورقة 161 ا الى 50 ا مقياسها 140 × 190 .

121) هذه رسالة فى المقامات ، وهى فى احدى وعشرين عالما كل منهم وصف ابلغه موريا بالفاظ ذ...ه .

122) ذكر هذه الرسالة فى فهرسته — انظر كشف الظنون — الجزء الاول، العمود 908 .

123) انظر كشف الظنون لحاجى خليفة ، الجزء الاول ، صفحة 916 .

124) ذكرها حاجى خليفة فى الجزء الاول من كشفه ، العمود 918 .

125) رسالة فى فن الحديث . انظر الكشف الجزء الاول ، العمود 916

— رياض الطالبين فى التعوذ والبسملة (126)

— الروض المكلل والورد المعلل (127)

— الرياض الانيقة فى شرح اسماء خير الخليقة (128)

حرف الزاي :

— زاد المسير فى فهرس الصغير (129)

— زبدة اللبن (130)

— الزبرجدة (131)

— الزجر بالهجر (132)

— الزند الوري فى الجواب عن السؤال الاسكندري (133)

199) هدية العارفين ، الجزء الثاني ، العمود 540 .
200) كشف الظنون ج 2 ، العمود 1132 .
201) وضع الاستاذ عبد القادر بن محمد بن سالم المجلسي المتوفى سنة 1337 شرحا على هذا الكتاب يوجد مخطوطا بالمتحف الوطني بنواكشوط .
كما وضع عليه شرحا آخر الاستاذ محمد يحيى بن سليم اليونسي المتوفى سنة 1354 هـ سماه « انوار الجنان ومفاتح اللسان على عقود الجمان في علم المعاني والبديع والبيان » يوجد ايضا بالمتحف الوطني بنواكشوط وله نظم عليه وللسيد محمد يحيى الولاتي المتوفى سنة 1330 هجرية شرح سماه « مرتع الجنان على شرح عقود الجنان » وعليه تعليق انجزه السيد المرواني احمد الداودي الجمغري الولاتي المتوفى سنة 1368 هجرية . وعليه تعليق ثان انجزه السيد الشريف بن سيدا احمد بن صبار المجلسي المتوفى سنة 1340 هجرية . توجد جميع هذه المؤلفات بالمتحف الوطني بنواكشوط عاصمة موريطانيا .
202) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1156 .
203) هدية العارفين ، الجزء الثاني 540 .
204) المصدر السابق ، الجزء الثاني ، العمود 540 .
205) كتاب ما ترك فيه . يذكر المؤلف ، ويحتمل أن يكون السيوطي ، انه جمع فيه كتب خلق الانسان للنحاس ولابي محمد ثابت وللزجاج ولابي القاسم عمر بن محمد المصاي ومحمد بن حبيب .
206) رسالة في فن الحديث مذكورة في فهرس مؤلفاته .

حـــرف الفـــــاء :

- الفارق بين المنصف والسارق (207)
- الفانيد في حلاوة الاسانيـد (208)
- الفتاش على القشاش (209)
- فتح الجليل للعبد الذليـل (210)
- فتح الحى القيوم بشرح روضة الفهوم (211)
- فتح القريب في حواشى مغنى اللبيب (212)
- فتح المطلب المبرور وبرد الكبد المحرور في الجواب عـن الاسئلة الواردة من التكرور (213)
- فتح المغالق من أنت طالق (214)

207) « الله تاليف رجل استعار منه كتابه الخصائص وساق الالفاظ فى تاليفه وادعى انه له وهو متابانه » . هكذا ذكره حاجى خليفة . الكشف ، الجزء الثانى ، العمود 1215 .

208) رسالة ذكرها حاجى خليفة ، الكشاف ، الجزء الثانى ، العمود 1217 .

209) رسالة ذكر فيها من روى الاحاديث الموضوعة من اهل زمانه .
ومعلوم ان للسيوطى كتابا فى الاحاديث الموضوعة من طرف القصاص سماه « تحذير الخواص من اكاذيب القصاص » انظره فى مكانه .

210) رسالة فى الانواع البديعية المستخرجة من قوله تعالى « الله ولى الذين آمنوا

211) وهو نظم « النقاية » الاتى فى النون .

212) ذكره حاجى خليفة مرتين فى كشفه ، ذكره اولا فى الجزء الثانى ، العمود 1234 وذكره ثانيا فى نفس الجزء العمود 1753 .

213) كشف الظنون الجزء 1232/2

214) نفس المصدر ، العمود 1235 .

215) ذكره السيوطى فى فهرس مؤلفاته

- الفريدة (216)
- الفرج التريب (215)
- فصل الخطاب فى قتل الكلاب (217)
- فصل الخطاب فى حكم السلام (218)
- فجر الثمد فى أعراب أكمل الحمد (219)
- فجر الدياجى فى الاحاجى (220)
- فضائل يوم الجمعة (221)
- فضائل الجلد عند فقد الولد (222)
- الفضل العميم فى أقطاع تميم (223)
- فضل القيام بالسلطنة (224)

216) هذا كتاب آخر فى علم اللغة انظر الكشف ج 2 ع. 1259 . شرحها محمد بن المختار الاعمش العلوي بكتاب سماه « المتن العديدة فى شرح الفريدة » توفى هذا المؤلف سنة 1107 هجرية . والكتاب مخطوط بالمكتبة الوطنية بنواكشوط بموريطانيا ، كما شرح الفريدة مؤلف موريطاني آخر بكتاب سماه « المواهب التليدة فى حل الفاظ الفريدة » يسمى هذا المؤلف المرواني ابن احمد الداودي الجمعري الولاتي توفى سنة 1368 هجرية والكتاب ما زال مخطوطا بالمتحف الوطني بنواكشوط بموريطانيا . لقد اطلعت على المخطوطين فى عين المكان ، فلم اجد بهما رقما .
217) ذكرها حاجى خليفة ــ كشف الظنون ــ ج 2 / 1260
218) المصدر اعلاه ، العمود 1261 .
219) وهى رسالة فى فن النحو ، ذكرها السيوطي فى فهرس مؤلفاته .
220) انظر كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1241 .
221) انظر « اللمعة » الآتية الذكر .
222) رسالة ملأها بالاحاديث والآثار والنخب والحكايات .
223) رسالة فى فن الحديث ، ذكرها السيوطى فى فهرس مؤلفاته .
224) كشف الظنون ج 2 العمود 1279 .

ــ فطام اللسد ، اسماء الاسد (225)

ــ الفلك الدوار ، تفضيل الليل على النهار (226)

ــ الفلك المشحون فى انواع الفنون (227)

ــ الفوائد البارزة والكامنة فى النعم الظاهرة والباطنة (228)

ــ الفوائد الكامنة فى ايمان السيد آمنة (229)

ــ الفوائد المتكاثرة فى الاخبار المتواترة (230)

ــ الفوائد الممتازة فى صلاة الجنازة (231)

ــ الفوز العظيم بلقاء الكريم (232)

ــ فضائل الشام (233)

حرف القاف :

ــ القذاذة فى تحقيق محل الاستعاذة (234)

ــ القصيدة الكافية (235)

225) المصدر اعلاه ، العمود 1280 .
226) كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1291 .
227) قال عنه فى فهرس مؤلفاته انه فى خمسين مجلدا .
228) رسالة متعلقة بتفسير قوله تعالى : « واسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة ».
229) كشف الظنون ج 2 ع 1301 .
231) اورد السيوطى هذه الرسالة بتمامها فى « الحاوي للفتاوي » .
230) اورد فيه ما رواه من الصحابة عشرة فصاعدا . ثم جرد مقاصده فى كتاب ذكرناه سابقا هو « الازهار المتناثرة » .
232) انظر كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1303 .
233) توجد نسخة منه خطية بمكتبة جامعة برخشن تحت رقم 254 .
234) رسالة فى فن النته ، ذكرها باكملها فى الحاوي .
235) كتاب شرح به السيوطى « القصيدة الكافية » فى النحو . قال عنه « امليته فى ثلاثة مجالس آخرها سابع عشر محرم سنة 884 هجرية .

- قطر الندا فى ورود الهمزة للندا (236)
- قطع الدابر من الفلك الدائر (237)
- قطع المجالة عند تغيير المماملة (238)
- قطع الزند فى السلم فى القند (239)
- قطف الازهار فى كشف الاسرار (240)
- قطف الثمر فى موافقات عمر (241)
- قطف الزهر فى الرحلة الجامعة بين البر والبحر (242)
- قلائد الفوائد (243)
- قمع المعارض فى نصرة ابن الفارض (244)
- القول الجلى فى احاديث الولى (245)
- القول الحسن فى الذب عن السنن (246)

236) انظر كشف الظنون الجزء الثانى ، العمود 1351 .
237) المصدر السابق ، العمود 1352 .
238) اورده السيوطى فى حاويه بتمامه .
239) انظر كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1352 .
240) كتاب وضعه جلال الدين السيوطى فى متشابه القرآن وصل فيه الى آخر سورة براءة .
241) أرجوزة فى فن الحديث مذكورة فى الفهرست .
242) يذكر فى هذه الرسالة الفوائد التى وجدها فى رحلته الى دمياط .
243) قال عنها السيوطى رحمه الله : « اقتضبتها من نظمى مما اودعته فائدة علمية او مسألة حكمية او نادرة بها يعتنى كل ذي نفس ابية ورتبتها على حروفه التامية .
244) كشف الظنون الجزء الثانى ، عمود 1356 .
245) أو « القول الجلى فى تطوير الولى » الكشف ج 2 ، عمود 1363 .
246) كشف الظنون ج 2 ، 1363 .

— القول المشرق فى تحريم الاشتغال بالمنطق (247)
— القول المغنى فى الحنث المعنى (248)
— القول البديع فى مدح النبى الشفيع (249)

حرف الكاف :

— الكاوي فى تاريخ السخاوي (250)
— كتاب المتوكلى (251) ويعرف فقط بـ « المتوكلى » كشف ج 2 — 158 .
— الكر علـى عبد البر (252)
— كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة (253)
— كشف الضبابة فى مسئلة الاستنابة (254)
— كشف الطامة عن الدعاء بالمغفرة العامة (255)

247) نفس المصدر ، العمود 1365 .
248) وردت هذه الرسالة في الحاوي بأكملها .
249) هو شرح لبديعية التي عارض بها بديعية تقي الدين ابي بكر ابن حجة الحموي في النورية باسم النوع البديعي . توجد نسخة منه خطية بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 587 في مجموع من ورقة 1 الى 13 .
250) مقامة من مقامات السيوطي .
251) شبيه بـ « المهذب » الذي بهمنا . قال عنه الدكتور صبحي الصالح ، وقد رجعنا الى نسخة الصديق الكريم الاستاذ احمد عبيد ، احد أصحاب الكتبة العربية بدمشق ويشرمز اليها بـ « المتوكلي » لان السيوطي سماها بهذا الاسم في المقدمة (دراسات في فقه اللغة صفحة 368) وقد أورده حاجي خليفة خطا في باب الكاف ، أورده في الميم منبها على ذلك .
252) رسالة في النحو ، ذكرها سيوطي في فهرست مؤلفاته .
253) نشره الدكتور السعداني ، ونقله الى الفرنسية صديقي سعيد النجار ، طبع بالرباط سنة 1973 .
254) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1491 .
255) المصدر السابق ، العمود 1491 .

- كشف المعمى في فضل الحمى (256)
- الكشف عن مجاوزة هذه الامة الالف (257)
- كشف الغمة عن الضمة (258)
- كشف اللبس في حديث رد الشمس (259)
- كشف النقاب عن الالقاب (260)
- الكلم الطيب والقول المختار في المأثور من الدعوات والأذكار (261)
- كنز العمال في سنن الاقوال والافعال (262)
- كنه المراد في بيان بانت سعاد (263)
- كوكب الروضة (264)
- الكوكب المنير في شرح جامع الكبير (265)

256) انظر فهرست مؤلفاته .
257) يوجد هذا الكتاب مخطوطا بالخزانة العامة بالرباط ف مجموع من ورقة 1 ب الى 17 مسطرته 21 ، متياسه 155 / 210 . رقمه بالخزانة هو د 1241 ذكره بروكلمان ق تاريخه ج 2 / 135 / 151 وهو مكتوب بخط مغربى لا بـــــأس بـــه .
258) انظر فهرس مؤلفاته .
259) وهو ف من الحديث ــ انظر فهرسته .
260) كشف الظنون ج / 1496 .
261) ختم تاليفه ف شعبان 874 هجرية .
262) انظر كشف الظنون ج 2 / 1518 .
263) ذكره بروكلمان ق الذيل 1 / 69 . توجد نسخة منه مخطوطة ف المكتبـــة الاحمدية بتونس تحت رقم 4473 نسخها محمد بن على الشريف سنـــة 1191 بخط مغربـــى .
264) توجد نسخة منه مخطوطة بمكتبة ياسين الخالدي بالقدس تحت رقم 292 تاريخ كتبها عبد السلام بن عمر بن جمال الدين الشافعى ف 30 ورقة . اتم تاليفه السيوطى ف جمادى الاخرى سنة 895 هجرية .
265) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1523 .

ــ الكوكب الساطع (266) ف نظم جمع الجوامع .

حـــرف الــــلام :

ــ اللآلئ المصنوعة ف الاحاديث الموضوعة (267)
ــ اللآلى المكللة ف تفضيل الغلاة على المفضلة (268)
ــ لباب النقول فيما وقع ف القرآن من المعرب المنقول (269)
ــ اللبيب ف خصائص الحبيب (270)
ــ لبس اليلب ف الجواب عن ايراد أهل حلب (271)

266) وهو فى 1473 بيتا نظمها سنة 877 هجرية يوجد بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 1414 فى مجموع من ورقة 1/ب الى 32 ب سطوره 25 ، مقياسه 180 × 215 . أورده بروكلمان فى ملحقه ج 2 ص 106 . شرحه كل من الاستاذ محمد سالم بن المختار بن الما اليدالي توفى سنة 1393 والاستاذ مولود من احمد الجواد اليعقوبي يوجد الشرحان مخطوطين باا حف الوطنى بنواكشوط حيث اطلعت عليهما بعين المكان فى ربيع 1977 .

267) حاجى خليفة كشف الظنون ج 1534/2 — وانظر ايضا كتابه « تكست البديعات على الموضوعات » الحاشية رقم 379 .

268) المصدر اعلاه ، العمود ، 1535 .

269) ذكر فى الاتقان انه فى اسباب النزول يمدحه بكونه كتابا حافلا لم يؤلف مثله. قال السخاوي : هو مما اختلسه من تصانيف شيخنا ابن حجر » .

270) الاسم الحقيقى للكتاب هو «أنموذج اللبيب فى خصائص الحبيب» وهو مختصر « الخصائص النبوية المذكورة فى حرف الخاء » وانموذج اللبيب هذا هو الذي سمه كتب الامام السيوطي المنالة التي سبق ذكرها المعروفة ـ « الفارق بين المصنف والسارق » .

271) قال السيوطى فى اوله : « لما وصل كتاب الاعلام الى حلب وقف عليه واقف فرأى فيه قولى ان جبريل هو السفير بين الله سبحانه وتعالى وبين انبيائه لا يعرف ذلك لغيره فكتب على الهامش » بل قد عرف ذلك لغيره من الملائكة فاجبت ، فاجبت » .

— اللفظ الجوهري فى رد خباط « خيط » الجوجري (272)

— لباب فى تحرير الانساب (رواق الشام — الأزهر 278 تاريخ ، وفى برنستن 681)

— لقط المرجان فى أخبار الجان (273)

— لم الاطراف وضم الاتراف (274)

— اللمع فى اسماء من وضع (275)

— لمعة الاشراق فى الاشتقاق (276)

— اللمعة فى أجوبة الاسئلة السبعة (277)

— اللمعة فى تحقيق الركعة ، (278) لادراك الجمعة .

— لقط المرجان فى أحكام الجان (279)

— اللمعة فى نكت القطعة (280)

272) يدور موضوعه حول مسألة الرؤيا للنساء ، وقد سبق ان الف في هذا المعنى الكتاب الذي ذكرناه قبل ، وهو : « اسبال الكسا » الذي لخصه في كتاب آخر سماه « دفع الاسى » .
273) في فن الحديث ذكره في فهرست مؤلفاته .
274) في فن الحديث ايضا رتب فيه الاحاديث على حروف المعجم بالنظر الى اول الحديث .
275) وهو في فن الحديث ايضا .
276) كشف الظنون ج 2 . العمود 1564 .
277) اورد السيوطي هذه الرسالة بتمامها في حاويه .
278) انظر كشف الظنون ج 1565/2 .
279) هذا الكتاب لخص به جلال الدين السيوطي المؤلف المسمى « كتاب آكام المرجان في احكام الجان » للقاضي بدر الدين الشبلي . سمى السيوطي هذا التخليص الذي اتخذه « لقط المرجان في احكام الجان » . توجد نسخة منه خطية بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 1886 - وهي منسوخة بخط مغربي جله مشكول .
280) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1564 .

- اللمعة في خصائص يوم الجمعة (281)
- اللوامع المشرقة في ذم الوحدة المطلقة (282)
- اللوامع والبوارق في الجوامع والفوارق (283)

حرف الميم :

- ما رآه السادة في الاتكاء على الوسادة (284)
- الماهد لمسائل الزاهد (285)
- المباحث الزكية في المسالة الدوركية (286)
- مباسم الملاح ، ومناسم الصباح (286)
- ما رواه الاساطين في عدم الدخول على السلاطين (287)
- ما رواه الواعون في أخبار الطاعون (288)
- مبهمات القرآن (289)

281) قال السيوطى متحدثا عن هذه الرسالة : « ذكر ابن القيم فى كتاب الهدى ليوم الجمعة خصوصيات بضعا وعشرين ، وفاته أضعاف ما ذكره فرايت استيعابها » .
282) هذه رسالة فى فن الكلام كما اخبر بذلك السيوطى .
283) كشف الظنون الجزء الثانى ، العمود 1569 .
284) مشكوك فى نسبته للسيوطى .
285) مختصر على مقدمة احكام الدين للامام الزاهد شهاب الدين احمد بن قريبة المحلسى .
286) يتعلق بالوقف على اولاد الاولاد .
286م) كتاب اختصره فى المؤلف الذي سنذكر فى الحاشية رقم 398 .
287) او « ما رواه الاساطين فى عدم المجيء الى السلاطين »
288) اختصر فيه كتاب ابن حجر المعروف بـ « بذل الماعون »
289) استفاد السيوطى فى تاليف لهذا الكتاب من ثلاثة كتب بنفس العنوان هم للسهيلى وابن عساكر والدمشقى بدر الدين ابن جماعة .

- المثابة فى آثار الصحابة (290)
- مجمع البحرين ومطلع البدرين (291)
- المحاضرات والمحاورات (292)
- مراصد الاطلاع على اسماء الامكنة والبقاع (مختصر) (293
- مراصد الطالع فى تناسب المطالع والمقاطع (294)
- المرد فى كراهية السؤال والرد (295)
- المدرج الى الدرج 296)
- المرقاة العلية فى شرح الاسماء النبوية (297)
- مر النسيم الى ابن عبد الكريم (298)
- المزدهى فى روضة المشتهى (299)
- المزهر فى علوم اللغة وأنواعها (300)
- المسارعة الى المصارعة (301)

290) رسالة في فن الحديث ، ذكرها في فهرس مؤلفاته .
291) شرح به التيسير الجامع المسمى « تحرير الرواية وتقرير الدراية .
292) ذكره في : رسه وهو فن الادب .
293) هذا مختصر لكتاب « معجم البلدان » .
294) الفه في مناسبة فواتح السور وخواتمها .
295) مؤلف في فن الحديث ايضا .
296) رسالة في فن الحديث .
297) انظر كشف الظنون الجزء الثاني العمود 1657 .
298) ذكره السيوطي في فن الفقه .
299) ذكره السيوطي في فهرست مؤلفاته ، من النوادر .
300) كتاب مشهور للسيوطي شرحه وضبطه وصححه وعنون موضوعاته وعلق حواشيه محمد احمد جاد المولى ومحمد ابو الفضل ابراهيم وعلى محمد البيجاوي .
301) رسالة ذكرها السيوطي في فهرست مؤلفاته في فن الحديث .

- مسالك الحنفا في والدي المصطفى (302)
- مسامرة للسموع في ضوء الشموع (303)
- المستطرفة في أحكام دخول الحشفة (304)
- المستطرف في أخبار الجواري (305
- المسلسلات الكبرى (306)
- مسند الصحابة الذين ماتوا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم (307)
- المصاعد العلية في القواعد النحوية (308)
- المصابيح في صلاة التراويح (309)
- مصباح الزجاجة في سنن ابن ماجة (310)
- مطلع البدرين فيمن يؤتى أجره مرتين (311)

302) رسالة أوردها فى حاويه تماما .

303) رسالة ذكر فيها جوابا عن سؤال : هل اوقد النبى صلى لله عليه وسلم الشمـــع ؟

304) اشار اليه السيوطى فى فهرست مؤلفاته .

305) توجد نسخة خطية من هذا الكتاب فى المكتبة الاحمدية بتونس مكتوبة بخط مشرقى محذوفة فيها فى مجموع من ورقة 117 الى 132 مسطرتها 23 . مقياسها 18 x 15 .

306) رسالة فى فن الحديث ، جمع فيها خمسة وثمانون حديثا

307) ذكر السيوطى هذه الرسالة فى فهرست مؤلفاته .

308) رسالة فى علم اللغة انظر هدية العارفين لاسماعيل باشا البغدادي ج 2/ 542 .

309) كشف الظنون ج 2 ؛ العمود 1702 .

310) انظر كشف الظنون ج 2 ، العمود 1706 .

311) جمع فيه كل ما يتعلق بهذه القضية ونظمه فى ابيات .

- المطالع السعيدة (312)
- المضبوط فى أخبار أسيوط (313)
- المعانى الدقيقة فى ادراك الحقيقة (314)
- معترك الاقران فى اعجاز القرآن (315)
- المقتصر فى تقرير عبارة المختصر (316)
- الممتلى فى تعدد صور الولا (317)
- مفاتيح الغيب (318)
- مفتاح الجنة فى الاعتصام بالسنة (319)
- مفحمات الاقران فى مبهمات القرآن (320)

312) اسمه الكامل « المطالع السعيدة فى شرح الفريدة » انظر هدية العارفين الجزء الثانى ، العمود 542 آخره .
313) فى فن التاريخ ، كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1712
314) قال السيوطى عن هذه الرسالة : « فهذه مسالة مهمة خفيت على كثير من الناس فى موضعين احدهما فيما ورد من الاحاديث ان الاعمال تعرض فى صورة اشخاص ، الثانى فيما ورد من ان الموت يجاء به فى صورة كبش ويذبح فاحتاجوا الى التاويل فالفت مختصرا .
315) طبع هذا الكتاب فى ثلاثة اجزاء بدار الفكر العربى بالقاهرة سنة 1969 بتحقيق الاستاذ على محمد البجاوي .
316) انظر كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1731 .
317) هذه رسالة فى فن الاصول .
318) مؤلف فى التفسير ، كتب منه من سورة سبح الى آخر القرآن .
319) انظر كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1760 .
320) اعتقد انه مختصر ، وطوى كل ملف تناول فيه المبهمة فى القرآن الكريم . توجد نسخة خطية منه فى دار الكتب الشعبية كديل فى « صوفيا » عاصمة الجمهورية الشعبية البلغارية تحت رقم 1618 ذكره بروكلمان فى الجزء الثانى صفحة 145 وفى ذيله 2 / 179 . منه فى دار الكتب الظاهرية دمشق نسختان 138 و 5881

- مقاطع الحجاز (321)
- المقامات (322)
- المكنون فى ترجمة ذي النون (323)
- الملاحن فى معنى المشاحن (324)
- المُلتقط من الدرر الكامنة (325)
- المنابة فى آثار الصحابة (326)
- مناهج الصفا فى تخريج احاديث الشفا (327)
- منبع الفؤاد فى ترتيب الضوابط والقواعد (328)
- منتهى الاعمال ، فى شرح حديث انما الاعمال (329)
- المنجلى فى تطور الولى (330)
- المنجم فى المعجم (331)
- المحنة فى السبحة (332)

321) كشف الظنون الجزء الثاني ، العمود 1781 .
322) انظر عناوين هذه المقامات في كشف الظنون الجزء الثاني ، العمود 1785 .
323) رسالة من التاريخ ، ذكره ، فهرست مؤلفاته .
324) ذكره السيوطي في فهرست .
325) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1814 .
326) هدية العارفين ، الجزء الثاني ، العمود 543
327) المصدر السابق ، نفس مكان .
328) انسك في نسبته للسيوطي .
329) كشف الظنون الجزء الثاني ، العمود 1852 .
330) ذكره حاجي خليفة بهذا العنوان « المنجلي في تطور الولي » وهي خطأ
331) ذكره السيوطي في فهرسه ، نسخة منه مخطوطة بمعهد المخطوطات بالقاهرة رقم 726 تاريخ .
332) انظر هدية العارفين الجزء الثاني ، العمود 543 . بالخزانة العامة تحت رقم د 1370 .

- منع الثوران عن الدوران (333)
- المنقح الظريف في الموشح الشريف (334)
- منهاج السنة ومفتاح الجنة (335)
- المنهج السوي في ترجمة النووي (336)
- مناقب فاطمة الزهراء (337)
- المنهج السوي والمنهل الروي في الطب النبوي (338)
- منهل اللطائف في الكنافة والقطائف (339)
- المكنى والكنى (340)
- موائد الفوائد (341)
- موشحة في النحو (342)
- المهذب فيما وقع في القرآن من المعرب (343)

(333 المرجع السابـــق .
(334 توجد نسخة خطية منه بالمكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4763 مكتوبـــة بخط مغربي وهي في مجموع من الورقة 150 الى 152 ، مسطرتها 22
(335 رسالة في فن الحديث ، لم تتم .
(336 هدية العارفين الجزء الثاني ، العمود 543 . توجد نسخة منه في « توبنجن » بالمانيا برقم 19 .
(337 قال حاجي خليفة منه : « ونبها الثغور الباسمة في مناقب السيدة فاطمة »
(338 توجد نسخة منه مخطوطة بالمكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4763 مكتوبة بخط مشرقي وهي ضمن مجموع من ورقة 94 الى 101 مسطرتها 23 .
(339 هكذا ،و مثبت في هدية العارفين وذكره حاجي خليفة في كشف ج 2 / 1858 « الم في الكنى »
(340 هذه ر، الة في السيرة النبوية .
(341 هدية ا ارفين . الجزء الثاني ، العمود 543 .
(342 ذكر ال يوطي هذه الرســالة في فهرست مؤلفاته
(343 وهو ه ا الكتاب الذي نحققه اليوم .

— ميدان الفرسان في شواهد القرآن (344)

— ميزان المعدلة في شأن البسملة (345)

حـــرف النــــــون :

— ناسخ القران ومنسوخـه (346)

— نتيجة الفكر في الجهد بالذكر (347)

— نشر الزهور على شرح الشذور (347م)

— نشر الذئاب في الافراد والغرائب (348)

— نشر الكتان في الخشكنان (349)

— نشر الهميان ، في وفيات الاعيــان (349 م)

— النجح في الاجابة الى الصلح (350)

— نزول الرحمة في التحدث بالنعمة (351)

— نزهة الاخوان وتحفة الخلان (352)

— نزهة الجلساء في أشعار النساء (353)

344) لم يتمه .
345) انظر كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1918 .
346) انظر كشف الظنون الجزء الثانى ، العمود 1921 .
347) ذكره فى حاويه بتمامه .
347 م) انظر الحاشية رقم 382 .
348) هدية العارفين ، الجزء الثانى ، العمود 543 .
349) انظر الاشارة اليهما فى كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1928 .
350) مقامة من مقامات السيوطى .
351) ذكرها فى فهرست مؤلفاته .
352) كشف الظنون الجزء الثانى ، العمود 1938 .
353) توجد نسخة من هذه الرسالة فى المكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4763 ضمن مجموع من ورقة 133 الى 145 . مسطرتها 23 .

— نزهة العمر فى التفضيل بين البيض والسود والسمر (354)
— نزهة المتأمل ومرشد المتأمل (355)
— نزهة النديم (356)
— نشر العبير فى تخريج أحاديث الشرح الكبير (357)
— نشر العلمين المنيفين فى احياء الابوين الشريفين (358)
— النصيحة فيما ورد من الأدعية الصحيحة (359)
— النضرة فى أحاديث الماء والرياض والخضرة (360)
— نظام اللسد فى أسماء الاسد (361)
— نظم البديع ، فى مدح الشفيع (362)

354) توجد نسخة منه خطية بالمكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 5682 ضمن مجموع ذكر هذه الرسالة بروكلمان في ذيله 197/2 .
355) فيه شك قد يكون لغيره .
356) ذكره في فهرست النوادر .
357) هدية العارفين ، الجزء الثانى ، العمود 543
358) كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1952 .
359) هدية العارفين ، الجزء الثانى ، العمود 543
360) توجد نسخة خطية من هذه الرسالة بالمكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4763 وهى فى مجموع من الورقة 146 الى 152 مقياسها 15/18 مسطرتها 25 .
361) تتبع فيه المؤلفات التى كتبت فى اسماء الاسد فجمع منها خمسمائة اسم ثم رتب والتقط من « الزنبيل المدون » لابن خالويه اكثر من مائة وخمسين أخرى أفردها بهذا التأليف .
362) توجد نسخة منه خطية بالمكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4523 ، نسخها محمد بن سلام الفيومى مقياسها 15/20 مسطرتها 19 . ومعها شرحها الذي الفه هو نفسه عليها . سمى هذا الشرح « الجمع والتفريق » ذكره بروكلمان فى الذيل 197/2 . الف السيوطى هذا الكتاب ليعارض به بديعية بن حجة الحموي المتوفى سنة 337 هـ .

- نظم الدرر فى علم الاثر (363)
- نظم العقيان فى أعيان الاعيان (364)
- نفح الطيب فى مسئلة الخطيب (365)
- النفحة المسكية والتحفة المكية (366)
- النقاية فى موضوعات العلوم (377)
- النقول المشرقة فى مسئلة النفقة (378)
- نكت البديعيات على الموضوعات (379)
- نكت على الالفية (380)
- نكت على الشافية (381)

---

363) النية فى علم الحديث شرحها بمؤلف سماه « البحر الذي زخر » لم يتمم .
364) كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1963 .
365) ذكره فى فهرست مؤلفاته .
366) الفه بمكة فى يوم واحد ، فيه نحو وبديع ومعان وعروض .
377) توجد نسخة منه خطية بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 1414 ضمن مجموع من ورقة 1 / ب 38 ب متباســـه 16 / 21 مسطوره 11 . اورده سركيس فى معجمه ص 1084 .
نظم النقاية الشيخ عبد الله بن الحاج حماه الله الفلاوي المتوفى سنــة 1209 هـ وشرح هذا النظم محمد سالم بن الامام اللمدونى . يوجد النظـم وشرحه بالمتحف الوطنى بنواكشوط عاصمة موريطانيا .
378) ذكرها السيوطى فى حاويه .
379) يعنى الامام السيوطى من « الموضوعات » « الموضوعات الكبرى » للشيخ أبى الفرج عبد الرحمن بن على المعروف بابن الجوزي البغدادي المتوفى سنة 597 هجرية وهو فى اربع مجلدات ذكر فيه كل حديث موضوع . والجلال يتتبع جملة من الاحاديث ليست بموضوعة منها ما هو فى السنن الاربعـة . ولقد لخص النكت البديعات على الموضوعات فى كتابه السابق الذكـر « اللالىء المصنوعة فى الاخبار الموضوعة » ـ انظر الحاشية رقم 267 .
380 و 381) انظر كشف الظنون ، الجزء الثانى ، العمود 1976 .

ـ نكت على شذور الذهب (382)

ـ نكت على الكافية (383)

ـ نكت اللوامع على المختصرات والمنهاج وجمع الجوامع (384)

ـ نكت على النزهة (385)

ـ نواضر الايك (386)

ـ نواهد الابكار وشواهد الافكار على البيضاوي (387)

ـ نور الحديقة فى مختصر حديقة الادب (388)

ـ نور الشقيق فى العقيق (389)

ـ النهجة السمويـة فى الاسماء النبوية (390)

حـــرف الـــواو :

ـ الوافى فى شرح التنبيــه (391)

(382 كتب جلال الدين السيوطى على شرح شذور الذهب لابن هشام حاشيــة سماها « نثر الزهور على شرح الشذور » . انظر الحاشية رقم 347 م
(383 على الكافية فى النحو للشيخ جمال الدين ابى عمرو عثمان بن عمر المعروف بابن الحاجب المالكى النحوي المتوفى سنة 646 هجرية .
(384 كتاب فى فن الاصول ، ذكره فى فهرست مؤلفاته .
(385 ذكره حاجى خليفة فى كشفه الجزء الثانى ، العمود 1976 .
(386 اسمه الكامل « نواضر الايك فى النيك » وهو مختصر لكتاب سيانى اسمه « الوشاح فى فوائد النكاح » يظهر انهما مما للسيوطى .
(387 هذه حاشية على تفسير البيضاوي .
(388 انظر كشف الظنون .
(389 هذه رسالة فى فن الحديث ، ذكرها السيوطى فى فهرست مؤلفاته
(390 هذا ملخص الكتاب السابق الذكر المسمى « الرياض الانيقة فى شرح اسماء الخليقة » انظر الحاشية رقم 128 .
(391 لم يظهر حاجى خليفة فى كشف الظنون وذكره اسماعيل باشا البغدادي فى « هدية العارفين » الجزء الثانى ، العمود 544
(392 هكذا جاء اسمه فى هدية العارفين . اما صاحب كشف الظنون فسماه : « الوجه النضر فى ترجيح نبوة الخضر » .

— وجه النضر فى نبوة الخضر عليه السلام (392)
— الوجه الناضر فيما يقبضه الناظر فى الوقف (393)
— الوجيز فى طبقات الفقهاء الشافعية (394)
— الوديك فى فضل الديك (395)
— ورقات فى الوفيات (396)
— الوسائل الى معرفة الاوائل (397)
— الوشاح فى معرفة النكاح (398)
— وصول الامانى باصول التهانى (399)
— الوفية فى مختصر الالفية (400)
— وقع الاثل فى ضروب المثل (401)

حرف الهاء :

— هدم الجانى على البانى (402)

393) ذکره صاحب هدية العارفين ، الجزء الثانى ، العمود 544 .

394) كتاب فى فن التاريخ ذكره فى فهرست مؤلفاته .

395) ذكرها فى ديوان الحيوان .

396) فى فن التاريخ ايضا . ذكر فى فهرست مؤلفاته .

397) لخص فيه اوائل العسكري وزاد اضمانه ورتبه ترتيب الفقه .

398) هذا كتاب سود فيه مسودات متعددة منها المؤلف المذكور فى الحاشية رقم 36 م واسمه الصحيح هو : «الافصاح فى اسماء النكاح» لا كما ذكر فى تلك الحاشية . وكذا المؤلف المذكور فى الحاشية رقم 286 م . وانظر ايضا رقم 407 .

399) كشف الظنون ج 2 — 2014 .
400) « هدية » ج 2 . 544
401) هكذا سماه صاحب هدية العارفين . واما الاسم الموجود فى كشف الظنون فهو : « وقع الاسل فى ضرب المثل »

— جمع الهوامع فى نشر جمع الجوامع (403)

— الهيئة السنية فى الهيئة السنية فى الاخبار (404)

— اليد البسطى فى تعيين الصلاة الوسطى (405)

— الينبوع فيما زاد على الروضة من الفروع (406)

— اليواقيت الثمينة فى صفات السمينة (407)

— يواقيت فى حروف الاذن فى توجيه قولهم لاها الله اذن؟ 408

---

402) ذكرها السيوطى بتمامها فى الحاوي .

403) كتاب مشهور معروف متداول .

404) انتسبه السيوطى من الاثار والاخبار .

405) انظر كشف الظنون الجزء الثانى ، العمود 2050 .

406) المصدر السابق ، ع. 2052 .

407) هذا مطول الكتاب المذكور فى الحاشية رقم 398

408) ذكره فى فهرست مؤلفاته .

فهرست مؤلفات الإمام السيوطي

فمن التفسير وتعليقات القرآن:

١ ـ الدر المنثور في التفسير المأثور (اثني عشر مجلداً كباراً).

٢ ـ التفسير المسند ويسمى ترجمان القرآن (خمس مجلدات).

٣ ـ الإتقان في علوم القرآن.

٤ ـ الإكليل في استنباط التنزيل.

٥ ـ لباب النقول في أسباب النزول.

٦ ـ الناسخ والمنسوخ في القرآن.

٧ ـ مفحمات الأقران في مبهمات القرآن

٨ ـ أسرار التنزيل (يسمى قطف الأزهار في كشف الأسرار)، كتب منه إلى آخر سورة براءة في مجلد ضخم

٩ ـ تكملة تفسير الشيخ جلال الدين المحلي وذلك من أول القرآن إلى آخر سورة الإسراء (مجلد ممزوج لطيف).

١٠ ـ تناسق الدرر في تناسب السور.

١١ ـ حاشية على تفسير البيضاوي، تسمى نواهد الأبكار وشواهد الأفكار (أربع مجلدات).

١٢ ـ التحبير في علوم التفسير (جزء لطيف).

١٣ ـ معترك الأقران في مشترك القرآن

١٤ ـ المُهذَّبُ فيما وقع في القرآن من المُعَرَّبْ.
١٥ ـ خمايل الزهر في فضائل السور.
١٦ ـ مراصد المطالع في تناسب المطالع والمقاطع.
١٧ ـ ميزان المعدَلَة في شأن البسملة.
١٨ ـ شرح الإستعاذة والبسملة.
١٩ ـ الأزهار الفائحة على الفاتحة.
٢٠ ـ فتح الجليل للعبد الذليل في قوله تعالى: ﴿الله وليُّ الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات إلى النور﴾ الآية استنبطت منها مائة وعشرون نوعاً من أنواع البديع.
٢١ ـ اليد البسطى في تفسير الصلاة الوسطى.
٢٢ ـ المعاني الدقيقة في إدراك الحقيقة يتعلق بقوله تعالى: ﴿وعلّم آدم الأسماء﴾ الآية.
٢٣ ـ دفع التعسف عن إخوة يوسف.
٢٤ ـ تمام النعمة في اختصاص السلام بهداية الأمة.
٢٥ ـ الحبل الوثيق في نصرة الصديق، يتعلق بقوله تعالى ﴿وسيجنبها الأتقى﴾.
٢٦ ـ الفوايد البارزة والكاملة في اسم الظاهرة والباطنة تتعلق بقوله تعالى: ﴿وأسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة﴾.

۲۷ ـ المحزر في قوله تعالى ﴿ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر﴾
۲۸ ـ (فراغ في المخطوط) كتب منه من سبّح إلى آخر القرآن في مجلد.
۲۹ ـ فراغ في المخطوط.
منه يسير.
۳۰ ـ مجاز الفرسان إلى مجاز القرآن، للشيخ عز الدين بن محمد عبد السلام كتب منه يسير.
۳۱ ـ شرح الشاطبية ممزوج.
۳۲ ـ الدر النثير في قراءة ابن كثير.
۳۳ ـ منتقى من تفسير الفريابي
۳٤ ـ منتقى من تفسير عبد الرزاق.
۳٥ ـ منتقى من تفسير ابن أبي حاتم مجلد
۳٦ ـ القول الفصيح في تعيين الذبيح
۳۷ ـ الكلام على أول سورة الفتح وهو تصدير التوكلي.

الحديث وتعلقاته

۱ ـ التوشيح على الجامع الصحيح.
۲ ـ الترشيح على الجامع الصحيح (لم يتم).
۳ ـ الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج.
٤ ـ مرقاة الصعود إلى سنن أبي داوود.
٥ ـ قوت المغتذي على جامع الترمذي.
٦ ـ زهر الربى على المجتبى.

۷ ۔ مصباح الزجاجة على سنن ابن ماجة.
۸ ۔ إسعاف المبطا برجال الموطا.
۹ ۔ تنوير الحوالك على موطا مالك.
۱۰ ۔ الشافي العي على مسند الشافعي.
۱۱ ۔ زهر الخمايل على الشمايل.
۱۲ ۔ التعليقة الحنيفة على مذهب أبي حنيفة.
۱۳ ۔ منتهى الآمال في شرح حديث (إنما الأعمال).
۱٤ ۔ المعجزات والخصائص
۱۵ ۔ شرح الصدور بشرح حال الموتى في القبور
۱٦ ۔ النور العظيم في لقاء الكريم.
۱۷ ۔ بشرى الكئيب بلقاء الحبيب.
۱۸ ۔ البدور السافرة عن أمور الآخرة.
۱۹ ۔ درر البحار في الأحاديث القصار
۲۰ ۔ الجامع الصغير من حديث البشير النذير
۲۱ ۔ زيادة الجامع
۲۲ ۔ جمع الجوامع، في الحديث مرتب على حروف المعجم.
۲۳ ۔ بديع الصنع
۲٤ ۔ كمّ الأطراف وضمّ الأتراف.
۲۵ ۔ على حروف المعجم في أول الحديث، المرقاة العلية، في شرح الأسماء النبوية

٢٦ ـ الرياض الأنيقة في شرح أسماء خير الخليقة.
٢٧ ـ البهجة السويّة في الأسماء النبوية.
٢٨ ـ اللآلىء المصنوعة في الأخبار الموضوعة وهو تلخيص موضوعات، ابن الجوزي مع زيادات وتعقّبات.
٢٩ ـ النكت البديعات على الموضوعات.
٣٠ ـ القول الحسن في الذب على السنن.
٣١ ـ منهاج السنّة ومفتاح الجنّة (لم يتم)
٣٢ ـ الروض الأنيق في مسند الصدّيق.
٣٣ ـ مناهل الصفا في، تخريج أحاديث الشفا
٣٤ ـ قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة.
٣٥ ـ عقود الزبرجد في أعزاب الحديث.
٣٦ ـ مفتاح الجنة في الاعتصام بالسنّة.
٣٧ ـ تمهيد القرش في الخصال الموجبة لظل العرش.
٣٨ ـ مختصره يسمى بزوغ الهلال في الخصال الموجبة للظلال.
٣٩ ـ ما رواه الواعون في أخبار الطّاعون.
٤٠ ـ خصايص يوم الجمعة.
٤١ ـ نموذج اللبيب في خصائص الحبيب.
٤٢ ـ الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة.
٤٣ ـ الآية الكبرى في قصة الإسراء.
٤٤ ـ الكلم الطيب.

٤٥ ـ القول المختار في المأثور من الدعوات والأذكار.
٤٦ ـ الطب النبوي مختصر.
٤٧ ـ المنهج السويّ والمنهل الروّي في الطب النبويّ.
٤٨ ـ اهبئة السّنية في اهبئة السُنيّة.
٤٩ ـ وظايف اليوم والليلة.
٥٠ ـ داعي الفلاح في أذكار المساء والصباح.
٥١ ـ تخريج أحاديث شرح العقايد.
٥٢ ـ الإسفار عن قلم الأظفار.
٥٣ ـ الظُفر بقلم الظُفر.
٥٤ ـ المسلسلات الكبرى.
٥٥ ـ جياد المسلسلات المصابيح في صلاة التراويح.
٥٦ ـ جزء في صلاة الضحى.
٥٧ ـ وصول الأماني بأصول التهاني.
٥٨ ـ إعمال الفكر في فضل الذكر.
٥٩ ـ نتيجة الفكر في الجهر بالذكر.
٦٠ ـ الخبر الدّال على وجود القطب والأوتاد والنجبا والأبدال.
٦١ ـ التنقيح في مشروعية التسبيح.
٦٢ ـ المُنحة في السُبحة.
٦٣ ـ جزء في رفع اليدين في الدعاء يسمّى فضل الدعا في أحاديث رفع اليدين في الدعاء.

٦٤ ـ القول الجلي في حديث الولي.
٦٥ ـ رفع الصوت بذبح الموت.
٦٦ ـ القول الأشبه في حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه.
٦٧ ـ الجواب الحاتم عن سؤال الخاتم.
٦٨ ـ الجواب الحزم عن حديث التكبير في الجزم.
٦٩ ـ شد الأثواب في سدّ الأبواب.
٧٠ ـ إنتباه الأذكياء بحياة الأنبياء.
٧١ ـ الإعلام بحكم عيسى عليه السلام.
٧٢ ـ لُبْسُ اليَلَبْ في الجواب عن إيراد حلب.
٧٣ ـ تزيين الأرايك في إرسال النبي ﷺ إلى الملائك.
٧٤ ـ التعظيم والمنّة في أنّ والديّ المصطفى في الجنة.
٧٥ ـ سالك الحنفا في والديّ المصطفى.
٧٦ ـ الدرج المنيفة في الآباء الشريفة.
٧٧ ـ سبل النجاة.
٧٨ ـ نشر العلمين المنيفين في أحياء الأبوين الشريفين.
٧٩ ـ إفادة الخبر بنصّه في زيادة العمر ونقصه.
٨٠ ـ أدوات الفتيا.
٨١ ـ ذم القضاء.
٨٢ ـ ذم زيارة الأمراء.
٨٣ ـ الكواكب السابرات في العشاريات.

٨٥ ـ مطلع البدرين فيمن يؤتى أجرين الكلام على حديث (احفظ الله يحفظك) وهو تصديره الأخبار المأثورة في الإطلا مالنورة.
٨٦ ـ جزء في موت الأولاد.
٨٧ ـ أبواب السعادة في أسباب الشهادة
٨٨ ـ كشف الغمّة في فضل الحمى.
٨٩ ـ الأحاديث الحسان في فضل الطيلسان
٩٠ ـ طيّ اللسان عن ذم الطيلسان.
٩١ ـ التضلّع في معنى التقنّع.
٩٢ ـ سهام الإصابة على الدعوات المجابة.
٩٣ ـ الثغور الباسمة في مناقب السيدة فاطمة.
٩٤ ـ فهرست المرويات تسمّى أنشاب الكتب في أنساب الكتب مجلد.
٩٥ ـ أذكار الأذكار (أربعون حديثاً) في ورقة
٩٦ ـ أربعون حديثاً في رواية مالك عن نافع عن ابن عمر.
٩٧ ـ أربعون حديثاً في الجهاد.
٩٨ ـ الأساس في فضل العبّاس.
٩٩ ـ الأناف في فضل الخلاف.
١٠٠ ـ كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة.
١٠١ ـ جزء في ذمّ المكس.
١٠٢ ـ جزء في الشتاء.
١٠٣ ـ الحجج المُبيّنة في التفضيل بين مكة والمدينة

١٠٤ ـ بغية الرايد في الزيل على مجمع الزوايد (لم يتم)
١٠٥ ـ تطريز العزيز في تخريج مَا فيه من الأحاديث.
١٠٦ ـ تخريج أحاديث شرح المواقف.
١٠٧ ـ العناية بتخريج أحاديث الكفاية (لم يتم).
١٠٨ ـ توضيح المُدْرَك في تصحيح المستدرك (كتب منه اليسير).
١٠٩ ـ زوايد شعب الإيمان للبيهقي على الكتب الستة كتب منه الثلث.
١١٠ ـ تجريد أحاديث الموطأ.
١١١ ـ إنجاز الوعد بالمنتقى من طبقات ابن سعد
١١٢ ـ الباحة في السباحة.
١١٣ ـ المسارعة إلى المصارعة.
١١٤ ـ النضرة في أحاديث الماء والرياض والخضرة.
١١٥ ـ عين الإصابة فيما استدركته عائشة على الصحابة
١١٦ ـ المنتقى من الأدب المفرد للبخاري.
١١٧ ـ المنتقى من مستدرك الحاكم
١١٨ ـ المنتقى من شعب الإيمان للبيهقي.
١١٩ ـ أدب الملوك.
١٢٠ ـ الزجر بالهجر.
١٢٠ ـ المنتقى من مصنف عبد الرزاق.
١٢١ ـ جامع المسانيد، (كتب منه جزء).

١٢٢ ـ الحبايك في أخبار الملايك.
١١٣ ـ الدرّ المنظم في الإسم الأعظم.
١٢٤ ـ حصول الرفق بأصول الرزق.
١٢٥ ـ الأمالي المطلقة.
١٢٦ ـ الأمالي على القرآن الكريم.
١٢٧ ـ الأمالي على الدرّة الفاخرة.
١٢٨ ـ جزء ارحموا ثلاثة: عزيز قوم ذل، وغني قوم افتقر، وعالماً بين جهال.
١٢٩ ـ بلوغ المأرب في أخبار العقرب.
١٣٠ ـ التنبيه عمّن يبعثه الله على رأس كل مايه.
١٣١ ـ فضل الجلد عند فقد الولد.
١٣٢ ـ الإحتفال بالأطفال.
١٣٣ ـ طلوع الثريّا بإظهار ما كان خفيًا.
١٣٤ ـ مختصره بسمّى ضوء الثريّا.
١٣٥ ـ التثبيت عند التبييت (وهي أرجوزة في فتنة القبر).
١٣٦ ـ تشنيف السمع بتعداد السبع.
١٣٧ ـ الأحاديث المنيفة في فضل السلطنة الشريفة.
١٣٨ ـ تحذير الخواص من أكاذيب القصاص.
١٣٩ ـ قطف الثمر في موافقات عمر (وهي أرجوزة).
١٤٠ ـ المنتخب في طرق بحديث من كذب.
١٤١ ـ جزء الذيل في علم الخيل.

١٤٢ ـ عرق الأنساب في الردي بالنشاب.
١٤٣ ـ السماح في أخبار الرماح.
١٤٤ ـ الكشف عن مجاوزة هذه الأمة الألف.
١٤٤ ـ ثلج الفواد في أحاديث لبس السواد.
١٤٥ ـ طرح السقط ونظم اللقط.
١٤٦ ـ جزء يسمى شعلة نار القسيط.
١٤٧ ـ الفانيد في حلاوة الأسانيد.
١٤٨ ـ الدرة الناجية على الأسئلة الناجية.
١٤٩ ـ ما رواه الأساطين في عدم المجيء إلى السلاطين.
١٥٠ ـ الرسالة السلطانية.
١٥١ ـ الأوج في خبر اعوج.
١٥٢ ـ شرف الإضافة في منصب الخلافة.
١٥٣ ـ أعذب المناهل في حديث من قال: أنا عالم فهو جاهل.
١٥٤ ـ حسن التسليات في حكم التشبيك.
١١٥ ـ مسامرة الجموع في ضوء الشموع.
١٥٦ ـ جزء في الخصيان.
١٥٧ ـ أكمام السفيان في أحكام الخصيان.
١٥٨ ـ الأرج في الفرج.
١٥٩ ـ ضوء البدر في إحياء ليلة القدر.
١٦٠ ـ عرفة والعيدين.
١٦١ ـ نصف شعبان وليلة القدر.
١٦٢ ـ حسن السمت في الصمت.
١٦٣ ـ الوديك في الديك.

١٦٤ ـ الطرثوث في فوائد البرغوث.
١٦٥ ـ طوق الحمامة.
١٦٦ ـ التطريف في التصحيف.
١٦٧ ـ نور الشقيق في العقيق.
١٦٨ ـ جزء في طرق حديث: «أنا مدينة العلم وعليّ بابها».
١٦٩ ـ جزء في طرق حديث «طلب العلم فريضة على كل مسلم».
١٧٠ ـ الأزهار فيما عقده الشعراء من الآثار.
١٧١ ـ خادم النعل الشريف
١٧٢ ـ جزء في الغالية.
١٧٣ ـ جزء في طرق حديث «من حفظ على أمتي أربعين حديثاً في الطيلسان».
١٧٤ ـ إحياء الميت بفضايل أهل البيت.
١٧٥ ـ إتحاف الفرقة في ثبوت لبس الخرقة.
١٧٦ ـ بلوغ المأرب في قصّ الشارب.
١٧٧ ـ رفع الحذر عن قطع الشدر.
١٧٨ ـ كشف الريب عن الجيب.
١٧٩ ـ العرف الوردي في أخبار المهدي.
١٨٠ ـ لقط المرجان في أخبار الجان.
١٨١ ـ المثابة في أخبار الصحابة.
١٨٢ ـ الأغضا عن دعا الأعضاء.
١٨٣ ـ مسند الصحابة الذين ماتوا في زمن النبي ﷺ.
١٨٤ ـ زاد المسير في فهرست الصغير.
١٨٥ ـ تحفة الأ... الأذكا

۱۸٦ ـ الباهر في حكم النبي ﷺ بالباطن والظاهر.
۱۸۷ ـ ما رواه السادة في الإتكا على الوسادة.
۱۸۸ ـ الفيض الجاري في طرق الحديث العُشاري.
۱۸۹ ـ بلوغ المأمول في خدمة الرسول.
۱۹۰ ـ الفضل العميم في إقطاع تميم.
۱۹۱ ـ إعلام الأريب بحدوث بدعة المحاريب.
۱۹۲ ـ المُلاحن في معنى المشاحن.
۱۹۳ ـ كشف اللبس في حديث ردّ الشمس.
۱۹٤ ـ تأخير الظلامة إلى يوم القيامة.
۱۹٥ ـ المرادّ في كراهة السؤال والردّ.
۱۹٦ ـ الأجر الجزل في الغزل.
۱۹۷ ـ حصول النوال في أحاديث السؤال.
۱۹۸ ـ التصحيح لصلاة التسبيح.
۱۹۹ ـ الروض في أحاديث الحوض.
۲۰۰ ـ الاعتماد والتوكل على ذي التوكل والتكفّل.
۲۰۱ ـ جزء السلام من سيد الأنام عليه أفضل الصلاة والسلام.
۲۰۲ ـ حسن التعهد في أحاديث التسمية في التشهد.
۲۰۳ ـ الرد على من أخلد إلى الأرض وجهل أن الاجتهاد في كل عصر فرض.
۲۰٤ ـ جزء في رد شهادة الرافضة.
۲۰٥ ـ القول المشرق في تحريم الاشتغال

٢٠٦ ـ صون المنطق والكلام عن فنّ المنطق والكلام (مجلد).
٢٠٧ ـ رفع منار الدين وهدم بناء المفسدين.
٢٠٨ ـ هدم الحافي على الباقي.
٢٠٩ ـ سيف النظار في العرق بين الثبوت والتكرار.
٢١٠ ـ النقول المشرقة في مسألة النفقة.
٢١١ ـ شرح الرجبية في الفرايض ممزوج.
٢١٢ ـ الشلالة في تحقيق المقرّ والاستحالة.
٢١٣ ـ العحاحة الزرنيّة في الرسالة الزينبية.
٢١٤ ـ مَرّ النسيم إلى ابن عبد الكريم.
٢١٥ ـ فتح المطلب المبرود وبرد القلب المحرور في الجواب عن أسئلة التكرور.
٢١٦ ـ رفع اليأس وكشف الالتباس في ضرب المثل من القرآن والاقتباس.
٢١٧ ـ المعتصر في تحرير عبارة المختصر.
٢١٨ ـ مختصر الشيخ خليل المالكي في الكلام.
٢١٩ ـ بذل المجهود في خزانة محمود.

فن أصول الفقه وأصول الدين والتصوف

١ ـ الكوكب الساطع في نظم جمع الجوامع وشرحه.

٢ - شرح الكوكب الوقاد في الاعتقاد.
٣ - نظم العلم.
٤ - تشييد الأركان من ليس في الإمكان أبدع مما كان.
٥ - تأييد الحقيقة العلية وتشييد الطريقة الشاذلية.
٦ - تنزيه الاعتقاد عن الحلول والإتحاد.
٧ - اللوامع المشرقة في ذم الوحدة المطلقة.
٨ - المنتلي في تعدد صور الولي.
٩ - تنوير الحلك في إمكان رؤية النبي والملك.
١٠ - جهد القريحة في تجديد النصيحة (وهو مختصر).
١١ - نصيحة أهل الإيمان في الرد على منطق اليونان لابن تيمية وهو مختصر.
١٢ - تنبيه الغبي بتبرية ابن عربي.
١٣ - البرق الوامض في شرح بائية ابن الفارض وهي التي أولها سابق الأصفاد. يطوي البيد طي.
١٤ - جزء في رؤية النساء للباري تعالى يسمى أسبال الكساء على النساء.
١٥ - مختصره يسمى رفع الأسى عن النساء.
١٦ - اللفظ الجوهري في رد خباط الجوجري.
١٧ - تحفة الجلساء برؤية الله للنساء.
١٨ - النكت اللوامع على المختصر.

فن اللغة والنحو والتصريف

١ ـ المزهر في علوم اللغة علم اخترعته ولم أسبق إليه وهو خمسون نوعاً على نمط أنواع الحديث.
٢ ـ غاية الإحسان في خلق الإنسان.
٣ ـ الإفصاح في أسماء النكاح.
٤ ـ ضوء المصباح في لغات النكاح.
٥ ـ الإلماع في الإتباع.
٦ ـ الأوضاح في زوايد القاموس على الصحاح.
٧ ـ جمع الجوامع في النحو والتصريف والخط لم يؤلف مثله.
٨ ـ شرحه يُسمى همع الهوامع مجلدان
٩ ـ شرح ألفية ابن مالك.
١٠ ـ ممزوج ألفية تسمّى الفريدة شرحها يسمى المطالع السعيدة.
١١ ـ النكت على الألفيّة والكافية والشافية.
١٢ ـ وشذور الذهب و النزهة في مؤلف واحد.
١٣ ـ الأشباه والنظاير لم أسبق إليه، وهو سبعة أقسام، كل قسم مؤلف مستقل، له خطبة واسم ومجموعة هو الأشباه والنظاير.
١٤ ـ الأول يسمي المصاعد العليّة في القواعد النحوية.

١٥ ـ والثاني يسمّى تدريب أولي الطلب في ضوابط كلام العرب.
١٦ ـ والثالث يسمّى سلسلة الذهب في البناء من كلام العرب.
١٧ ـ والرابع يسمّى اللمع والبرق في الجمع والفرق.
١٨ ـ والخامس يسمّى الطراز في الألغاز
١٩ ـ والسادس في المناظرات والمجالسات والمطارحات
٢٠ ـ والسابع يسمّى النسر الذائب في الأفراد والغايب.
٢١ ـ الفتح القريب في حواشي مغني اللبيب.
٢٢ ـ شرح شواهد مغني اللبيب.
٢٣ ـ تحفة الحبيب بنجاة مغني اللبيب.
٢٤ ـ الإقتراح في أصول النحو وجدله على نمط أصول الفقه.
٢٥ ـ التوشيح على التوضيح (لم يتم).
٢٦ ـ حاشية على شرح الألفيّة لابن عقيل تسمّى السيف الصقيل..
٢٧ ـ المصنف على ابن المصنف.
٢٨ ـ التاج في إعراب مشكل المنهاج.
٢٩ ـ حاشية على شرح الشذور يسمّى نثر الزهور.
٣٠ ـ دُرّ التاج في إعراب مشكل المنهاج.
٣١ ـ الوفية باختصار الألفيّة.

ما يتعلق بمصطلح الحديث.

١ ـ تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي.
٢ ـ شرح ألفيّة العراقي.
٣ ـ نظم الدرر في علم الأثر وهي ألفية شرحها تسمى البحر الذي زخر (لم يتم).
٤ ـ التذنيب في الزوايد على التقريب.
٥ ـ لبُّ اللباب في تحرير الأنساب.
٦ ـ المُدرَج في المُدرَج.
٧ ـ تذكرة المؤتسي بمن حدُث ونسي.
٨ ـ كشف التلبيس عن قلب أهل التدليس.
٩ ـ حسن التلخيص لبيان التلخيص.
١٠ ـ جزء في أسماء المدلسين.
١١ ـ جزء فيمن وافقت كنيته كنية زوجه من الصحابة.
١٢ ـ ريح النسرين فيمن عاش في الصحابة مائة وعشرين.
١٣ ـ عين الإصابة في معرفة الصحابة (لم يتم).
١٤ ـ در الصحابة فيمن دخل مصر من الصحابة.
١٥ ـ اللمع في أسماء من وضع.
١٦ ـ اللمع في أسباب الحديث.
١٧ ـ جزء فيمن غيّر النبي ﷺ أسماءهم

١٨ ـ مختصر نهاية ابن الأثير يسمى الدر النثير.
١٩ ـ التعريف بآداب التأليف.
٢٠ ـ التذييل والتذنيب على نهاية الغريب.
٢١ ـ زوايد اللسان على الميزان.
٢٢ ـ شدّ الرحال في ضبط الرجال.
٢٣ ـ التنقيح في مسألة التسبيح.

فن الفقه

١ ـ شرح التنبيه ممزوج.
٢ ـ مختصر التنبيه يسمّى الوافي.
٣ ـ دقائقة الأشباه والنظائر.
٤ ـ الأزهار الغضّة في حواشي الروضة.
٥ ـ الوهبة الكبرى كتب منها الحواشي الصغرى.
٦ ـ الينبوع فيما زاد على الفروع
٧ ـ مختصر الروضة مع زوايد كثيرة تسمّى الغيثيّة (لم يتم).
٨ ـ نظم الروضة مع زوايد تسمّى الخلاصة كتب من الأول إلى الحيض.
٩ ـ ومن الجراح إلى السرقة.
١٠ ـ دفع الخصاص وهو شرح النظم المذكور.
١١ ـ شرح القدر الذي نظم في مجلدين أوّلاً فأوّلاً.

١٢ ـ مختصر الخادم يسمّى تحصين الخادم كتب منه من الزكاة إلى آخر الحج.
١٣ ـ العذب السلسل في تصحيح الخلاف المرسل في الروضة.
١٤ ـ شوارد الفوائد في الضوابط والقواعد.
١٥ ـ مقدمة/ الإبتهاج/ في نظم المنهاج (لم يتم).
١٦ ـ مختصر الأحكام السلطانية.
١٧ ـ شرح الروض لابن المقري كتب منه اليسير
١٨ ـ اللوامع والبوارق في الجوامع والفوارق
١٩ ـ الفتاوى اللمعة في نكت القطعة.
٢٠ ـ تحفة الناسك نكت المناسك.
٢١ ـ تحفة الإنجاب بمسألة السنجاب.
٢٢ ـ المنظرفة في أحكام دخول الحشفة.
٢٣ ـ الروض الأريض في طهر المحيض.
٢٤ ـ بذل العسجد لسؤال المسجد.
٢٥ ـ بسط الكف في إتمام الصف
٢٦ ـ الحظ الوافر من المغنم. في استدراك الكافر إذا أسلم.
٢٨ ـ القذاذة في تحقيق محل الإستعاذة.
٢٩ ـ دفع التشنيع في مسألة التسبيع.
٣٠ ـ ضوء الشمعة في عدد الجمعة.
٣١ ـ اللمعة في تحقيق الركعة لإدراك الجمعة.
٣٢ ـ الفوايد الممتازة في صلاة الجنازة.
٣٣ ـ بلغة المحتاج في مناسك الحاج

٣٤ ـ قطع المجادلة عند تغير المعاملة.
٣٥ ـ قدح الزند في السّلم.
٣٦ ـ إزالة الوهن عن مسألة الرّهن.
٣٧ ـ بذل الهمّة في طلب براءة الذمّة.
٣٨ ـ البارع إقطاع الشارع.
٣٩ ـ الإنصاف في تميز الأوقاف.
٤٠ ـ المباحث الزكية في مسئلة الدوركيّة.
٤١ ـ كشف الضبابة في مسئلة الإستنابة.
٤٢ ـ القول المشيّد في وقف المؤيّد.
٤٣ ـ البدر الذي انجلا في مسئلة الولا.
٤٤ ـ الجهر بمنع البروز على شاطىء النهر.
٤٥ ـ النهر لمن رام البروز على شاطىء النهر، وهو قصيدة رائية.
٤٦ ـ أعلام النصر في إعلام سلطان العصر.
٤٧ ـ في مسألة البروز.
٤٨ ـ إرضا وهو ثلاثة أقسام: حديث، وفقه، وإنشا.
٤٩ ـ الزهر الباسم فيما يزوج فيه الحاكم.
٥٠ ـ القول المضيء في الحنث المضيء.
٥١ ـ فتح المغالق في أنت طالق.
٥٢ ـ حسنُ المقصد في عمل المولد.
٥٣ ـ حسن التصريف في عدم التحليف.
٥٤ ـ تنزيه الأنبياء عن تسفيه الأغبياء.
٥٥ ـ الطلعة الشمسية في تبيين الجنسية. من شرط البيبرسيّة.

٥٦ ـ جزيل المواهب في اختلاف المذاهب.
٥٧ ـ إرشاد المهتدين إلى نصرة المجتهدين.
٥٨ ـ تقرير الإستناد في تيسير الإجتهاد.
٥٩ ـ شرح اللمعة ممزوج.
٦٠ ـ الشمعة المضيئة في علم العربية.
٦١ ـ شرح القصيدة الكافية في التصريف.
٦٢ ـ تعريف الأعجم بحروف المعجم.
٦٣ ـ موشحة في النحو.
٦٤ ـ قطر الندى وورود الهمزة للنداء.
٦٥ ـ مختصر اللمعة.
٦٦ ـ ألوية النصر.
٦٧ ـ في القصر.
٦٨ ـ القول المحمل في الرد على المهمل.
٦٩ ـ الأخبار المروية في سبب وضع العربية.
٧٠ ـ المنى في الكنى.
٧١ ـ رفع السنة في نصب الزنة.
٧٢ ـ الكلام مسألة ضربي زيداً قائماً.
٧٣ ـ تحفة النجبا في قولهم هذا بسر الطيب منه رطبا.
٧٤ ـ الزند الوري في جواب السوال السكندري.
٧٥ ـ فجر الثمد في إعراب كمال الحمد.
٧٦ ـ النكت على عبد البر في إعراب آية الإعراض والتولي. ممن لا يحسن يصلي.
٧٧ ـ في ضبط ولا يعز من عاديت.

۷۸ ـ حسن التعبير في ما في الفرس من أسماء الطير.
۷۹ ـ حاشية على شرح التصريف للتفتازاني يسمّى التصريف للتفتازاني.
۸۰ ـ توجيه العزم إلى اختصاص الإسم بالجر والفعل بالجزم.
۸۱ ـ ديوان الحيوان.
۸۲ ـ ذيل الحيوان.
۸۳ ـ عنوان الديوان في أسماء الحيوان.
۸۴ ـ نظام اللّسد في أسماء الأسد.
۸۵ ـ التهذيب في أسماء الذيب.
۸۶ ـ التبري من معرّة المعرّي.
۸۷ ـ في أسماء الكلب.
۸۸ ـ اليواقيت في الأدوات.
۸۹ ـ الأذن إلى توجيه قولهم لاها الله إذن.
۹۰ ـ الطراز اللازوردي في حواشي الجاربردي.
۹۱ ـ كشف الغمة عن الضخة.

في المعاني والبيان والبديع

۱ ـ ألفيّة تسمّى عقود الجمان في المعاني والبيان.
۲ ـ شرحُها يسمى حلّ العقود.
۳ ـ النكت على تلخيص المفتاح.

٤ ـ البديعيّة تسمى نظم البديع في مدح الشفيع موري فيها باسم النوع.
٥ ـ شرحها الجمع والتفريق بين الأنواع البديعية.
٦ ـ التخصيص في شواهد التلخيص.
٧ ـ جني الجناس.

الكتب الجامع لفنون عديدة

١ ـ التذكرة تسمّى: الفلك المشحون (خمسون مجلداً)
٢ ـ النقاية كراسة في أربعة عشر علماً.
٣ ـ شرحها يسمّى إتمام الدراية.
٤ ـ قلايد الفوايد (من نظمي).
٥ ـ اللمعة في أجوبة الأسئلة السبعة.
٦ ـ الأجوبة الزكية على الألغاز السبكية.
٧ ـ تعريف الفئة بأجوبة الأسئلة المائة.
٨ ـ نفح الطيب في أسئلة الخطيب.

فن الأدب والنوادر والإنشاء والشعر

١ ـ الوشاح في فوايد النكاح.
٢ ـ اليواقيت الثمينة في صفات السمينة.
٣ ـ شقايق الأترنج.
٤ ـ رفع شأن الحشار.
٥ ـ أزهار العروش في أخبار الحبوش.
٦ ـ الوسائل إلى معرفة الأوائل.

٨ - النفحة المسكية على نمط عنوان الشوق.
٩ - درز الكلم وغرس الحكم.
١٠ - المقامات المجموعة وهي سبع مقامات.
١١ - المقامات المفردة وهي ثلاثون مقامة في وصف مكة والمدينة تسمّى ساجعة الحرم المقامة القدسية.
١٢ - في والدي أشرف البريّة النبي ﷺ.
١٣ - مقامة الأزواد في موت الأولاد
١٤ - مقامة تسمّى النجح في الإجابة.
١٥ - المقامة الذهبيّة في الحمى.
١٦ - مقامة في وصف روضة مصر تسمّى بلبل الروضة.
١٧ - مقامة الرياحين وتسمى المقامة الوردية في الورد والنرجس والياسمين والبان والنسرين والبنفسج والنيلوفر والآس والريحان.
١٨ - مقامة الطيب وتسمّى المقامة المسكيّة في المسك والعنبر والزعفران والزباد.
١٩ - مقامة النساء تسمّى رشف الزلال من السحر الحلال وهي في أحد وعشرين عالماً تزوج كل منهم ووصف كل ليلة

مؤدياً بألفاظ.

٢٠ ـ المقامة التفاحية.
٢١ ـ المقامة الزمردية.
٢٢ ـ المقامة الفستقية.
٢٣ ـ المقامة الياقوتية.
٢٤ ـ المقامة اللؤلؤية.
٢٥ ـ التنفيس في الإعتذار عن ترك الإفتاء والتدريس.
٢٦ ـ المقامة البحرية.
٢٧ ـ المقامة الدرية.
٢٨ ـ مقامة تسمّى الفتاش على القصاص.
٢٩ ـ الخارق لعبد الخالق.
٣٠ ـ مقامة الإستنصار بالواحد القهار.
٣١ ـ مقامة تسمّى قمع المعارض في نصرة ابن الفارض.
٣٢ ـ مقامة تسمّى الدوران الفلكي على ابن الكركي.
٣٣ ـ مقامة تسمّى الصارم المندكي في عنق ابن الكركي.
٣٤ ـ مقامة تسمّى طرز العمامة في التفرقة بين المقامة والقمامة.
٣٥ ـ الجواب الذكي عن قمامة ابن الكركي.
٣٦ ـ الإفتراض في ردّ الإعتراض.
٣٧ ـ نزل الرحمة في التحدث بالنعمة.
٣٨ ـ منع الثوران عن الدوران.
٣٩ ـ الصواعق على النواعق.

٤٠ ـ مقامة تسمى الفارق بين الضيف والسارق.
٤١ ـ المقامة الكُلاجيّة في الأسئلة الناجية.
٤٢ ـ مقامة تسمّى ساحب سيف على صاحب ضيْف
٤٣ ـ مقامة تسمّى الفرج القريب.
٤٤ ـ منهل اللطايف في الكنافة والقطايف.
٤٥ ـ مختصر شفاء العليل في ذم الصاحب والخليل يسمّى الشهاب الثاقب.
٤٦ ـ تحفة الظرفاء بأسماء الخلفاء وهي قصيدة رائية.
٤٧ ـ كوكب الروض (مجلد).
٤٨ ـ المزوهى في روضة المنتهى.
٤٩ ـ الإقتباس في محاسن الإقتباس.
٥٠ ـ نور الحديقة (من نظمي).
٥١ ـ ديوان شعري ونثري.
٥٢ ـ ديوان خطب.
٥٣ ـ مقاطع الحجاز.
٥٤ ـ فخر الدياجي في الأحاجي.
٥٥ ـ وصف اللآل في وصف الهلال.
٥٦ ـ وقع الأسل في ضرب المثل.
٥٧ ـ مختصر معجم البلدان لياقوت (لم يتم).
٥٨ ـ قطف الوريد في أمالي ابن دريد.
٥٩ ـ إتحاف النبلاء بأخبار الثقلاء.

٦٠ ـ نزهة العمر في التفضيل بين البيض والسمر.
٦١ ـ نزهة الجلساء في أشفار النساء.
٦٢ ـ المستظرف في أخبار الجواري.
٦٣ ـ ذو الوشاحين.
٦٤ ـ نثل الكتان في الخشلثان.
٦٥ ـ زبدة الل...
٦٦ ـ البارق في قطع السارق.
٦٧ ـ نزهة النديم.
٦٨ ـ الدراري في أولاد السراري.
٦٩ ـ المنقح الظريف في الموشح الشريف.

فن التاريخ

١ ـ طبقات الحفاظ.
٢ ـ طبقات اللغويين والنحاة.
٣ ـ الوجيز في طبقات الفقهاء الشافعيّة.
٤ ـ طبقات المفسرين (لم يتم).
٥ ـ تاريخ الخلفاء.
٦ ـ حسن المحاضرة في أخبار مصر والقاهرة (ثلاث مجلدات).
٧ ـ مختصره يسمّى (الزبرجد)=جزء لطيف.
٨ ـ رفع الباس عن بني العباس.
٩ ـ الشماريخ في علم التاريخ.
١٠ ـ ترجمة النووي.
١١ ـ ترجمة شيخنا البُلقيني.

۱۲ ـ معجم شيوخي يسمّى المنجم في المعجم.
۱۳ ـ نظم العقبان في أعيان الأعيان.
۱٤ ـ التحدث بنعمة الله.
۱٥ ـ الملتقط من الدرر الكامنة.
۱٦ ـ الملتقط من الخطط.
۱۷ ـ جزء في جامع عمر.
۱۸ ـ جزء في جامع ابن طولون.
۱۹ ـ جزء في جامع الصلاحية.
۲۰ ـ جزء في الزاوية الخشابية
۲۱ ـ جزء في الخانقاه البيبرسية يسمّى حسن النية وبلوغ الأمنية في الخانقاه الركنية.
۲۲ ـ جزء في الخانقاة الشيخونية.
۲۳ ـ جزء في أخبار السيوط. يسمّى المضبوط المكنون في ترجمة ذي النون.
۲٤ ـ تحفة الكرام بأخبار الأهرام.
۲٥ ـ نثر الهميان في وفيات الأعيان.
۲٦ ـ الورقات في الوفيات.
۲۷ ـ تبيض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة.
۲۸ ـ تزيين الممالك بمناقب الإمام مالك.

تمت بحمد الله وعونه وحسن توفيقه والحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً.

فہرست اردو مآخذ و مراجع

(۱) الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ۔ اشرف علی تھانوی۔ اشرف المطابع تھانہ بھون ۱۹۴۱ء

(۲) فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ محمد عبدالحلیم چشتی۔
نور محمد 'اصح المطابع کراچی' کارخانہ تجارت کتب ۱۳۶۴ھ

(۳) مجموعۃ الفتاویٰ، عبدالحیٔ لکھنوی ۔ لکھنؤ، مطبع یوسفی، ۱۳۲۰ھ

(۴) امام ابو الحسن کبیر سندھی، مقالہ محمد عبدالرشید نعمانی (پاکستان ہسٹری کانفرنس) ۱۹۶۱ء

(۵) وفیات المشاہیر، جونپور، جادو پریس

فہرست فارسی مآخذومراجع

(۱) اخبار الاخیار۔ عبد الحق دہلوی۔ دہلی مطبع مجتبائی، ۱۳۳۱ھ
(۲) بستان المحدثین فی تذکرۃ الحدیث والمحدثین۔ شاہ عبد العزیز دہلوی۔
دھلی۔ نصرت المطابع، ۱۲۹۳ھ
(۳) عجالہ نافعہ۔ شاہ عبد العزیز دہلوی۔ دھلی۔ مطبع مجتبائی
(۴) فتاویٰ عزیزی۔ عبد العزیز دہلوی۔ دہلی مطبع مجتبائی، ۱۳۱۱ھ
(۵) ملفوظات عزیزیہ۔ میرٹھ مطبع مجتبائی، ۱۳۱۴ھ
(۶) الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ و وارثی اسانید رسول اللہ۔ شاہ ولی اللہ، قلمی نسخہ
(۷) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین۔ دہلی، مطبع مجتبائی ۱۳۱۰ھ
(۸) وصیت نامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
لاہور، مطبع محمدی، ۱۳۰۲ھ۔ یہ رسالہ عقد الجید کے ساتھ طبع کیا گیا تھا
(۹) اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء والمحدثین۔ صدیق حسن خان قنوجی۔
کانپور، مطبع نظامی ۔۱۲۸۸ھ
(۱۰) الاکسیر فی اصول التفسیر کانپور، صدیق حسن مطبع نظامی ۱۲۹۰ھ
(۱۱) خزینۃ الاصفیاء۔ غالم سرور لاہوری۔ کانپور، نولکشور ۱۹۱۴ء

فہرست عربی مآخذ و مراجع

(۱) بدائع الزہور فی وقائع الدہور محمد بن محمد ،ابن ایاس مصری،
مصر، مطبع بولاق ۱۳۱۱ھ

(۲) خزانۃ الادب و لب لباب لسان العرب. عبدالقادر بن عمر البغدادی،
تحقیق عبدالسلام محمد ہارون مصر، مکتبہ الخانجی ۱۴۰۶ھ

(۳) نصیحۃ ذوی الإیمان فی الرد علی منطق الیونان احمد بن عبدالحلیم
ابن تیمیۃ، بمبئی مکتبۃ القیمہ سے ۱۹۴۹ء میں یہ الرد علی المنطق کے نام سے بھی
شائع کی گئی۔

(۴) مسند الامام احمد بن حنبل، مصر، المطبعۃ المینیۃ ۱۳۱۳ھ

(۵) مفاکہۃ الخلان فی حوادث الزمان محمدابن طولون، تحقیق محمد
مصطفی، قاہرہ المؤسسۃ المصریۃ العامۃ ۱۹۶۲ء

(٦) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب عبدالحئی ابن العماد، الحنبلی
القاہرۃ، مکتبۃ القدسی ۱۳۵۰ھ

(۷) البدایۃ والنہایۃ ،اسماعیل بن عمر ابن کثیر
القاہرہ، مطبعۃ السعادۃ ۱۳۵۱ھ

(۸) قبر الامام السیوطی و تحقیق موضعہ احمد تیمور باشا .القاہرہ ١٣٢٦ھ

(۹) الاسلام فی نائجیریا و الشیخ عثمان بن فودیو الفلانی عبداللہ الالوری
۱۹۷۱ء

(۱۰) الجمل علی الجلالین سلیمان بن عمر العجیلی الشافعی

(۱۱) الفتوحات الالٰہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین الخفیۃ مصر لمکتبۃ

التجارية الكبرىٰ ۱۳۷۷ھ

(۱۲) كشف الظنون عن اسامى الكتب والفنون . مصطفى عبدالله المعروف بحاجى خليفة معه ترجمه الى اللغة اللاتينية،فلوخل ليدن، بيزك ۱۸۵۸ء

(۱۳) كشف الظنون عن اسامى الكتب والفنون

استانبول. مطبعة حكومیه، ۱۳٦۰ھ

(۱٤)الثقافة الاسلامية فى الهند عبدالحئى الحسنى.دمشق، المجمع العلمى العربى، ۱۳۷۷ھ

(۱۵) ذيول تذكرة الحفاظ الحسينى ابن فهد والسيوطى،

دمشق مطبعة التوفيق . ۱۳٤۷ھ

(۱٦) نسيم الرياض شرح شفاء القاضى عياض احمد بن عمر الخفاجى الآستانه المطبعة العثمانية، ۱۳۱۵ھ

(۱۷) روضات الجنات فى احوال العلماء والسادات محمد باقر الموسوى الاصفهانى الخوانسارى. طهران ۱۳۵۷ھ

(۱۸) طبقات المفسرين . محمد بن على، شمس الدين الداودى

بيروت : دارالكتب العلمية، ب .ت

(۱۹) حجة الله البالغه،دهلوى شاه ولى الله، القاهره ۱۳۲۳ھ

(۲۰) اتحاف السادة المتقين، بشرح أسرار إحياء علوم الدين للغزالى . محمد مرتضى الزبيدى .مصر مطبعة الميمنية، ۱۳۱۱ھ

(۲۱) تاج العروس من جواهر القاموس الزبيدى القاهره . المطبعة الخيريه : ۱۳۰٦ھ

(۲۲)الارشاد والموعظة لزاعم رؤية النبیﷺ بعد موتة فی الیقظة. محمد بن عبدالرحمن السخاوی(لم یطبع) التبر المسبوك فی ذیل السلوك ،مصر، مطبعة بولاق : ۱۸۹۶ھ

(۲۳) ترجمة صاحب الضوء اللامع السخاوی .القاهره . مكتبة القدسی ۱۳۵٤ھ

(۲٤)الضوء اللامع لاهل القرن التاسع السخاوی.القاهرة : مكتبة القدسی ۱۳۵۳ھ

(۲۵) فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث .السخاوی. لكهنو.مطبعة انوار محمدی. ۱۳۰۳ھ

(۲۶) مقاصد الحسنة فی بیان كثیر من الاحادیث المشتهرة علی الا لسنة السخاوی القاهره . مكتبة الخانجی، ۱۳۵۶ھ

(۲۷)الاتقان فی علوم القرآن .جلال الدین عبدالرحمن بن كمال الدین ابی بكر السیوطی . تحقیق: محمد ابو الفضل ابراهیم القاهره . مطبعه المصطفی البابی الحلبی، ب .ت

(۲۸) اعذب المناهل فی حدیث من قال انا عالم فهو جاهل

الحاوی للفتاوی میں موجود ہے

(۲۹) الاقتراح فی علم اصول النحو تحقیق احمدمحمد قاسم، القاهره. مطبعة السعادة. ۱۹۷۶ء

(۳۰) الاتقان فی علوم القرآن . دهلی مطبع احمدی ۱۲۸۰ھ

(۳۱) الأشباه والنظائر فی الفروع . القاهره دار احیاء كتب العربیة ۱۳۹۵ھ

(۳۲) الاشباه والنظائر . تحقیق عبدالرؤف سعد القاهره، مكتبة الكلیات الازهریه. ۱۳۹۵ھ

(۳۳) الأشباه والنظائر فی النحو . حیدر آباد دکن
مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانیه . ۱۳۵۹ھ
(۳٤) الفیة السیوطی فی علم الحدیث ،تحقیق احمد محمد شاکر،بیروت، المکتبة العلمیه،ب.ت
(۳۵) ألویة النصر فی خصیصی بالقصر
یہ الحاوی للفتاویٰ میں شائع کیا گیا ہے
(۳٦)درج اللبیب فی خصائص الحبیب تحقیق عباس احمد صقر. المدینه، دارالمدینة۱٤۱۷/۱۹۹٦.
(۳۷) بذل الجهور فی خزانة محمود . رساله المجمع العلمی علی گڑھ
(۳۸) بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة.
مصر . مطبعة السعادة ، ۱۳۲٦ھ
(۳۹) بغیة الوعاة فی طبقات اللغوین والنحاة.
تحقیق محمد ابو الفضل ابراهیم . مصر عیسی البابی الحلبی ۱۳۸٤ھ
(٤۰) تاریخ الخلفاء . تحقیق ・ محمد محی الدین عبدالحمید
القاهرة (عیسی البابی الحلبی) ۱۳۵۲ھ
(٤۱) تاریخ الخلفاء . تحقیق : محمد محی الدین عبدالحمید
کراچی . نور محمد کارخانه تجارت کتب ۱۳۹۷ھ
(٤۲) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی
مصر ، المطبعة الخیریة . ۱۳۰۷ھ
(٤۳) تعریف الفئة فأجوبة الأسئلة المئة،

یہ رسالہ الحاوی الفتاویٰ میں موجود ہے

(٤٤) التحقیقات علی الموضوعات ۔ مصر۔ المطبعۃ الادبیۃ. ۱۳۱۷ھ

(٤٥) تفسیر الجلالین. القاھرہ. دار الشعب ۱۳۷۰ھ

(٤٦) تفسیر الجلالین : بکتاب لباب النقول فی اسباب النزول
بیروت ، دار الفکر ۔ ب ۔ ت

(٤٧) تفسیر الجلالین مع الکمالین و الزلالین. لکھنو، نو لکشور، ۱۳۱۷ھ

(٤٨) تناسق الدرر فی ترتیب السور ۔ بیروت. دارالکتب العلمیۃ. ۱٤۰۰ھ

(٤٩) تنویر الحوالك فی امکان رؤیة النبی و الملك الحاوی میں موجود ہے

(٥٠) تنویر الحلك القاھرۃ مکتبہ مصطفی البابی (ب ت)

(٥١) التھنیۃ بالفضائل العلمیۃ و المناقب الدینیۃ یہ رسالہ الحاوی للفتاویٰ میں موجود ہے

(٥٢) جمع الجوامع فی الحدیث. القاھرہ ، مجمع البحوث الاسلامیۃ، ۱۳۹۰ھ

(٥٣) جمع الجوامع فی الحدیث القاھرۃ، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب ۱۹۷۸ء

(٥٤) جھد القریحۃ فی تجرید النصیحۃ مختصر أھل الإیمان لابن تیمیہ بھی شائع کی گئی۔

(٥٥) الحاوی للفتاوی ۔ القاھرہ، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ ۱۳٥۱ھ

(٥٦) حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر و القاھرہ مصر ۔ المطبعۃ الوھبیۃ ۔ ۱۲۹۹ھ

(٥٧) حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاھرۃ تحقیق : محمد ابو الفضل ابراھیم القاھرۃ، دار احیاء الکتب العربیۃ ۔ ۱۳۸۷ھ

(٥٨) حسن المحاضرۃ، تحقیق خلیل منصور، بیروت، دارالکتب العلمیۃ ۱٤۱۸/۱۹۹۷ء

(٥٩) خصائص الکبریٰ حیدر آباد، الدکن، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۱۰ھ

(۶۰) الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور مصر المطبعة المیمنیة ۱۳۱۴ھ
(۶۱) الدر النثیر فی تلخیص نهایة ابن الاثیر، مصر، مطبعة المیمنیة ۱۳۲۳ھ
(۶۲) الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتهرة بهامش الفتاویٰ الحدیثه لابن حجر الهیثمی. القاهرة ۱۳۲۹ھ
(۶۳) ذیل طبقات الحفاظ للذهبی. دمشق. مطبعة التوفیق ۱۳۴۷ھ
(۶۴) صون المنطق والكلام عن فن المنطق والكلام. تحقیق: علی سامی النشار. القاهره. مطبعة السعادة ۱۳۶۶ھ
(۶۵) طبقات الحفاظ، بیروت، دار الكتب العلمیة ۱۹۸۱/۱۴۹۲
(۶۶) القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق یہ رسالہ الحاوی میں موجود ہے
(۶۷) كتاب الإعلام بحكم عیسیٰ علیه السلام یہ رسالہ الحاوی میں موجود ہے
(۶۸) عقود الجمان فی نظم المعانی والبیان. القاهره. مصطفی البابی، ۱۹۳۹ھ
(۶۹) مفحمات الأقران فی مبهمات القرآن. مصر، احمد البابی، ۱۳۰۹ھ
(۷۰) المهذب فیما وقع فی القرآن من المعرب. الرباط، إحیاء التراث الإسلامی المشتركة بین المملكة العربیة والإمارات المتحدة العربیة. ۱۹۷۰ھ
(۷۱) لباب النزول فی اسباب النزول، بیروت، دار احیاء العلوم ۱۹۷۸ھ
(۷۲) كتاب التحدث بنعمة الله. تحقیق الیزابت ماری سارتن. القاهره. المطبعة العربیة الحدیثة. ۱۹۷۲ء
(۷۳) اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة -ط: ۲ مصر، المكتبة التجاریة الكبری. ۱۹۶۳ء
(۷۴) المزهر فی علوم اللغة وانواعها. تحقیق محمد احمد جاد الموؤلك

وغیرہ. ط :۳ القاھرہ . عیسی البابی الحلبی، ب .ت
(۷۵) مسالك الحنفاء فی والدی المصطفیٰ .ط :۲
(۷۶) مقامات السیوطی– الأستانه، مطبعة الجوائب . ۱۳۹۸ھ
(۷۷) نظم العقیان فی اعیان الاعیان.نیویارك . مطبعة السوریة الامریکیه . ۱۹۲۸ء
(۷۸) همع الهوامع شرح جمع الجوامع . تحقیق : عبدالسلام محمد هارون عبدالعال سالم مکرم . الکویت . دار البحوث العلمیة۱۹۷۵ء/۱۹۷۹ء
(۷۹) ذیل الطبقات. عبدالوهاب بن احمد انصاری الشعرانی .القاهره، مطبعة السلفیه۱۳۶۶ھ
(۸۰)لطائف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمة الله علی الطلاق مصر . ۱۳۱۱ھ
(۸۱) لواقح الانوار القدسیة فی بیان العهود المحمدیة القاهره . مطبعة مصطفی البابی الحلبی . ۱۹۶۱ھ
(۸۲) لواقح الانوار القدسیة فی بیان العهود المحمدیة مصر ۱۳۸۱ھ
(۸۳) المتوکلی فیما ورد فی القرآن باللغة الحشیة والفارسیة والترکیة والنبطیةوالعبرانیة والرومیة. مصر. مطبعة عثمان عبدالرزاق،۱۳۰۶/۱۸۸۸ء
(۸٤) المیزان الشعرانیه المدخلة لجمیع اقوال الائمة المجتهدین و تعدیلهم و مقلدیهم فی الشریعة المحمدیة القاهرة . المطبعة المیمنیة . ۱۳۰۶ھ
(۸۵) محمد علی یمنی صنعانی .الشوکانی .
(۸۶) البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن التاسع قاهره . مطبعة السعادة . ۱۳٤۸ھ

(۸۷) فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدرراية في علوم التفسير
مصر . مطبعة المصطفى البابى الحلبى . ۱۳۴۹ھ
(۸۸) المنكة البديعيات على الموضوعات. مصر، المطبعة الادبية ۱۳۱۷ھ
(۸۹) نيل الاوطار شرح امنتقى الاخبار القاهره . مطبعة مصطفى البابى الحلبى
(۹۰) عقود الجواهر فى تراجم من لهم خمسون تصنيفات فمأة فاكثر، جميل بك العظم. بيروت المطبعة الاهلية . ۱۳۱۶ھ
(۹۱) الخطط التوفيقية الجديدة لمصر القاهر ومدنها و بلادها القديمة والشهيرة .على مبارك. مصر، مطبع بولاق، ۱۳۰۶ھ
(۹۲) النور السافر عن اخبار القرن العاشر، عبدالقادرالعيد روسى،
بغداد، مطبعة الفرات. ۱۳۵۳ھ
(۹۳) الكوكب السائره في اعيان ائمة العاشرة. نجم الدين محمدالغزى، بيروت . المطبعة الاميريكانية، ۱۹۴۵ء
(۹۴) فهرس الخزانة التيمورية مصر . مطبعة دار الكتب المصرية، ۱۳۶۷ھ
(۹۵) فهرس المكتبة الازهرية، مصر . مطبعة الازهرية . ۱۳۷۱ھ
(۹۶) مرقاة المفاتيح لمشكاة المصابيح. ملا على قارى .
مصر. المطبعة الميمنية. ۱۳۰۹ھ
(۹۷) التنبية والا يقاظ فى ذيول تذكرة الحفاظ . احمد رافع حسينى قاسمى .دمشق ۱۳۴۸ھ
(۹۸) فهرس الفهارس والا ثبات و معجم المعاجم والمشيخات والمسلسلات. فاس .الكتانى . عبدالحى المطبعة الجديدة . ۱۳۴۶ھ
(۹۹) فهرس الفهارس ،تحقيق احسان عباس ، بيروت، دارالعرب الاسلامى

۱۴۰۶ھ/۱۹۸۱ء

(۱۰۰) فیض الباری علی صحیح البخاری. لانورشاہ الکشمیری. القاہرہ. مطبعۃ حجازی ۱۳۵۷ھ

(۱۰۱) تبصرۃ الراشد برد تبصرے الناقد. تالیف: عبدالحی فرنگی محلی .اللکنوی. لکھنو، انوار محمدی ۱۳۰۱ھ

(۱۰۲) التعلیق الممجد علی موطا محمد کراچی، نور محمد اصح المطابع. ۱۹۶۳ء

(۱۰۳) الفوائد البہیۃ مع التعلیقات السنیۃ مطبع چشمہ فیض. ۱۳۰۴ھ

(۱۰۴) کنز العمال فی الاقوال والا فعال علی المتقی علی ط: ۵ بیروت مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۱ھ

(۱۰۵) منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد بن حنبل مصر. مطبعۃ المیمنیۃ. ۱۳۱۳ھ

(۱۰۶) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر. محمد امین فضل اللہ مصر المطبعۃ الوہبیۃ ۱۳۸۴ھ

(۱۰۷) فیض القدیر شرح جامع الصغیر. عبدالرؤف المناوی. القاہرہ ۱۹۳۸ء

(۱۰۸) الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر. یوسف النبہانی. القاہرہ. ۱۳۲۰ھ

تعارف مؤلّف

نام : محمد عبدالحلیم چشتی

ولادت :۱۶ اپریل ۱۹۲۹ءذوالقعدہ ۱۳۴۷ھ جے پور

ابتدائی تعلیم : مدرسہ تعلیم الاسلام جے پور

درس نظامی کی تکمیل دارالعلوم دیوبند (قیامِ دیوبند: ۱۳۶۳-۱۳۶۹ھ ۱۹۴۴-۱۹۴۹ء)

کراچی یونیورسٹی- ایم - اے اسلامیات ۱۹۶۷ء

ایم - اے لائبریری سائنس ۱۹۷۰ء

پی- ایچ - ڈی، لائبریری سائنس ۱۹۸۱ء

لائبریریوں میں پیشہ ورانہ اور انتظامی خدمات ملک وبیرونِ ملک کے مشہور کتب خانوں میں مختلف عہدوں پر چونتیس سالہ خدمات

تدریسی خدمات : جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پہلے التخصص فی الفقہ الاسلامی کے مشرف ونگران رہے۔ پھر قسم التخصص فی علوم الحدیث النبوی الشریف کا مشرف ونگراں بنایا گیا۔ تا حال اس خدمت پر مأمور ہیں

تصنیفی خدمات :

الف . مستقل مطبوعہ کتب .

۱ ۔حیاتِ وحیدالزمان (اردو)

۲ ۔اسلامی کتب خانے۔

۳۔البضاعۃالمزجاۃلمن یطالع المرقاۃ فی شرح المشکواۃ (مطبوعہ)

۴۔دورِ جاہلی میں عربوں کے کتب خانے (مطبوعہ)

ب : تحقیقات ومقدمات :

۱ ۔سید احمد شہید کی اردو تصانیف و اردو ادب پر ان کااثراوران کا فقہی مسلک (مطبوعہ)

۲۔تذکرۃ الخلیل ،ذیلی سرخیاں۔ازعاشق الٰہی میرٹھی (مطبوعہ)

۳۔مشارق الانوار بترتیب فقہی (مطبوعہ)

۴۔ نصیحۃالمسلمین(تحشیہ) (مطبوعہ)
۵۔ مقدمۃ قول متین ترجمہ حصن حصین (مطبوعہ)
۶۔ چہل حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مطبوعہ)
۷۔ الاتقان فی علوم القرآن کے اردو ترجمہ پر نظر ثانی اور مقدمہ (مطبوعہ)
۸۔ مقدمہ مسند ابو داؤد الطیالسی

(ج) ترجمہ: عجالہ نافعہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا اردو ترجمہ و شرح "فوائد جامعہ" (مطبوعہ)

اس کے علاوہ ہندوپاک کے مشہور و معروف رسائل میں ۱۹۵۶ء سے تحقیقی مقالات شائع ہو رہے ہیں۔

۱۔ تذکرہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (مطبوعہ)
۲۔ زادالمتقین فی سلوک طریق الیقین از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ علی متقی و شیخ عبدالوہاب متقی اور ان صوفیہ کا تذکرہ جن سے شیخ محدث کی اثناء قیام حرمین شریفین میں ملاقات ہوتی رہی، اس کتاب کا اردو ترجمہ اور حواشی میں مفید معلومات کا اضافہ (مطبوعہ)

زیر طبع کتابیں:

۳۔ تحصیل التعرف فی الفقہ والتصوف۔ تالیف شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی کے حصہ فقہ کے متن کی تصحیح و تحشیہ۔(عربی)
۴۔ تذکرۃ الحفاظ المستخرج من الانساب للسمعانی۔ تالیف المیر زا محمد بن رستم البدخشی المخاطب بمعتمد خان۔ متن کی تصحیح و تعلیقات(عربی)
۵۔ ضیاء القلوب الشیخ امداد اللہ التھانویؒ ثم المکی کتاب ہذا کے عربی متن پر حاشیہ اور ان کے سلاسل مشائخ چشتیہ، قادریہ سہروردیہ وغیرہ کا تذکرہ ہے جس کا نام "الاعلام "لمن وردفی سلاسل الشیخ امداد اللہ التھانوی المکی من المشائخ الأعالم" ہے
۶۔ امام محمد شیبانی بحیثیت راوی کتاب الآثار امام اعظم ابو حنیفہؒ و موطأ امام مالک "حقائق اور ازالہ شکوک و شبہات"
۷۔ تنقید فی التقلید از مولانا سید یدالدین بن رشید الدین دہلویؒ

تاریخ وفات

محترم محمد عبدالرحیم خاطر جے پوری والدی عبدالرحمٰن ۔ سم ۱۹۵ء

در صومعه و مدرسه و دیر و کنشت
ترسنده ز دوزخ اند و جویای بهشت
آن کس که ز اسرار خدا باخبر است
زین تخم در اندرون خود هیچ نکشت

اللہ اکبر ز ہم

محمد عبدالرحیم عفی عنہ [illegible]

شیخ بمکانِ فردوس ۱۳۷۳ھ